وَ اَمّا بِنِعمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّث

اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کرو

نقوشِ زندگی

اقبال احمد نجم ایم اے شاہد (واقف زندگی)

استاد جامعہ احمدیہ انگلستان

نام کتاب : نقوشِ زِندگی (خودنوشت سوانح حیات)

مصنف : اقبال احمد نجم۔ ایم۔اے شاہد

سن اشاعت : 2010ء

تعداد : 1000

رابطہ :

8, South Gardens, Collierswood
London, SW 19, 2NT
United Kingdom.
ianajam@hotmail.com

ناشران : اشتیاق احمد شاکر۔ ناروے، رانا محمد عامر۔ انگلستان
محمود اقبال۔ انگلستان، صغیر احمد۔ انگلستان

مقام اشاعت :

Unitech Publications
Mohalla Ahmadiyya - Qadian (143516)
INDIA.
Ph. +91-9815617814 , 9872341117
khursheedkhadim@yahoo.co.in

انتساب

اپنی ان یادوں کو اپنے دل و جان سے پیارے آقا

حضرت اقدس مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے نام نامی سے معنون کرتا ہوں۔

اللہ تبارک تعالیٰ مجھے زندگی کی آخری سانسوں تک

عہد خلافت کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

گر قبول افتد زہ عِزّ و شرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

ابتدائیہ

از محترم مولانا منیر الدین صاحب شمسؔ ایڈیشنل وکیل التصنیف۔لندن

پیش لفظ

از محترم حافظ صالح محمد الہٰ دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ بھارت

حرفِ اوّل

جلسہ سالانہ صد سالہ خلافت جوبلی پر رچنا ٹاؤن شاہدرہ لاہور سے میرے دوست مکرم عبد الکریم صاحب قدسیؔ بھی تشریف لائے تھے۔ یہ وہ حلقہ ہے جہاں انگلستان آنے سے قبل میں بطور مربی سلسلہ کے مقیم تھا اور قدسیؔ صاحب میرے قریب ترین ہمسائے تھے اور ہمسایہ تو ماں جایا ہوتا ہے۔

جلسہ سالانہ کے بعد عاجز کی دعوت پر ۲۸ جولائی ۲۰۰۸ء کو آپ مکرم مبارک احمد عابدؔ صاحب کے ہمراہ خاکسار کے غریب خانہ ۳۳ کراؤن لین موروڈن تشریف لائے۔ ایک اچھی مجلس جمی۔ الحمدللہ۔ اس موقع پر آپ نے اس بات پر بہت زور دیا کہ میں اپنے حالات زندگی تحریر کروں۔ نیز فرمایا کہ بہت سے حالات اور واقعات ہیں جو خلفاء احمدیت کے حوالے سے آپ کے چشم دید ہیں اور احمدیت کی ایک تاریخ ہے جو کہ ایک امانت ہے آپ کے پاس جس کا تحریری طور پر محفوظ کر دینا ضروری ہے۔ یوں تو پہلے بھی مجھے میرے دوستوں نے کئی بار اس طرف توجہ دلائی تھی مگر ایک فطرتی حجاب سامنے رہا۔ اب کی بار آپ کی تحریک اتنی زوردار اور بادلائل تھی کہ آخر میرا قلم جنبش میں آہی گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دست بستہ التجا ہے کہ وہ مجھے اپنی رضا کی عاجزانہ راہوں پر چلتے ہوئے ایسے رنگ میں ان نقوش زندگی کو محفوظ کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ان سے بہت سے قارئین کو فائدہ پہنچے۔ آمین۔

یہ وہ نقوش زندگی ہیں اور میری زندگی کے وہ اُتار چڑھاؤ ہیں جن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ کی تربیت اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی نوازشوں اور ذرّہ نوازیوں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مہربانیوں کا سو فیصد دخل ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور حضرت امام صادق مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے

صدقے رحمت خداوندی کے ایسے نظارے بھی آپ کو اس کتاب میں دیکھنے کو ملیں گے جن سے ایک مومن کا ایمان یقیناً تقویت پاتا ہے۔

جولائی ۲۰۰۴ء میں جب یہ عاجز جماعت احمدیہ رچنا ٹاؤن شاہدرہ لاہور سے رخصت ہوا تو جماعت نے ایک الوداعی تقریب کا اہتمام کیا اور ایک پنجابی غزل مکرم قدسی صاحب نے لکھ کر سنائی تھی اس ملاقات کے موقع پر اس کا اعادہ کر کے آپ نے پرانی یادوں کو تازہ کر دیا۔

اسی طرح حلقہ فیکٹری ایریا اور حلقہ شاہدرہ نے بھی ایسی تقریبات منعقد کی تھیں اور صدر صاحب حلقہ فیکٹری ایریا جناب ڈاکٹر محمد صادق صاحب جنجوعہ نے بھی اردو میں ایک لمبی غزل کہی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس اظہار محبت پر انہیں جزاء خیر عطا فرمائے۔

آخر میں معزز قارئین کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا کرتا ہوں کہ وہ دعا میں اس بندۂ ناچیز کو یاد رکھیں اور یہ کہ یہ نقوشِ زندگی اس عاجز کیلئے باعثِ رضا الٰہی اور قربتِ خداوندی ہوں۔ آمین۔

والسلام خاکسار

خاکِ پائے خلفائے احمدیت

بندۂ ناچیز و نابکار

اقبال احمد نجم دسمبر 2010ء

پروفیسر جامعہ احمدیہ انگلستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

میرے آباءاجداداور میرے خاندان میں احمدیت

میرے خاندان میں سب سے پہلے میرے دادا جان مکرم بابو محمد بخش صاحب آف انبالہ کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ آپ اس وقت حضرت میراں بخش صاحب شہید احمدیت انبالہ کی دکان پر کام کرتے تھے۔ جہاں پر سلسلہ کے اخبارات مرکز قادیان سے آیا کرتے تھے اور آپ وہاں پر اُن کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دیگر کتب بھی وہاں پر موجود تھیں ان سے بھی آپ استفادہ فرماتے تھے۔ جب آپ کو احمدیت کے متعلق مطالعہ کا موقع ملا تو تھوڑے ہی دنوں میں احمدیت کی سچائی آپ کے دل میں گھر کر گئی اور حضرت میراں بخش صاحب شہید کے اعلیٰ اخلاق اور نمونہ نے سونے پر سوہاگے کا کام کیا۔ آپ نے جلسہ سالانہ قادیان پر جانے کا فیصلہ کیا۔ یہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا پہلا جلسہ سالانہ تھا۔ چنانچہ آپ قادیان گئے اور بیعت کر کے واپس لوٹے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۹۶ء میں ۲۴ ستمبر کی ہے۔ دسمبر ۱۹۱۴ء میں آپ کی عمر بمشکل پونے ۱۸ سال کی تھی۔

آپ راجپوتوں کی ’’طور‘‘ شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بعد میں آپ سول جج کی عدالت میں بطور ریڈر کے مستقل کام کرتے رہے۔ آپ ۶۰ سال کی عمر میں کیمل پور سے ریٹائر ہوئے اور آپ نے خدمت سلسلہ کیلئے وقف بعد ریٹائرمنٹ کر دیا۔ جسے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمایا اور آپ کو الشرکۃ الاسلامیہ میں حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ خالد احمدیت و مبلغ بلاد عربیہ وانگلستان کے ساتھ خدمت سلسلہ کی غرض سے مقرر فرمایا۔ جہاں آپ

تا دمِ آخر بطور منیجر ضیاء الاسلام پریس خدمت بجا لاتے رہے۔آپ حضرت مولانا کے بڑے بااعتماد کارکن تھے۔ چنانچہ آپ کو ۲۱ سال تک خدمت کا موقع ملا۔آپ اپنا کام بڑی مستعدی سے سرانجام دیتے تھے۔اس زمانہ میں سلسلہ کے اخبارات کے اعلاوہ تمام کتب سلسلہ بھی اسی پریس میں شائع ہوا کرتی تھیں۔میں نے دیکھا کہ آپ تقریباً ہر ہفتے عشرے کاغذوں سے لدا ہوا ایک ٹرک لاہور سے لایا کرتے تھے اور کتب شائع شدہ کا حساب کتاب رجسٹروں میں درج کیا کرتے تھے، مجھے کئی بار پریس میں جانے کا موقع ملا وہاں میں نے آپ کے ماتحت عملہ کو آپ کی تعریف میں رطب اللسان پایا۔آپ سلسلہ کے کام میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ رات ہے یا دن ہے۔ربوہ کی چلچلاتی دھوپ ہے یا بادو باراں ہے۔اپنے کام میں بڑی لگن سے مگن رہتے تھے۔

آپ نے حضرت میران بخش صاحب شہید کے بیٹے مکرم بشارت احمد صاحب کو بھی پالا تھا۔ جماعت احمدیہ انبالہ نے ان کی گارڈین شپ کا مقدمہ جیت لیا تھا اوران کے بیٹے کی پرورش آپ کے سپرد کی تھی۔آپ نے بڑی ایمان داری اور ذمہ داری سے اس فرض کو نبھایا تھا۔

آپ یہ بھی بتایا کرتے تھے کہ اُن کے خاندان میں پشتوں سے ایک نرینہ اولاد چلی آتی تھی۔احمدیت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ابا جان کو تین بیٹے دیئے اور دادا جان کو بشارت احمد صاحب کی شکل میں ایک اور بیٹا مل گیا۔آپ موصی تھے۔ ۴ فروری ۱۹۷۷ء میں وفات پائی آپ نے ۸۱ سال کی عمر پائی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔خاکسار اس وقت بطور مبلغ سلسلہ سپین میں فریضہ دعوت الی اللہ میں مصروف تھا اسی لئے آپ کی تجہیز و تکفین میں شامل نہ ہو سکا ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جان فدا کر

میرے والد صاحب 1918ء میں پیدا ہوئے۔آپ پیدائشی احمدی تھے۔مگر آپ نے خود احمدیت کا مطالعہ کیا اور آپ والد صاحب کے ساتھ قادیان جلسہ سالانہ پر جایا کرتے تھے اور شرح صدر حاصل کر کے علی وجہ البصیرت بیعت بھی کی۔آپ کو تبلیغ احمدیت کا بہت شوق تھا۔آپ کا عرصہ ملازمت زیادہ تر راولپنڈی میں گزرا۔اکثر دوستوں کو دعوت پر بلاتے اور مربی صاحبان کو بھی بلاتے اور دعوت الیٰ اللہ کی مجالس سجاتے تھے۔آپ جب ریٹائر ہوئے تو آپ نے بھی وقف بعد ریٹائرمنٹ کیا تھا آپ کو ریزرو میں رکھ لیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ جب کوئی مناسب حال جگہ ہوگی تو بلا لیا جائے گا۔پھر لاہور میں سکونت اختیار کی جبکہ ہماری والدہ صاحبہ کا ۱۹۷۱ء میں راولپنڈی میں انتقال ہو گیا تھا۔راولپنڈی اور لاہور میں جماعتی عہدیدار بھی رہے۔یکم جون ۱۹۹۶ء میں آپ کا انتقال ہو گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ نے ۷۸ سال عمر پائی۔خاکسار مربی ضلع اسلام آباد تھا۔ربوہ پہنچ کر آخری دیدار کیا۔

ہمارے ابا جان کا رشتہ احمدیت کی برکت سے قادیان کے ساکن دست مسیحاءِ آخر الزمان علیہ السلام کے تربیت یافتہ مخلص خاندان میں طے پایا تھا اور اس تعلق کے بعد تو برکاتِ الٰہیہ کے دروازے ہم پر کھل گئے۔**الحمدللہ علی ذالک۔**

میرے بڑے نانا جان حضرت نعمت اللہ خان صاحبؓ انور پیلی بھیت ضلع بدایوں یوپی کے رہنے والے تھے۔آپ نے ابتدائی زمانہ میں احمدیت قبول کی تھی اور ہجرت کر کے قادیان میں ہی سکونت پذیر ہو گئے تھے۔بہشتی مقبرہ قادیان میں آپ کے کتبہ پر آپ کے نام کے ساتھ محرّر مدرسہ احمدیہ لکھا ہوا ہے۔اور تاریخ وفات ۱۹۲۸ء تحریر ہے۔میرے نانا جان حشمت اللہ خان صاحبؓ جن کے ساتھ میرا بچپن گزرا بتایا کرتے تھے کہ آپؓ حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدرسہ احمدیہ کے علاوہ دارالضیافت اور صدر انجمن احمدیہ میں بھی کام کرتے تھے اور وہ حساب کتاب کے ماہر تھے۔رسیدات اور کھاتہ جات کا نظام پہلے پہل

آپ نے ہی متعارف کرایا تھا۔ علاوہ ازیں آپ شاعر بھی تھے۔ پہلے آپ مضطر تخلص فرماتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن تو مضطر نہیں ہوتا، تبھی سے آپ نے تخلص انورؔ کر لیا۔ آپ اپنی غزلیں اور نظمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش فرمایا کرتے تھے۔ جنہیں آپؑ پسند فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ بدر میں دے دیں۔ آپ تعمیل ارشاد فرماتے چنانچہ اس زمانہ کے بدر کے اخبارات میں آپ کی نظمیں شائع شدہ موجود ہیں۔

میرے نانا جان حکیم حشمت اللہ خان صاحبؓ نے حضرت حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور حکمت آپ سے سیکھی۔ آپ نے مسمریزم اور علم نجوم سیکھنے کیلئے ایک ہندو کے پاس بھی جانا شروع کیا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم ہوا تو آپؑ نے وہاں جانے سے روک دیا۔ حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اور ہماری بڑی نانی جانؓ کا آپس میں بہت سلوک اور پیار تھا اور اہل زبان ہونے کے ناطے بھی بہت ملنا جلنا تھا۔ چنانچہ حضرت اماں جان کے ارشاد پر آپ نے مکان کی بیٹھک میں ایک دوکان بنالی تھی۔ آپ ہی کے زیر ارشاد تازہ پان بھی منگوا کر رکھتے تھے تاکہ حضرت اماں جانؓ کو قادیان میں تازہ پان میسرّ آجائیں۔ اسی وجہ سے آپ قادیان میں حشمت اللہ پانوں والے بھی کہلاتے رہے۔ آپ کی دوکان پر ہر خاص و عام کا آنا جانا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزندگان بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت میاں شریف احمدؓ صاحب دریائے بیاس سے مگرمچھ کا شکار کر کے لائے اور مجھے دے گئے اور فرمایا کہ اس کے شامی کباب بنوائیں۔ پھر آپ اپنے ساتھ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و برادران اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تشریف لائے اور سب نے ملکر کباب تناول فرمائے۔ اسی اثناء میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ اگر اس وقت انگور ہوں تو بہت لطف آئے۔ یہ

انگوروں کا موسم نہیں تھا۔

نانا جان نے بتایا کہ وہ سٹور میں کچھ لینے گئے تو ان کے ہاتھ میں غیب سے ایک لفافہ آ گیا انہوں نے باہر لا کر سب کے سامنے میز پر رکھا اور کھولا تو اس میں انگور تھے۔ یہ ایک آسمانی ضیافت تھی جو فرزند مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے فرمائی تھی۔ سب کہنے لگے کہ ''منڈا تے ولی ہو گیا'' **سبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم اللھم صلی علی محمد**۔ نیز آپ نے بتایا کہ قادیان میں ایک دفعہ ایک گتکے کا ماہر آیا اس نے مقابلے کا چیلنج دے دیا۔ (یہ ایک لاٹھی چلانے کا فن ہے جس سے ایک ماہر لاٹھی باز ایک بڑے مجمع کو روک سکتا ہے) آپ نے اپنے والد صاحب سے یہ فن سیکھا ہوا تھا۔ چنانچہ بڑے نانا جان نے اپنے بیٹے یعنی میرے نانا جان کو مقابلہ کیلئے نکالا۔ آپ لڑکپن کی عمر میں تھے اس میں لاٹھی کی چونچ پر کیل لگا کر مقابلہ کیا جاتا تھا اور با قاعدہ پگڑی باندھی جاتی تھی۔ آپ نے بتایا کہ ایک دو پینتروں میں ہی میں نے اس شخص پر ایسا وار کیا کہ وہ سنبھل نہ سکا اور اس کی پگڑی اچھل گئی اور سب نے صدائے آفرین بلند کی کیونکہ پگڑی کا اچھل جانا ہی ہار کی علامت سمجھی جاتی تھی چنانچہ وہ شخص شرمندہ ہو گیا کہ ایک لڑکے سے مات کھا گیا۔ پھر بڑے نانا جان نے اس شخص کو بتایا کہ تمہارا مقابلہ تو ایک بچے سے ہوا ہے اگر وہ رہ جاتا تو ہم خود تمہارا مقابلہ کرتے۔

اسی طرح آپ نے بتایا کہ ایک دفعہ مجھے بھوک لگی ہوئی تھی۔ گھر میں آ کر میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے کچھ کھانے کو مانگا تو انہوں نے بتایا کہ گھر میں تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جو کھانے کیلئے دے سکیں۔ کہتے ہیں کہ میں چادر تان کر لیٹ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے گرم گرم کھانے کے خوان رکھے ہیں اور ان سے بھاپ اُٹھ رہی ہے اور میں یہ نظارہ جاگتے میں دیکھ رہا تھا۔ میں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور میرا پیٹ خوب بھر گیا تو میں سو گیا۔ کچھ دیر کے بعد جب ابا آئے تو اماں نے مجھے اٹھایا اور کہا کہ آؤ کھانا کھا لو ابّا کھانا لیکر آئے ہیں۔ تو میرے منہ سے

اچانک نکل گیا کہ کھانا تو میں نے کھالیا ہے وہ سمجھیں کہ میں یہ ناراضگی میں کہہ رہا ہوں اور ابا کو بتایا کہ ابھی تو حشمت اللہ خان کھانا مانگ رہا تھا جب میں نے بتایا کہ کھانے کو تو کچھ نہیں ہے۔ ابا جب آتے ہوئے دارالضیافت سے کھانا لائیں گے تو تب کھالینا۔ لیکن اب کہہ رہا ہے کہ میں نے کھالیا ہے۔ یہ سن کر وہ سمجھ گئے کہ کیا ماجرا ہے پاس آکر کہا کہ ''حشمت اللہ خان تم نے کھانا کھالیا ہے؟'' مثبت میں جواب پاکر مسرور ہوئے اور کہا ''تمہیں مبارک ہو۔''

میرے نانا جان بالآخر اکیلے رہ گئے تھے اور ربوہ میں میرے مکان دارالرحمت وسطی میں رہتے تھے۔ ۱۹۷۶ء میں ۸۱ سال کی عمر میں وہیں پر وفات ہوئی جبکہ عاجز سپین میں فریضہ تبلیغ پر مامور تھا۔ اسی لئے آپ کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں شامل نہ ہوسکا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی موصی تھے ۱۸۹۵ء کی آپ کی ولادت تھی۔ بچپن کے شنید آپ کے چند واقعات یاد تھے جو لکھ دیئے ہیں۔

میری نانی جان رشیدہ بانو صاحبہ کے والد صاحب حضرت منشی محمد رحیم الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳۱۳ کے صحابی تھے۔ کتاب انجام آتھم صفحہ ۳۰۲ پر نمبر 218 کتاب البریہ کے صفحہ ۳۵۶ پر ۲۷۸ نمبر پر ان کا اندراج ہے۔ آپ حبیب والہ ضلع بجنور کے رہنے والے تھے۔ آپکے ایک فرزند مکرم امیر الدین صاحب اپنی بہن کو ملنے ہندوستان سے آئے تھے۔ میں اس وقت چھوٹا تھا۔ پھر وہ پاکستان میں روہڑی میں رہ گئے تھے۔ ان کا کھوج لگا کر میں نے انہیں خط لکھ کر آپ کے حالات منگوائے تھے انہوں نے لکھا کہ:

> میرے والد صاحب کے والد صاحب کا نام قریشی کریم الدین صاحب تھا۔ وہ موضع حبیب والہ ضلع بجنور یوپی کے رہنے والے تھے۔ ان کی پیدائش کا زمانہ اٹھارویں صدی کے آخری سال تھے اردو مڈل پاس کر کے محکمہ جنگلات میں ملازم ہوگئے تھے۔ چکروتہ ضلع دہرہ دون میں ایک بہت بڑا پہاڑ ہے وہاں ڈاکٹر خلیفہ رشید

الدین صاحب ہسپتال میں سرجن تھے ۔ ان کے ذریعہ سے احمدیت میں داخل ہوئے اور پھر قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کی ۔ وقتاً فوقتاً جلسہ پر قادیان جاتے رہتے تھے...... بالآخر محمد صادق صاحب انجینئر کے گھر پر ان کے بچوں کو قرآن شریف پڑھانے لگے اور اس کے بعد قادیان چلے گئے اور وہیں ۴ راگست ۱۹۴۷ء کو وفات پا گئے ۔اور مقبرہ بہشتی میں مدفون ہوئے ۔

اناللہ و انا الیہ راجعون ۔

محمد امیر الدین روہڑی

۷۔۱۱۔۹۵

اسی طرح مکرم محمد مجید خان صاحب ریٹائرڈ ایجوکیشن آفیسر ساھیوال تحریر فرماتے ہیں :

ان کے ہمارے پاس رہنے سہنے، سونے جاگنے، اٹھنے بیٹھنے اور عبادت کرنے کا تمام نقشہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ حضرت مولوی صاحب میرے والد صاحب کے پاس غالباً ۲۸ / ۱۹۲۷ء کے قریب تشریف لائے تھے۔ والد صاحب اپنے بچوں کیلئے ایک اتالیق رکھنا چاہتے تھے۔ جو انہیں دینی تعلیم سے آراستہ کرے اور تربیت دے ۔اس سلسلہ میں والد مرحوم نے قادیان رابطہ کیا تھا۔ جہاں سے حضرت مولوی صاحب کو میرے والد صاحب کے پاس بھجوا دیا گیا۔ ہم سب بہن بھائیوں کو آپ نے ہی قرآن شریف پڑھایا۔ دینی تعلیم دی اور ساتھ ساتھ سکولوں کی تعلیم بھی دیتے رہے۔

حضرت مولوی صاحب ہمارے پاس آنے کے بعد ہمارے ہی ہو گئے ...... گویا وہ ہماری فیملی کے ایک فرد بن گئے ...... آپ ایک مجسم فرشتہ تھے۔ صاحب رویاء وکشوف بزرگ تھے ۔ رات کو دو تین بجے اُٹھ کر عبادت اور نوافل ادا کرنا اور صبح نماز تک عبادت

اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا آپ کا معمول تھا۔آپ کو اللہ تعالیٰ ،رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ،مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے عشق تھا۔احمدیت اور اسلام کی تبلیغ کا بہت شوق تھا۔آپ گاہے بگاہے اشتہارات اور ٹریکٹ شائع کروایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ۱۹۳۹ یا ۱۹۴۰ء میں آپ نے وفات مسیح پر ایک ٹریکٹ چھپوا کر تقسیم کیا تھا۔اپنی معمولی آمدنی میں سے چندہ باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔آپکی غذا اور لباس نہایت سادہ ہوتے تھے۔آپ گفتگو اردو میں کرتے تھے......آپ دنیاوی آلودگیوں یعنی رسم ورواج ۔ ناچ گانے وغیرہ سے بہت متنفر تھے جب تک آپ ہمارے پاس رہے یوں تھا کہ ایک فرشتہ ہماری تعلیم وتربیت اور نگرانی کیلئے مامور ہے۔وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نہایت ہی پیارے بندوں میں سے تھے۔اللہ تعالیٰ ان پر بیحد رحمتیں فرمائے آمین۔ وہ ہمارے گھر میں ایک ہمدرد اور غمخوار بزرگ تھے۔میرے والد صاحب مرحوم کو اپنے محکمہ میں احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے بعض اوقات ابتلاء پیش آتے تو آپ حضرت مولوی صاحب سے دعا کیلئے کہتے۔حضرت مولوی صاحب دعائیں کرتے اور میرے والد محترم کو بتاتے کہ ''میں نے خواب یا رویاء دیکھی ہے'' دشمن آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے گا اور ایسا ہی ہوتا۔اللہ تعالیٰ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پر اپنی بیحد رحمت اور فضل نازل فرمائے۔آمین کیونکہ ایسے فرشتہ سیرت لوگ جو بظاہر انسان ہوتے ہیں لیکن ان کے اعمال وافعال فرشتوں والے ہوتے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ ترین مقام کے مستحق ہوتے ہیں......

محمد مجید خان ساھیوال

۱۳۔۱۔۱۹۹۶

میرے خالوجان حضرت میر خلیل الرحمن صاحب

کا قبول احمدیت اور قربانیاں

میرے خالو جان مرحوم حضرت میر محمد خلیل الرحمن صاحب سیوھاروی کا تعارف کچھ اسطرح ہے کہ آپ سیوھارہ ضلع بجنور کے رہنے والے تھے۔ آپ نے مجھے اپنا بیٹا بنایا تھا میں آپ کے ہاں، جہاں نانا جانؓ اور نانی جان بھی رہتے تھے، رہا کرتا تھا۔ اس روحانی ماحول میں میری پرورش ہوئی۔ میں نے وہاں وہ سب کچھ مشاہدہ کیا جو کچھ دینے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تھے۔ آپ نے اس سلسلہ میں کیا خوب فرمایا ہے:

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلادی
فسبحان الذی اخذی الاعادی

میرے خالو جان حضرت میر خلیل الرحمن صاحب سیوھاروی اپنے علاقہ میں ایک مانے ہوئے پیر تھے۔ آپ نے اپنی زندگی مجاہدات، چلہ کشیوں اور عبادات و ذکر الٰہی میں گزاری اور تزکیہ نفس اور عرفان الٰہی حاصل کیا۔ آپ ایک مستجاب الدعواۃ بزرگ تھے۔ خلق خدا آپ سے فیضیاب ہوتی تھی۔ آپ نے مجھے بتایا کہ آپ تفسیر حقانی کا مطالعہ کر رہے تھے تو اس میں ایک جگہ مسئلہ امامت زیر بحث تھا اور یہ لکھا تھا کہ **مَن مَاتَ بغیر امامٍ مَاتَ میتة الجاھلیه** (مسند احمد بن حنبل و ترمذی) اور **مَنْ مات وَلیس علیه امامٌ و جماعةٌ فَاِنَّ مُوْتَه مُوْتَةالجاھلیه** (وروا

الحاکم من حدیث ابن عمر و حدیث معاویہ و من حدیث ابن عباس) کہ جو بغیر امام کے مر گیا یا اس حالت میں مر گیا کہ نہ اس کا امام اور نہ جماعت ہو تو اس کی موت جہالت کی موت ہے۔

یہ پڑھ کر آپ فکر مند ہو گئے اور دعاؤں میں مصروف ہو گئے تا کہ آپ کو سچا امام طریقت مل جائے۔ اس اثناء میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور دیکھا کہ آپؐ نے نماز فجر کی آپ کو امامت کروائی ہے۔ آپ مطمئن ہو گئے۔ مگر اگلے روز دیکھا کہ ایک اور بزرگ تشریف لائے ہیں اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر کھڑے ہو کر آپ کو نماز فجر کی امامت کروائی ہے۔ اور اگلے دو روز بھی دو اور بزرگوں کو اسی مصلے پر نماز فجر کی امامت کراتے پایا۔ آپ زیادہ مشوش ہو گئے کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ مختلف امام انہیں کیوں امامت کروا رہے ہیں۔

ایک دن آپ بالائی منزل پر بعد نماز فجر ذکر الٰہی میں مشغول تھے تو کشفی حالت طاری ہو گئی اور دیکھا کہ زینے کی کنڈی ہل کر کھل گئی ہے اور ایک فرشتہ ڈاکئے کے لباس میں آیا ہے اور کہتا ہے کہ پیر جی آپ کے لئے اللہ میاں کا ایک تار آیا ہے۔ آپ نے فرشتے کو جواب میں کہا کہ مجھے تو انگریزی نہیں آتی مجھے پڑھ کر سناؤ کہ اللہ میاں نے کیا لکھا ہے۔ فرشتے نے جواب میں بتایا کہ اس میں لکھا ہے کہ ”At once امرتسر پہنچو!“ اس کے ساتھ کشفی حالت اپنے اختتام کو پہنچی۔ آپ سجدہ ریز ہو گئے اور التجا کرنے لگے کہ اے باری تعالیٰ امرتسر میں تو سکھوں کا دربار ہے میں وہاں جا کر کیا کروں۔ کیا سکھ ہو جاؤں؟ تب تفہیم ہوئی کہ نہیں امرت کے معنی ہیں زندگی اور سر کے معنی ہیں چشمہ۔ ”ہم نے امرتسر کے قریب اس کے سر پر ایک زندگی کا چشمہ جاری کیا ہے وہاں جاؤ۔“ تب آپ پر کھلا کہ قادیان کے متعلق ارشاد ہوا ہے کیونکہ آپ کو یاد آیا کہ اس سے قبل آپ کے ایک دور کے عزیز منشی محمد رحیم الدین صاحب بھی قادیان جا کر احمدی ہو چکے ہیں۔ آپ فوراً

قادیان پہنچ گئے اور وہاں حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ تمام دن آپ سے تبلیغی گفتگو فرماتے رہے شام ہوئی تو فرمایا کہ جاؤ دارالضیافت میں آرام کرلو باقی کل کو انشاء اللہ بات کریں گے۔اس پر خالو جان نے حضرت منشی صاحب کے ہاں جانے کیلئے خواہش کا اظہار فرمایا چنانچہ آپ کو ان کے ہاں بھجوا دیا گیا۔آپ کی ناگہانی آمد پر سب کو بڑی حیرانی ہوئی۔تاہم خوش آمدید کہا گیا اور بستر ابیٹھک میں لگوا دیا گیا۔ جہاں انگیٹھی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی فوٹوز رکھی تھیں۔یہ فوٹو زان بزرگوں کے تھے جن کو آپ نے رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یک بعد دیگرے نماز فجر کی امامت کراتے دیکھا تھا۔آپ پر حقیقت **اظہر من الشمس** ہوگئی کہ یہ سلسلہ تسلسل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی سلسلہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے بتائے ہوئے مہدی برحق ہیں ۔تمام رات اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے رہے اور فجر کی نماز مسجد مبارک میں جا کرادا کی اور رؤیاء میں آخری دن جو کچھ دیکھا تھا وہ سچا ہو گیا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے انہی آیات کی تلاوت کی جو رؤیاء میں کی تھی آپ نے وہیں بیعت کر لی الحمدللہ کہ آپ کو سچا امام مل گیا تھا۔جس کے لئے آپ کے قلب صافی میں بے پناہ تڑپ پائی جاتی تھی۔

آپ قبولیت احمدیت کے بعد واپس اپنے وطن گئے اور جاتے ہی اعلان کر دیا کہ وہ اب پیر سے مرید بن گئے ہیں اور انہوں نے حضرت مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو سچا مان کر بیعت کر لی ہے۔آپ کے خانوادے کو جھٹکا سا لگا کہ آپ کی پیری فقیری سے ایک اچھی آمدنی بھی تھی اور اس سے آپ نے اپنی نرینہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے سب جائیداد وغیرہ بھی اپنے والد صاحب کے نام بنائی تھی۔اسی اثناء میں آپ کے ایک بھتیجے مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوھاروی نئے نئے مولوی بن کر آئے تھے۔چنانچہ اپنے تایا کے خلاف یہ فتویٰ دیا کہ وہ کافر ہوگئے ہیں۔اور آپ کی ازواج کے نکاح منسوخ ہو گئے ہیں اور تینوں ازواج کو اپنے اپنے میکے

چلے جانے پر مجبور کیا گیا۔ خالو جان نے انہیں کہا کہ وہ جو کچھ بھی لے جاسکتی ہیں روپیہ پیسہ زیور کپڑے لے جائیں۔ اور اسطرح سے وہ سب روتی دھوتی نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے خاوند سے جدا کردی گئیں۔ آپ نے احمدیت کی سچائی کی خاطر اس کو برداشت کیا۔ گھر والوں کی سختی بڑھتی جاتی تھی۔ بالآخر آپ کو عاق کردینے کا فیصلہ کیا گیا اور تمام جائیداد اور وراثت سے محروم کردیا گیا۔ یہ سوچ کر شاید کہ آپ ان سختیوں اور تنگیوں سے واپس لوٹ آئیں اور احمدیت کا انکار کردیں مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ وہ نشہ نہیں ہے جسے ترشی اتار دے۔

خالو جان نے جب دیکھا کہ اب آپ کا کچھ بھی وہاں نہیں رہا۔ اور اپنے بیگانے ہو گئے ہیں تو آپ نے سچائی کی خاطر اور مولیٰ کی رضاء کی خاطر اپنے وطن کو خیر باد کہا اور وہاں سے ہجرت کرکے پانی پت آ گئے آپ نے حساب کتاب کے کچھ کورس پاس کئے ہوئے تھے حالانکہ بظاہر ان کی آپ کو کوئی ضرورت نہ تھی لیکن آپ کے مولیٰ کو معلوم تھا کہ ایک دن آپ کو ان کی ضرورت پڑے گی چنانچہ آپ نے انہی کی بنا پر محکمہ انہار میں ملازمت کرلی اور گرداور ہو گئے۔ آپ وہاں المشہور ''کوٹھی لوہاری'' میں فروکش ہوئے ہر جمعہ کو قادیان آکر جمعہ کی ادائیگی فرماتے۔ آنے جانے اور میل ملاپ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی تنہائی کا بھی یہ علاج فرمادیا کہ میری خالہ جان مسعودہ بانو صاحبہ بنت حضرت حشمت اللہ خان رضی اللہ عنہ صاحب کے ساتھ آپ کا عقد ہو گیا۔ کئی عزیزوں نے مخالفت کی اور اسے بے جوڑ رشتہ قرار دیا اور کئی طرح کی باتیں کیں مگر ہمارے نانا جان نے ایک ہی جواب دیا کہ خلیل الرحمن نے احمدیت کی خاطر جو قربانی دی ہے اس کی وجہ سے میں اپنی بیٹی اس کی خاطر قربان کرسکتا ہوں۔ اس میں تقویٰ ہے اور **ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم** (سورت الحجرات) کو سب پر فوقیت ہے۔ چنانچہ میں نے ہوش سنبھالا تو دیکھا کہ یہ سچ مچ قابل رشک جوڑا تھا۔ **ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء۔**

میری پیدائش، بچپن اور نام

میری پیدائش ۲۹ اپریل ۱۹۴۴ء کو بوقت فجر قادیان محلہ دارالعلوم عقب نور ہسپتال بر مکان نانا جان ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری والدہ سلیمہ بانو صاحبہ کو اُوپر تلے تین بچے عطا فرما دیئے۔ میں سب سے بڑا تھا، جب میں پیدا ہوا میری خالہ جان مجھے لپیٹ کر حضرت مصلح موعودؓ کے ہاں لے گئیں، آپ نماز ظہر پڑھانے کیلئے گھر سے باہر آئے تو مجھے پیش کر دیا۔ حضور پرنورؓ نے میرا نام امینہ بیگم رکھ دیا۔ خالہ گھر آئیں تو سب نے کہا کہ واپس جاؤ یہ تو لڑکا ہے حضور نے تو لڑکی کا نام رکھ دیا ہے۔ آپ مجھے لیکر واپس آئیں۔ حضورؓ نماز پڑھا کر واپس آرہے تھے جب آپؓ سے حقیقت حال بتا کر درخواست کی گئی تو آپؓ مسرور ہوئے اور میرے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا، دُعا دی اور نام اقبال احمد رکھ دیا۔ بعد میں بہن ہوئی تو اس کا نام امینہ رکھ دیا گیا۔ ہماری والدہ نے بہت ایثار کرتے ہوئے مجھے اپنی بہن کی گود میں یہ کہتے ہوئے ڈال دیا کہ اسے اپنا بیٹا بنالو، اللہ تعالیٰ نے اسطرح سے میرے لئے ایک بہترین تربیت گاہ کا انتظام فرما دیا۔ جہاں ایک نہیں دو صاحبِ رویاء کشوف بزرگ اور ۳۱۳ کے صحابی کی بیٹی (میری نانی جان) تھیں جن کے گھٹنے کے ساتھ لگ کر میں نے پرورش پائی تھی۔ **الحمد للہ علی ذالک۔**

خالو جان محکمہ ریونیو کے تحت پٹواری بھرتی ہو گئے اور خالہ ہماری نے لالہ موسیٰ میں ہوسٹل میں رہ کر جے وی کا کورس کرنا شروع کر دیا۔ نانی جان گھر کے کام کاج کی انچارج تھیں۔ ایک بھینس رکھ لی گئی صبح کو چھاچھ بلوئی جاتی اور ڈیوڑھی میں ایک لمبی لائن لسّی لینے والیوں کی لگ جاتی۔ آپ فراخ دلی سے ان میں ایک چاٹی لسی کی روزانہ تقسیم کرتیں اور بعض مستحقین کو مکھن بھی دیتیں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ اس مشکل وقت میں یہ ان کیلئے بڑا سہارا ہے۔ وہ بھی کیا وقت تھا پہلی بقر

عید آئی تو خالو جان نے ۵ روپے کا بکرا خرید ا اور صبح شام خاکسار اور نانا جان اسے ساتھ لیکر نکلتے سیر بھی ہو جاتی وہ چر بھی لیتا اور نانا جان ادویہ کیلئے جڑی بوٹیاں بھی توڑ لیتے۔ سیر کا معمول عید کے بعد بھی جاری رہا۔ نانا جان نے مچھلی پکڑنے کیلئے سوٹیوں پر کانٹے باندھ کر انہیں تیار کیا۔ پھر اکثر مچھلی پکڑنے کا پروگرام بھی بننے لگا۔ موسم گرما کی رخصتوں میں والد صاحب اور والدہ صاحبہ میرے بہن بھائیوں کے ساتھ آتیں تو پھر ابا جان کے ساتھ شکار کا پروگرام بن جاتا، روزانہ ہی کسی طرف کو نکل جاتے تھے۔ جماعت احمدیہ بھیرہ میں بکثرت صحابہ اور صحابیات اس وقت موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں جو آپ نے مسجد کیلئے دے دیا تھا بوجہ غیر احمدیوں کے اپنی مسجد میں نماز نہ پڑھنے دینے کے وہاں ہم جمعہ اور دیگر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ بڑا روحانی ماحول تھا۔ ہر طرف سے حسبی اللہ اور ردّ بلائیں کی صدائیں سننے کو ملتی تھیں۔ نانی جان جنہیں سب وڈی آپا جی کہتے تھے۔ صبح شام قرآن کریم بچوں کو پڑھایا کرتی تھیں اور بچوں بچیوں کا ہر وقت ایک جمگھٹا سا لگا رہتا تھا۔ میرا زیادہ وقت اپنے نانا اور نانی کے ساتھ ہی گزرا کرتا تھا۔ مجھے وہ نماز یاد کراتی تھیں اور سونے سے قبل ایک کہانی ضرور سنایا کرتی تھیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ یا دیگر انبیاء علیہ السلام یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلفاء کے واقعات پر مبنی ہوتی تھیں۔ سیر کے دوران نانا جان قادیان کی باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں اور ایمان افروز واقعات سنایا کرتے تھے۔ پس یہ چیزیں ہی میری گھٹی میں پڑی تھیں۔ ہر ماہ ایک آدھ بار خالو جان کے ساتھ خالہ جان کو ملنے کیلئے لالہ موسیٰ بھی جایا کرتا تھا۔ یہ میرا بچپن تھا۔

اس زمانے میں ہندوؤں کے مکان اور زمینوں کی الاٹمنٹ کے لئے رشوتیں عام لی جاتی تھیں۔ محکمہ ریونیو کے کام میں بھی تحصیلدار صاحب چاہتے تھے کہ یہ کام ہو۔ میرے خالو جان نے صاف کہہ دیا تھا کہ میں مسلمان ہوں یہ کام میں نہیں کروں گا۔ وہ کہتا تھا کہ ہمارا حصہ ہمیں دو

اور اپنا حصہ ہم سے لو۔ آپ یہ Give and Take حرام سمجھتے تھے بلکہ انہیں سمجھاتے تھے کہ یہ غریب مہاجرین لٹے پٹے ہیں اُن سے کچھ لینا تو ظلم ہے مگر آخر خالو جان کو اپنے کام سے ہاتھ دھونے پڑے۔ احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے آپ کو کافر قرار دے کر فارغ کر دیا گیا۔ ان دنوں پٹواریوں کی پنشن بھی نہیں ہوتی تھی۔ ایک دن مسکراتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے اور یہ خبر سنائی کہ مجھے تحصیلدار نے فارغ کر دیا ہے۔ خالہ جان فکرمند ہوئیں لیکن آپ نے تسلی دی اور اللہ تعالیٰ پر اپنے توکل کا اظہار کیا اور کہا کہ رازق اللہ تعالیٰ ہے اُس نے آگے کبھی چھوڑا ہے۔ کیا اب چھوڑ دے گا۔ اسی دن کی ڈاک میں دیکھا تو خالہ جان کے نام سرگودھا کے انسپکٹر آف سکول کا ایک خط تھا۔ جس میں آپکی تقرری تھی اور لکھا تھا کہ قصبہ میانی میں لڑکیوں کا سکول بند پڑا ہے۔ وہ جا کر کھول دو۔ چنانچہ خدا تعالیٰ پر توکل کا ایک عظیم واقعہ میرے دیکھنے میں اس وقت آیا جب میں ابھی بچہ ہی تھا۔ ایک در دنیا والوں نے بند کیا تو اللہ نے دوسرا در کھول دیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھیرہ میں آمد

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر کی طرف سڑک پر ایک مطب اور اس کے عقب میں مکان بنوا رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے احترام میں جب آپ نے بھیرہ کا رخ بھی نہیں کیا اور قادیان کے ہو کر رہ گئے تو یہ مطب میونسپلٹی کا پرائمری سکول بن گیا جس میں میں پہلی جماعت میں داخل ہوا۔

ایک دن اساتذہ نے باہر کھیتوں میں جانے کیلئے ہمیں کہا لمبے لمبے سرکنڈے توڑ کر لانے تھے اور ان سے اُونچے اُونچے کمروں میں لگے ہوئے جالے صاف کرنے تھے۔ یہ کام تو ہم نے کیا مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کون آ رہا ہے۔

گھر آ کر معلوم ہوا کہ حضرت مصلح موعودؓ تشریف لا رہے ہیں ایک مسرّت کی لہر تھی جو سب کے چہروں پر مجھے نظر آ رہی تھی لیکن میں نے یہ بھی سنا کہ ہمارے مخالفین خصوصاً احرار اس جدوجہد

میں ہیں کہ وہ کسی طرح بھیرہ میں نہ آسکیں اور فساد اور خون خرابہ ہوجائے چنانچہ احرار نے راستے میں روکیں پیدا کیں اور جلسے جلوس نکالنے شروع کردیئے۔ جماعت کے بزرگ حضورؓ کی حفاظت کیلئے سخت انتظامات کرنے پر مجبور ہوگئے۔ حضورؓ راستہ بدل کر شہر میں تلواروں کے سایہ میں داخل ہوگئے اور چھوٹی مسجد میں آپ نے اُس کمرہ میں نوافل ادا کئے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی پیدائش ہوئی تھی پھر آپ نے یادگاری پتھر نصب کیا۔ پھر آپ بڑی مسجد میں تشریف لے گئے جہاں عید پڑھی جاتی ہے جو کہ محلہ پراچہ میں واقع ہے۔ آپؓ نے وہاں جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز پڑھائی۔ خطبہ میں جو بات مجھے آج تک یاد ہے جو آپ نے کہی تھی یہ تھی کہ میں اس شہر کا داماد ہوں۔ جب داماد گھر آتا ہے تو کیا گھر والے ایسا سلوک کرتے ہیں جیسا کہ بھیرہ والوں نے کیا ہے۔ چنانچہ احراریوں کی آپ نے یہ کہہ کرمت ماردی تھی زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

اس مسجد میں مجھے بھی جب جامعہ احمدیہ سے شاہد پاس کرنے کے بعد خدمت کا آغاز بھیرہ سے ہوا تھا تو کچھ عرصہ رہنے کا اتفاق ہوا کیونکہ اس وقت یہاں مربی ہاؤس نہیں ہوتا تھا اور مربی کو مسجد میں ہی قیام کرنا ہوتا تھا۔

ہماری بھیرہ سے میانی میں منتقلی

میرے خالو جان کو تحصیلدار نے معطل کردیا تھا اور خالہ جان کو میانی میں گرلز سکول کھولنے کا حکم مل چکا تھا۔ جہاں تک مکان اور زرعی زمین کا تعلق تھا وہ خالو جان نے مستقل الاٹ نہ کرائے اور چھوڑ دیئے اور یہ کہہ کر چلے آئے کہ میرے باپ نے تو مجھے عاق کردیا تھا لہٰذا ہندوستان میں میرا کچھ نہیں تھا جس کے بدلہ میں میں انہیں مستقل الاٹ کراؤں۔ میانی کو لون میانی کہا جاتا ہے۔ یعنی نمک میانی کھیوڑا کی نمک کی کان سے کشتیوں کے ذریعہ یہاں نمک لایا جاتا تھا اور یہاں نیلام ہوکر تمام برصغیر میں پھیل جایا کرتا تھا۔ یہاں اونچی ماڑیاں ہندو سیٹھوں کی ہیں جو نمک کا کاروبار کرتے تھے۔

یہاں کی جماعت میانی گھوکھیاٹ کی جماعت کہلاتی تھی۔میانی میں چھ گھر احمدیوں کے تھےاور گھوگھیاٹ کا نصف سے زائد گاؤں احمدی تھااوردریائے جہلم کے کنارے پر یہ گاؤں واقع ہے۔بھیرہ کی طرح اور یہاں ہم جمعہ کی نماز کیلئے جایا کرتے تھے۔

اوّل اوّل ہم گرلز سکول کے ایک بڑے سے کمرے میں مقیم ہوئے۔خالو جان جماعت کے سیکرٹری مال ہوگئے اور تادم آخر یہی خدمت بجالاتے رہے۔نانا جان نے ایک دکان کرایہ پر لی اور حکمت کی دکان کھول لی۔ہماری احمدیت کی وجہ سے شدید مخالفت ہوئی۔بعض لوگوں نے جو مخالف تھے یہ پراپیگنڈہ کیا کہ یہ استانی ہماری بچیوں کے دین کو خراب کرتی ہے اور یہ میر محمد خلیل الرحمن ہزاروں روپیہ ہر ماہ ربوہ بھیج کر احمدیت کو مضبوط کرتا ہے۔ہم لوگ ۱۹۵۱ء میں میانی آئے تھے۔ ۱۹۵۳ء کی احرار موومنٹ میں ہماری شدید مخالفت ہوئی تھی۔اس دور میں سکول کے سامنے ایک منشی جی بڑے مکان میں رہتے تھے۔ یہ اکیلے تھے اور بعد میں پوسٹ ماسٹر ہوگئے تھے۔ انہیں سانس کی تکلیف تھی اور نانا جان کی دوائی سے انہیں فائدہ ہوتا تھا۔انہوں نے ہمیں کہا کہ شہر میں بہت مخالفت ہے آپ لوگ میرے مکان میں دوسری منزل میں آجائیں، یہاں پر آپ سکول کی رہائش کی نسبت کسی قدر محفوظ ہوں گے۔ چنانچہ وہ اور نانا جان نیچے کی منزل میں اور باقی اوپر کی منزل میں سکونت پذیر ہوگئے اور سکول کی رہائش چھوڑ دی۔اس مکان کے دوسری طرف غلہ منڈی تھی جس میں تمام اطراف کے گاؤں سے سبزی لاکر نیلام کی جاتی تھی اور پھر یہ سبزی دوکانوں میں پہنچ کر فروخت ہوتی تھی۔

میں بھی خالہ کے سکول میں داخل ہوگیا اور ایک سال میں دو جماعتیں بھی پاس کیں اور پانچ جماعتیں میں نے وہاں ہی پڑھیں اور اس کے بعد ہائی سکول میں داخلہ کروایا گیا جہاں میں نے آٹھویں تک تعلیم حاصل کی۔

احرار کے طرف سے جماعت احمدیہ کی مخالفت زوروں پر تھی اور میری حفاظت کے پیش نظر

خالوجان سکول جوشہر سے کافی باہر تھا مجھے چھوڑ کر آتے اور لے کر آتے تھے۔ایک دن غلہ منڈی میں احرار نے ایک بہت بڑا جلسہ کیا اوراس میں اعلان کیا کہ سب سے پہلے خلیل الرحمن کوختم کرنا ہے لاؤڈ سپیکر پر یہ اعلان ہوا۔خالوجان چھت سے انکا جلسہ سن رہے تھے آکر کہا کہ مرنے کیلئے تیار ہوجاؤ اورکفن باندھ لو۔پھر میری طرف دیکھا اور کہا ٹھہرو اور وضوٗ کر کے مصلیٰ پر کھڑے ہوگئے۔دونفل ادا کرنے کے بعد اٹھے۔آپ کا چہرہ شدت جذبات سے سُرخ تھا۔کہنے لگے گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے گا۔جلوس شہر میں داخل ہواتو ہمارا گھر پہلی ہی گلی میں تھااور ہم بالکل نزدیک تھے۔مگر جلوس گزرتا چلا گیا ہم سب حیران ہوئے کہ یہ کیا ہوا ان شریروں کا ارادہ کیسے تبدیل ہوگیا۔خالوجان نے اوپر سے نیچے دیکھاتو تھڑے پر ایک مسلح سپاہی کوکھڑے پایا۔آپ حیران ہوئے کہ تھانے دارتو احرار کے ساتھ ملا ہوا ہےاور ہمارا مخالف ہے۔ابھی چند دن پہلے اس نے بلاکر وارننگ بھی دی تھی کہ اگرآپ لوگوں کا نقصان ہوگیاتو ہم ذمہ دار نہ ہوں گے۔اورکہا تھا کہ احمدیت سے باز آجاؤ۔اورخالوجان کہہ اُٹھے تھے کہ ہمارا محافظ اللہ تعالیٰ ہے احمدیت کوچھوڑنے کاتوسوال ہی پیدانہیں ہوتا۔مخالف جو چاہے کریں۔

آپ پر یہ کھلا کہ یہ خدا تعالیٰ کا فرشتہ تھا جو سپاہی کے لباس میں متمکن تھا۔جونہی جلوس ہمارے گھرکوچھوڑکرآگےنکل گیا معاً وہ فرشتہ غائب ہوگیا۔ناناجان اورخالوجان سر پر پگڑ باندھ کر ہاتھوں میں لاٹھیاں لیکرشہر میں نڈر پھرتے تھے اور نانی جان ہماری انہیں احتیاط کیلئے کہتی رہتی تھیں۔یہ وہ جذبہ تھا جوسچائی کے پرستاروں میں پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی جان کوہتھیلی پر لیکر پھرتے ہیں اورصرف خدا تعالیٰ کا خوف ان کے دل میں ہوتا ہے۔غیر اللہ کا کوئی خوف اُن کو مرعوب نہیں کرسکتا۔ان بزرگوں کی تہجد کی ادائیگی کا بھی عجیب رنگ تھا۔ناناجان کو نیچے کمرہ رہنے کیلئے ملا ہوا تھا۔آدھی رات کے بعدان کی مناجات دعاؤں،تڑپ اورگریہ وزاری کی آواز اُوپر تک آرہی ہوتی تھی۔اورآپ کا کمرہ گونج رہاہوتا تھا۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی فرمودہ حمدو

مناجات پر مشتمل درثمین کے سبھی اشعار دعائیہ رنگ میں پڑھ جاتے تھے۔ ہر بزرگ اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے رنگ میں راز و نیاز، عجز و مناجات اور دعاؤں میں لگا ہوتا تھا۔ جہاں پر عبادات کا یہ رنگ تھا جہاں پر راتوں کے تیر چلتے تھے اور عشق کی تانیں عرش تک پہنچ جایا کرتی تھیں جہاں فرشتے بھی حفاظت پر مامور کر دیئے جایا کرتے تھے۔ بھلا دشمن ان لوگوں کا کیا بگاڑ سکتا تھا۔ کاش دنیا اس حقیقت کو جان لے اور اس انقلاب کو پہچان لے جو حضرت امام صادق علیہ السلام نے اپنے پرستاروں میں پیدا کر دیا تھا۔

جب میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا تو ابا جان نے چاہا کہ میں ان کے پاس رہ کر شہر میں تعلیم حاصل کروں۔ چنانچہ وہ مجھے راولپنڈی لے آئے جہاں وہ ملٹری اکاؤنٹنٹ تھے۔ اور میں ڈینیز ہائی سکول میں داخل ہو گیا۔ سائیکل کے پیچھے بٹھا کر ابا جان مجھے سکول چھوڑتے ہوئے اپنے دفتر کی طرف نکل جایا کرتے تھے۔ اور واپسی میں میں خود آیا کرتا تھا۔ تقریباً ۲ سال میں وہاں رہا۔ پھر ابا جان کو ربوہ مرکز سلسلہ بھیج کر ہمیں سب بہن بھائیوں کو تعلیم دلانے کی تحریک ہوئی۔ تو ہم سب ربوہ آ گئے۔

راولپنڈی کی مسجد احمدیہ ہمارے گھر سے زیادہ دور نہیں تھی۔ محلہ امر پورہ میں ہم رہتے تھے۔ مکرم منظور کھوکر صاحب مرحوم ہمارے قریبی احمدی ہمسائے تھے ان کے ہاں ہم لوگوں کا آنا جانا تھا۔

ابا جان کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ اکثر اپنے دوستوں کو کھانے پر بلایا کرتے تھے اور مربیان سلسلہ کو بھی بلایا کرتے تھے۔ اور اچھی علمی اور تبلیغی مجالس جمتی تھیں۔ ہمارے گھر کے صحن میں چند سایہ دار اور ایک پھلدار انجیر کا درخت تھا۔ ان درختوں کے سایہ میں ہم سب بہن بھائیوں کی دوپہر گزرا کرتی تھی اور ہم سب ملکر کھیلا کرتے تھے۔ امی جان نے چھوٹی چھوٹی کیاریوں میں سبزیاں لگائی ہوئی تھیں اور بیلوں والی سبزیاں درختوں پر چڑھ جایا کرتی تھیں۔

مسجد احمدیہ نور، راولپنڈی شروع میں ایک گھر تھا اور مری روڈ پتلی سی سڑک ہوتی تھی۔ جمعہ کیلئے سڑک کے کنارے پر شامیانے قناتیں لگائی جاتی تھیں اور جب مرکز سلسلہ سے علماء سلسلہ آتے تھے تو تب بھی اس طرح جلسے ہوتے تھے۔ پھر باقاعدہ یہاں مسجد تعمیر ہوگئی اور ایک عیدگاہ سیٹلائیٹ ٹاؤن میں بھی لی گئی تھی جہاں بعد میں جب میں راولپنڈی میں مربی مقرر ہوا تو وہاں پر رہا اور جمعہ کی نماز شروع کرائی۔ پھر وہاں غیر احمدیوں نے مسجد نہ بننے دی تو نئی جگہ خریدی گئی اور مرکز جماعت بنایا گیا۔

حصولِ تعلیم کیلئے خاکسار کی مرکز سلسلہ میں آمد

خاکسار دسویں جماعت میں آکر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل ہوا۔ اور میری امی جان اور بہن بھائیوں نے بھی ربوہ میں خالہ جان کے مکان واقع دارالرحمت وسطی قیام کیا، ابا جان ایک سال ہمارے بغیر رہے تو ہوٹل میں کھانا کھاتے رہے جو انہیں موافق نہ آیا اور ایک سال بعد امی جان اور بہن بھائی تو واپس چلے گئے مگر میں ربوہ میں رہا۔ کیونکہ مجھے یہاں رہ کر تعلیم حاصل کرنا بہت اچھا لگا۔ خالہ کے مکان کا ایک کمرہ میرے پاس تھا اور میں حضرت بابا چراغ دین صاحبؓ کے ہوٹل پر کھانا کھاتا تھا۔ باباجی میرے نانا جان کے قادیان کے جاننے والے تھے اور میرے لئے گھر کی طرح کا کھانا پکا دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے آمین۔ میں نمازیں دارالرحمت غربی کی مسجد میں ادا کرتا تھا۔ یہ مجھے قریب پڑتی تھی۔ اس میں حضرت غلام رسول صاحب راجیکیؓ نماز پڑھا کرتے تھے اور مجھے آپ کی پاک صحبت میں بیٹھنے کا اکثر موقع ملا کرتا تھا اور آپ سے اپنے لئے میں نے دعا کرانے کے اکثر مواقع پائے الحمدللہ۔ میرے دادا جان بھی اسی محلہ میں اس مسجد کے قریب رہتے تھے اور نماز دارالرحمت غربی کی مسجد میں ہی ادا فرماتے تھے۔ اور مجھے ان سے بھی صبح وشام ملنے کا موقع مل جاتا تھا اور وہ میرا بہت

خیال رکھتے تھے۔ دادا جان الشرکۃ الاسلامیہ میں تھے جہاں سے مجھے روحانی خزائن اور ملفوظات اور تاریخ احمدیت کی جلدیں قسطوں پر مل گئی تھیں۔ اور آپ نے میری ذاتی لائبریری بنوادی تھی۔ ربوہ میں بزرگ صحابہ موجود تھے اور اُنکی نیک صحبت سے فائدہ اٹھانے کے مواقع ملتے رہتے تھے۔ جس بزرگ سے بھی میں اپنے بڑے نانا جان کا حوالہ دیکر ملتا مجھے سینہ سے لگا لیتا تھا۔

میرا تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ

کالج میں داخلے کا مرحلہ آیا تو ابّا جان نے میڈیکل کے مضامین داخلہ فارم میں لکھے۔ ہمارے پرنسپل حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی ہی پیار کرنے والی عظیم شخصیت کے حامل تھے۔ میرے بزرگ مجھے لیکر آپؒ کے دفتر کالج میں حاضر ہوئے، آپؒ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور آپؒ نے مجھے معاشیات کا مضمون رکھوایا۔ نیز رہائش کے خانے میں ہوسٹل لکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر آپؒ مسکرائے اور دادا جان سے کہا کہ آپ نہیں رکھیں گے انہیں تو انہوں نے عرض کی کہ ان کے والد کی مرضی ہے کہ آپؒ کی صحبت میں رہے اور آپ کی نظرِ شفقت اس پر رہے۔ آپؒ بہت خوش ہوئے اور آپؒ نے بڑے ہی پیار کے انداز میں فرمایا: ’’ٹھیک ہے ہم ہی رکھ لیتے ہیں۔‘‘ آپؒ کا یہ فقرہ مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ گویا آپؒ نے مجھے رکھ ہی لیا۔ کیا پیار تھا اس ایک فقرہ میں جو میری بعد کی ساری زندگی میں میرے لئے شمع ہدایت بنا رہا اور میں ہمیشہ ہی آپ کی توجہ اور دعائیں پاتا رہا۔ جس کا ذکر آئندہ اوراق میں آپ دیکھیں گے۔

مجھے ربوہ میں بہت اچھے دوست ملے۔ سب کا ذکر تو باعث طوالت ہوگا۔ البتہ کالج کے زمانہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے پوتے ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب، مکرم عطاء المجیب صاحب راشد ابن حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب خالد احمدیت (امام مسجد لنڈن) تھے اور مکرم لئیق احمد صاحب طاہر ابن حضرت فضل احمد صاحب پٹیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آتے جاتے ان کی ایمان افروز گفتگو بھی میرے لئے بہت ازدیادِ ایمان کا باعث ہوتی تھی۔

خاکسار کو وصیت کرنے کی بھی توفیق مل گئی تھی۔نمبر وصیت 16669 تاریخ وصیت 10.2.62 میرے سرٹیفکیٹ وصیت پر درج ہے اور اس پر حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس مجلس انجمن احمدیہ کارپرداز مصالح قبرستان ربوہ کے دستخط ہیں اور سیکرٹری انجمن کارپرداز مکرم مرزا عبدالصمد صاحب کے دستخط ہیں۔

جلسہ سالانہ پر سب کی ڈیوٹیاں لگتی تھیں۔مجھے یاد ہے سب سے پہلے میری ڈیوٹی شعبہ پرالی و مکانات میں مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب (وکیل اعلیٰ تحریک جدید) کے ساتھ لگی تھی۔اس وقت آپ کالج میں پڑھاتے تھے۔نیز مجھے ذیلی تنظیموں میں بھی سائق سے لیکر نائب مہتمم تک مختلف شعبوں میں کام کرنے کا موقع ملا۔ان کاموں سے انسان کی عملی تربیت ہوتی ہے اور اس کے کیریکٹر میں رنگ بھرے جاتے ہیں اور طالب علمی کے زمانہ سے ہی آئندہ عملی زندگی کا تجربہ ہوجاتا ہے۔

میری ایک دُعا اور اس کی قبولیت

میرے والد صاحب کا تبادلہ راولپنڈی سے کوئٹہ تین سال کیلئے ہوگیا اور میں کالج میں پڑھتا تھا۔ویسے تو میں رخصتوں میں اپنے خالو خالہ کے پاس میانی ضلع سرگودھا چلا جایا کرتا تھا مگر کبھی امی جان کے پاس بھی راولپنڈی چلا جایا کرتا تھا۔اب کوئٹہ بہت دور ہوگیا تھا اور اُوپر سے ایک بُری خبر یہ پہنچی کہ امی جان بیمار ہوگئی ہیں۔دراصل ولادت متوقع تھی مگر بچہ قبل از ولادت فوت ہوگیا تھا اور مریضہ کا تمام خون زہر آلود ہوگیا تھا۔اور ڈاکٹروں کے خیال میں اگر آپ تین دن تک بچ گئیں تو بچ گئیں ورنہ کوئی اُمید جان بر ہونے کی انہیں نہیں تھی۔اُن کے خیال میں ایسا مریض مشکل ہی بچا کرتا ہے۔یہ اطلاع ابا جان نے مجھے دی اور دُعا کرنے کیلئے کہا۔دُعا کے سوا اب کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔اور اس وقت میری حالت یہ سنکر تو پاگلوں جیسی ہوگئی تھی۔میں نے اپنے کمرے کا دروازہ بند کیا اور نوافل کی ادائیگی کیلئے کھڑا ہوگیا۔عشاء کے بعد سے تقریباً نصف شب

تک میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں گریہ وزاری کرتا رہا۔ نامعلوم کسی وقت میری گھڑی دو گھڑی کے لئے آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں بیمار پڑا ہوں اور میرے دوست عطاء المجیب صاحب راشد کرسی پر میری چارپائی کے ساتھ بیٹھے ہیں اور باہر کی طرف کا کمرے کا دروازہ کھلا ہے اور ہمارے استاد مکرم صوفی بشارت الرحمن صاحب ایم اے آئے ہیں اور کہتے ہیں۔ ''مبارک ہو حضرت عیسیٰ زندہ ہو گئے'' میری آنکھ کھل گئی تو یہ بشارت میری والدہ کے زندہ ہونے کی تھی اور میری دعا خداءِ مجیب نے سن لی تھی۔ میرے دل کی حالت ہی کچھ اور ہو گئی ساری بے چینی جاتی رہی اور مجھے والدہ کی صحت کا یقین ہو گیا اور میں نے والد صاحب کو اطلاع دے دی کہ گھبرائیں نہیں امی جان ٹھیک ہو جائیں گی۔ اور سچ مچ میری والدہ اس جان لیوا مرض سے نجات پا کر صحت مند ہو گئیں۔ ڈاکٹر سب میڈیکل ہسپتال کے حیران تھے کہ اس حد تک پہنچا ہوا مریض کا بچ جانا تو ایک معجزہ سے کم نہیں۔ الحمدللہ علی ذالک۔

میری اپنی طویل بیماری اور میرا عہدِ وقف زندگی

میں بی اے کے آخری سال میں تھا۔ میں بیمار ہو گیا اور پھر ڈبل ٹائیفائیڈ ہو گیا۔ میری والدہ میرے پاس تھیں ایک دن اتنی کمزوری ہو گئی کہ بے انتہا اور مجھے فالج کا حملہ ہو گیا اور میری زبان بھی بند ہو گئی۔ مجھے ایسا لگا کہ میں اب کچھ دیر میں ہی وفات پا جاؤں گا۔ مجھے اپنی زندگی کے متعلق حیرت ہوئی کہ کچھ کر بھی نہ سکا اور اختتام ہونے کو ہے۔ تب میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خیال ڈالا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی زندگی وقف کر دوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے جیسا کہ میں نے پڑھا تھا کہ جو زندگی وقف کرتے ہیں انکی زندگیاں بڑھائی جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حوالہ یہاں لکھتا ہوں آپ فرماتے ہیں:

جولوگ دین کیلئے سچا جوش رکھتے ہیں ان کی عمر بڑھائی جاوے گی اور حدیثوں میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عمریں بڑھادی جاویں گی اس کے معنی یہی مجھے سمجھائے گئے ہیں کہ جولوگ خادمِ دین ہوں گے ان کی عمریں بڑھادی جاویں گی۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۳۱ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۲ء)

میں نے زور لگایا تو میری زبان چل پڑی میں نے بآواز بلند اپنی والدہ اور چند دوستوں کے سامنے، جو موجود تھے خصوصاً عبدالسمیع صاحب پرویز آف علی پور ضلع مظفر گڑھ یہ اقرار کیا کہ میں اپنی زندگی آج سے وقف کرتا ہوں

رفتہ رفتہ میں دو ہفتے میں بالکل ٹھیک ہوگیا اور کالج گیا تو معلوم ہوا کہ غیر حاضریوں کی وجہ سے میرا داخلہ روک لیا گیا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہوا میں تو بیماری کے دوران بھی پڑھتا رہا تھا تاکہ امتحان میں کامیاب ہوجاؤں اور میرا سال ضائع نہ ہو۔ خیر میں نے دُعا شروع کردی کہ مولا کریم میرا سال ضائع نہ ہو سو اس میں پاس ہوکر جلد از جلد اپنے عہد کو پورا کرسکوں، چنانچہ میں نے دیکھا کہ ''میں پاس ہوگیا ہوں'' میں پرنسپل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے دُعا کی تھی اور مجھے بتایا گیا ہے کہ میں پاس ہوگیا ہوں۔ مگر آپ نے میرا داخلہ روک لیا ہے۔ آپ فرمانے لگے ہم داخلہ آپ کا بھجوا دیتے ہیں چنانچہ ازراہِ شفقت میرا داخلہ بھجوا دیا گیا۔ اور میں امتحان میں بیٹھا اور الحمدللہ میں پاس ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کی مجھ پر بڑی عنایت ہوئی۔ اور جب کانووکیشن ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جو اس وقت ہمارے پرنسپل تھے کے ہاتھ سے میں نے بی اے کی ڈگری وصول کی۔ **الحمدللہ علیٰ ذالک۔**

کالج میں ایک پراکٹوریئل سسٹم بھی تھا۔ مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب (حال مکرم وکیل اعلیٰ صاحب) ہمارے پراکٹر ہوتے تھے۔ میں پہلے اپنے محلے کا پراکٹوریئل مانیٹر ہوا پھر چیف پراکٹوریئل مانیٹر ہوگیا۔ ہماری ڈیوٹی جنرل نگرانی کی ہوتی تھی۔ اس وقت بہت سے طلباء طالبات

تمام ملک سے ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتے تھے اور ربوہ میں مختلف جگہوں پر رہتے تھے۔ہم نے دیکھنا ہوتا تھا کہ وہ ٹھیک رہ رہے ہیں،کوئی پرابلم تونہیں ہورہی۔اس بناء پر مجھے کالج سے کامیاب ہونے پر بی اے کی ڈگری کے ساتھ کریکٹر سر ٹیفکیٹ بھی دیا گیا تھا۔بی اے کا امتحان دیکر رزلٹ نکلنے تک کی رخصتوں میں میں کوئٹہ گیا تھا جہاں پر ابا جان اپنی ملازمت کے سلسلہ میں مقیم تھے۔وہاں میں نے اپنا پہلا پاسپورٹ بنوایا اور نیت میری قادیان دارالامان کی زیارت کی تھی اور خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر پہنچ کر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانا چاہتا تھا اور وہ گھر دیکھنا چاہتا تھا جہاں میں پیدا ہوا تھا۔

مجھے ابا جان ایک دن کہنے لگے کہ تمہاری صحت اچھی ہوگئی ہے تم پاس بھی ہو گئے ہو۔تم فوج میں چلے جاؤ جلد ہی کمیشن مل جائے گا۔میں نے انہیں بتایا کہ میں تو وقف کرنا چاہتا ہوں میں نے تو اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہوا ہے وقف کرنے کا۔کہنے لگے سوچ لو یہ کام آسان نہیں ہے۔فوج میں تمہیں اچھی تنخواہ مل جایا کرے گی نصف تنخواہ چندہ میں دے دیا کرنا،میں نے کہا اسطرح سے تو میرا عہد پورا نہیں ہوتا،امی جان کو میرے عہد کا علم تھا وہ کہنے لگیں اسے وقف ہی کرنے دیں یہ انشاءاللہ نبھائے گا۔اس پر ابا جان نے کہا کہ دیکھ لو ایک دفعہ وقف کر کے اسے نبھانا اور اگر جان بھی چلی جائے اس راہ میں تو پیچھے نہیں ہٹنا۔میں نے ان سے بھی وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا۔پھر میں نے ربوہ آکر فارم وقف زندگی پر کر دیا۔اور مجھے جلد ہی انٹرویو کے لئے بلا لیا گیا۔میں ابھی اپنے آپ کو مبلغ بننے کے قابل نہیں سمجھتا تھا۔میرے خیال میں تھا کہ ایم اے اکنومکس کی اجازت مل جائے گی اور میں ٹیچر مبلغ بن جاؤں گا۔لیکن مجھے جامعہ احمدیہ کے انٹرویو کے لئے دفتر نے بھجوا دیا۔جہاں میں داخلے کیلئے چن لیا گیا جامعہ احمدیہ میں داخلے کے بعد مجھے عربی بڑی مشکل لگتی تھی کیونکہ میں نے پڑھی نہ تھی۔آخر اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور اولیٰ میں میں اوّل آیا اور سائیکل ریس میں بھی جو پچاس کلومیٹر کی تھی،میں اوّل رہا۔ہمارے سابقہ پرنسپل اور موجودہ حضرت خلیفۃ المسیح

الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ تقسیم انعامات کے لئے تشریف لائے۔ آپؒ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور ہمارے پرنسپل مکرم سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم رحمہ اللہ نے بھی اپنے عمدہ ریمارکس سے میری بڑی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور'' ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات'' کے ریمارکس پاس فرمائے۔

جامعہ احمدیہ ربوہ کا تعلیمی دور

ہمارے پرنسپل صاحب بڑی عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے ہمیں پابندی وقت اطاعت، فرمابرداری، ایثار وقربانی۔ جفاکشی ومحنت۔ خدمت خلق اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا سکھایا تھا۔ اسی طرح ہمارے اساتذہ بھی سب کے سب بے مثال شخصیات کے مالک تھے۔ یہ سب ہم سے اپنے بچوں کی طرح پیار کرتے تھے۔ مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر (سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ) ہمارے گروپ امانت کے نگران تھے۔ آپ ہمیں موازنہ مذاہب کا مضمون پڑھاتے تھے۔ میں نے اپنا شاہد کا مقالہ آپ کی نگرانی میں لکھا تھا۔ ہمارے پرنسپل صاحب اپنی سائیکل پر بڑی پابندی سے ہماری اسمبلی میں پہنچ جایا کرتے تھے۔

مسجد مبارک ربوہ میں دوبار اعتکاف کی توفیق پانا

میں جامعہ احمدیہ کے پہلے سال میں مسجد مبارک میں اعتکاف بیٹھا تھا اور ہمارے امیر معتکفین حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس تھے۔ مجھے یہ ایک بہت مفید روحانی تجربہ لگا تھا ۔اس میں انسان دنیا کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی ذات کو سب پر مقدم کرتے ہوئے مسجد میں بیٹھ جاتا ہے۔ ان کیفیات کا تو ادراک الفاظ میں ممکن نہیں ہے تاہم اس اعتکاف میں میرا ایک بہت بڑا امتحان ہوا تھا اور ایک بہت بڑا انعام بھی ملا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ مومن پر جب کوئی ابتلاء آتا ہے تو اس سے کچھ لینے کیلئے نہیں آتا بلکہ اس کو کچھ دینے کیلئے آتا

ہے۔

چنانچہ ۲ فروری ۱۹۶۴ء کو میانی میں میری نانی جان جن کے گھٹنے سے لگ کر میں پلا تھا اور میری تعلیم و تربیت ہوئی تھی، اس دارِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ مگر میں مسجد سے نہیں جا سکتا تھا۔ ورنہ میرا اعتکاف ٹوٹ جاتا تھا اور میں تو اللہ تعالیٰ کو ہر دنیاوی تعلقات اور دنیاوی معاملات سے مقدم کر کے مسجد میں اعتکاف بیٹھا تھا۔ میں نے مسئلے مسائل دریافت کئے اور فیصلہ کیا کہ میں مسجد سے نہیں جاؤں گا اور اعتکاف برقرار رکھوں گا۔ اور خدا تعالیٰ کی رضاء کو مقدم کروں گا۔ وہ تو فوت ہوگئی ہیں۔ اب نہیں آئیں گی لیکن خدا تعالیٰ تو حیّ لا یموت ہے۔ بعض رشتہ داروں نے مجھے کافی تنقید کا نشانہ بھی بنایا میں اپنے قدموں پر مضبوط رہا۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوگئی اور اگلے روز چاند نظر آ گیا اور ہم اپنے اپنے گھر روانہ ہو گئے۔ گھر میں سب نے مجھے دلاسہ دیا اور علی الصبح میں بعد فجر بہشتی مقبرہ نانی جان کے مزار پر دعا کیلئے پہنچ گیا۔ یہ ایک عظیم روح تھی جو راہی ملک عدم ہو چکی تھی۔ اور میرے لئے یہ اس نوع کا پہلا صدمہ تھا۔ دُعا کرتے کرتے میری ایک عجیب کیفیت ہوگئی۔ یک دم میرے سامنے بیت الفضل جیسا ایک سفید رنگ کا موتی محل آ گیا اور اس کا دروازہ کھلا اور اندر سے میری نانی جان مسکراتی ہوئی نکل آئیں اور ہماری آپس میں بعد از سلام گفتگو شروع ہوگئی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ محل مجھے رہنے کیلئے دیا ہے اور ہم سب اس میں اکٹھے ہوں گے۔ یہ حالت کتنا وقت رہی مجھے کچھ علم نہیں۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ لمحات وقت کی قیود پھلانگ گئے ہیں۔ پھر یہ حالت جاتی رہی اور میری روح اور میرے جسم کا رواں رواں حمد باری تعالیٰ سے لبریز ہو گیا اور یہ کہ میں نے جو اسے مقدم رکھا تو اس نے ایک مردہ کی زیارت کی بجائے ایک زندہ روح مجھ سے ملوا دی اور گفتگو بھی کرا دی۔ اور ایک عظیم انعام بھی عطا فرما دیا۔ **سبحان اللہ و بحمدہ و سبحان اللہ العظیم اللھم صلی علیہ محمد و علی آل محمد۔**

دوسرا اعتکاف ہم رابعہ میں باجماعت بیٹھے۔ اس اعتکاف میں ہم پر اللہ تعالیٰ نے یہ انعام فرمایا کہ میرے دوست اور کلاس فیلو مکرم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوٹ ایک رات کیلئے لانے میں کامیاب ہوگئے۔ چنانچہ ہم سب نے دو دو نفل اس میں ادا کئے اور اگلے روز حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہیدؓ کا کوٹ لے آئے۔ اس میں بھی ہم نے دو، دو نفل ادا کئے۔ میں نے چونکہ آخر میں دونوں دن کوٹ لئے تھے۔ مجھے فجر کی سنتیں بھی اس میں ادا کرنے کی توفیق مل گئی الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس سال ہم میں سے کئی ایک دوستوں کو لیلۃ القدر بھی نصیب ہوئی۔ **الحمدللہ علیٰ ذالک۔**

جامعہ احمدیہ میں ڈسپلن اور نظم وضبط

ہمارے پرنسپل صاحب ہمارے اندر ڈسپلن اور نظم وضبط پیدا کرنا چاہتے تھے کیونکہ یہ چیز ایسی ہے کہ تمام عمر انسان کے کام آتی ہے۔ آپ کا حکم تھا کہ رخصتوں کے ساتھ ملا کر مزید رخصتیں نہیں کرنی۔ ایک دفعہ ہمیں چند رخصتیں ہوئیں تو ہم نے بھیرہ، میانی، گھوگھیاٹ، پنڈ دادنخان، کھیوڑہ وغیرہ جانے کا پرورگرام بنایا ان علاقوں میں شکار کا پروگرام تھا اور کھیوڑہ کی نمک کی کان دیکھنی تھی۔ خاکسار، مکرم عطاء المجیب صاحب راشد اور مکرم منیر الدین صاحب عبید اللہ ربوہ سے چل پڑے۔ بھیرہ سے وہاں کے امیر جماعت صاحب کے بیٹے محمد اشرف صاحب ساتھ شامل ہوگئے۔ میانی اور گھوگھیاٹ کے علاقہ میں شکار کھیلتے رہے اور ایک دن کم گہری جگہ سے دریاءِ جہلم پار کیا اور پنڈ دادخان پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے وہ سکول بھی دیکھا جہاں کبھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ پڑھاتے تھے اور ایک انسپکٹر آف سکول کے نامناسب رویے کی وجہ سے آپ نے اپنی ڈگری پھاڑ دی تھی جن کے متعلق اس کا خیال تھا کہ ان پر آپ کو بہت مان ہے۔ آپ نے اس کو یہ سمجھایا کہ آپ کو اگر مان ہے اور توکل ہے تو صرف خدا تعالیٰ کی ذات پر ہے۔ پھر ہم نے جمعہ بھی پنڈ دادخان میں پڑھا۔

یہاں سے آگے ۸ میل کھیوڑہ کی چڑھائی تھی۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ کان بند ہے اور رخصت کا دن ہے مگر کان کے مینیجر میانی کے ایک شیخ صاحب تھے۔ انہیں ملے، اپنا تعارف کرایا اور مقصد بیان کیا تو انہوں نے آدمی ساتھ بھیجا اور کان کھول کر ہمیں دکھائی۔ اللہ ان کا بھلا کرے ۔آمین۔

اندر لوکوموٹیو یعنی چھوٹے ڈبوں والی ٹرین چلتی ہے اور تمام کان میں اس کی پٹڑی بچھی ہوئی ہے۔ چالیس چالیس میل کے گھیرے میں آٹھ منزلیں ہیں۔ چار بالاءِ زمین ہیں اور چار زیر زمین ہیں۔ اندر زیر زمین بڑی بڑی جھیلیں بھی ہیں جن میں کشتیاں پڑی ہیں۔ کان کے اندر ٹھوس آکسیجن جلا کر روشنی کی جاتی ہے۔ حشرات الارض مثلاً مینڈک، چھپکلیاں، گھونگے وغیرہ نمک میں دبے رہنے کی وجہ سے نمک کے بن گئے ہیں۔ طرح طرح کے نمک ہیں اور ان کا ایک میوزیم اندر بنا ہوا ہے۔ پھر بعض جگہ پر بورا نمک ہے بعض جگہ پر مختلف رنگوں کا شیشہ نمک سے بعض جگہوں پر نمک سے بخارات اُوپر سے نیچے اور نیچے سے اُوپر اٹھنے کی وجہ سے نمک جم کر نلکیاں سی بن گئی ہیں اور یہ ہار سے بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں اور Shotcut بھی ہیں جو پیدل دیکھے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر پیدل ہی ہم مارو مار کرتے ہوئے میانی اپنے گھر میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ آخری گاڑی نکل چکی ہے۔ کیونکہ ملکوال جنکشن تھا (تقریباً ۱۵ میل دور) ملکوال سے میانی بھیرہ ۴ بار دن میں گاڑی آتی جاتی تھی۔ صبح ہم نے جامعہ میں ضرور پہنچنا تھا۔ چنانچہ ہم پیدل ملکوال کیلئے چل پڑے۔ ۱۰۔۱۱ بجے وہاں پہنچے۔ وہاں سے ہمیں ایک مال گاڑی مل گئی جو صبح تک سرگودھا پہنچی۔ ہم نے بھاگم بھاگ بس پکڑی اور ربوہ پہنچے اور سیدھے اسمبلی جامعہ احمدیہ میں جا پہنچے۔ وقت کی پابندی بھی ہوگئی۔ ڈسپلن اور نظم وضبط بھی ہوگیا۔ البتہ اس کیلئے ہمیں غیر معمولی قربانی اور جفاکشی سے کام لینا پڑا۔ اب ہمارے کپڑے اور حالت وغیرہ ویسے ہی تھے جیسے کئی دن کے شکار کے بعد اور ۲۴ گھنٹے لگاتار چلنے کے بعد ہونے چاہئیں تھے۔ اسمبلی کے بعد دریافت احوال کیلئے

بلوائے گئے جہاں ہم نے اپنی روئیداد سنائی اور بتایا کہ ہم نے ساری رات کا پیدل سفر اس لئے کیا تا کہ آپ کی اطاعت ہو اور ڈسپلن نہ ٹوٹے اور نظم وضبط قائم رہ سکے۔ ہمارے پرنسپل صاحب بہت خوش ہوئے اور ہمیں آرام کیلئے رخصت دے دی تا کہ اگلے روز ہم بہتر حالت میں حاضر ہوسکیں۔

پہلی بار میری زیارتِ قادیان دارالامان اور دوسری دفعہ ۱۹۶۷ء میں قافلہ میں روانگیِ قادیان

زیارت قادیان دارالامان کی دل میں بے انتہا تڑپ پائی جاتی تھی۔اسی غرض سے خاکسار نے کوئٹہ میں پاسپورٹ بھی بنوایا تھا۔جامعہ احمدیہ کے پہلے سال کے اختتام پر جب موسم گرما کی رخصتیں ہوئیں تو میں نے پرنسپل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی خواہش کا اظہار کیا اور ان سے راہنمائی چاہی۔ بڑی ہی شفقت سے فرمانے لگے کہ میرے ساتھ چلو، میں ہر سال ایک ماہ کیلئے جاتا ہوں (بوجہ ناظر خدمت درویشان ہونے کے)۔چنانچہ میں نے بڑی خوش قسمتی سمجھی کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں اور اسطرح سے بہت سی راہنمائی بھی حاصل ہوئی۔ چنانچہ میں آپ کی مصاحبت میں ۸ اگست ۱۹۶۵ء کو بذریعہ امرتسر اور بٹالہ روانہ ہوا۔ جب منارۃ المسیح پر پہلی نظر پڑی تو فرمایا کہ دعا کرلو یہ وقت قبولیت کا ہے۔ چنانچہ ہم دونوں نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی۔ جب قادیان پہنچے تو مجھے فرمایا کہ تمہارا سامان دارالضیافت پہنچ جائے گا۔پہلے مسجد مبارک میں آؤ شکرانے کے دو نفل ادا کرو۔ چنانچہ اس جگہ پر کھڑے ہوکر جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہوکر نماز پڑھا کرتے تھے میں نے نفل ادا کئے اور اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کیا۔ نانا

جان نے چلنے سے قبل بہت سی باتیں بتائی تھیں جن کا مجھے بہت فائدہ ہوا۔ دارالضیافت میں میں نے ایک ماہ کا خرچ جمع کرا دیا اور گزارش کی کہ مجھے صبح وشام کھانا مل جایا کرے۔ کیونکہ ارادہ ہے کہ جتنے دن میں یہاں رہوں شکرانے کے روزے رکھوں تا اکتساب روحانیت ہوسکے۔ محترم پرنسپل صاحب کی وجہ سے ایک اور مہربانی یہ ہوئی کہ مقاماتِ مقدسہ کی چابیاں مجھے مل گئیں۔ میں نے یہ معمول بنایا کہ روزہ رکھ لینے کے بعد فجر کی اذان مینارۃ المسیح پر دیتا۔ پھر بیت الفکر میں آکر تلاوت میں وقت گزارتا۔ یہاں وہ کرسی رکھی ہوئی تھی جس پر خطبہ الہامیہ ہوا تھا، زیادہ وقت اس پر بیٹھتا۔ پھر نماز ظہر اور عصر ادا کرتا اور تلاوت میں زیادہ وقت گزارتا۔ صبح اور شام بہشتی مقبرہ کی زیارت بھی کرتا اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام بھی پہنچایا کرتا اور پھر تو یہ صبح وشام کا معمول بن گیا تھا اور جذب وبسط کا عجیب عالم ہوتا تھا کہ الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

پاکستان میں نائب مہتمم اطفال مرکز یہ تھا۔ اس کا بھی وہاں خیال رکھا گیا اور اطفال کا تقریری مقابلہ ۱۵/اگست یوم آزادی کے دن مسجد مبارک میں ہوا تو مجھے صدارت دی گئی۔ جج بھی بنایا گیا پھر میں نے اطفال قادیان کا، جو تقریباً ۱۵۰ کے قریب ہوں گے، بہشتی مقبرہ میں وقارِ عمل کا پروگرام بنایا۔ کیونکہ ایسے کئی وقار عمل وہاں پر کئے جاتے ہیں۔ ہم نے علاقے تقسیم کر لئے ۔ میں نے اپنے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے مزار سے گھاس اکھیڑ کر اچھے طریق سے قبریں بنائیں یہ میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے اس کارِ ثواب کا موقع مل گیا۔ **الحمدللہ علی ذالک۔**

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست

ایک دن میں وہ مکان بھی دیکھنے گیا جس میں میں پیدا ہوا تھا۔ مجھے دو باتیں یاد تھیں ہجرت کرتے ہوئے آخری بار جو مکان کے بڑے دروازے پر نظر پڑی تھی یا وہ نلکا صحن میں جہاں نہایا کرتا تھا۔ میں اس وقت سوا تین سال کا بچہ ہی تو تھا۔ نانا جان نے بتایا تھا کہ صحن میں ایک بیری بھی

تھی۔ تاہم جو دوست میرے ساتھ گئے تھے وہ ساتھ والے مکان میں بیری دیکھ کر کہنے لگے یہ مکان آپ کا لگتا ہے مگر باہر کا بڑا دروازہ دوسرے مکان کا لگتا تھا میں نے وہ ہی کھٹکھٹا یا اندر سے مکین نکل کر آئے انہوں نے ہمیں خوش آمدید کہا اندر صحن میں نظر پڑتے ہی نلکے نے تصدیق کر دی کہ یہ ہی وہ مکان ہے بیری الگ کٹی پڑی تھی چکر لگایا اور ایک غلافی کمرہ میں جس کی چھت گری پڑی تھی مجھے کشش سی محسوس ہوئی اور میں نے وہاں کھڑے ہو کر دعا کی۔ بعد میں تصدیق ہوگئی کہ اسی کمرہ میں میری پیدائش ہوئی تھی۔

ہمیں قادیان میں آئے ہوئے ۲۲ دن ہو گئے تھے۔ ستمبر شروع ہوا تو مجھے بڑے زور کے ساتھ یہ تحریک ہوئی کہ میں قادیان سے چلا جاؤں۔ حضرت عبد الرحمن صاحب جٹؓ امیر جماعت قادیان سے ذکر کیا تو کہنے لگے برخوردار آپ کو کیا تکلیف ہے۔ تمام رخصتیں گزار کر جائیں۔ لیکن مجھے پھر تحریک ہوئی جس کا میں نے حضرت میر صاحب سے ذکر کیا فرمانے لگے آپ میرے ساتھ آئے تھے میرے ساتھ ہی چلو۔ میں ایک دو دن میں جا رہا ہوں تیار ہو جاؤ اور کسی سے کچھ ذکر نہ کرو۔ چنانچہ میں آپ کے ساتھ ہی واپس آ گیا۔ پیچھے پیچھے حضرت جٹ صاحبؓ کا خط بھی آیا کہ آپ مل کر بھی نہ گئے! یہ ان کی محبت تھی۔ لیکن ایک اور ہستی بھی ہے جو سب سے بالا ہے اور سب سے بڑھ کر پیار کرنے والی ہستی ہے۔ جواب انہیں خود ہی مل گیا۔ جب چند دن کے بعد ہی ستمبر کی پاک و ہند کی جنگ شروع ہوگئی اور جو لوگ اس طرح ایک دوسرے کے ملک میں رہ گئے تھے وہ قیدیوں کے دو سال کے بعد تبادلہ میں واپس آئے۔ اللہ تعالیٰ نے جامعہ کی دو سال کی میری تعلیم خراب ہونے سے بچا لی۔ **الحمد للہ علی ذالک۔**

جامعہ احمدیہ میں ڈیڑھ سو میل کا پیدل سفر اور ہائیکنگ

جامعہ احمدیہ میں صلاحیتوں اور قابلیتوں کو بڑھانے کیلئے دو پروگرام بہت اہم ہیں۔ ایک ان میں سے ۱۵۰ میل کا پیدل سفر ہے جس میں دراصل مشکل حالات میں خود کفیل ہونے کا ثبوت

دینا ہوتا ہے اور یہ کہ کوئی خلاف شرع حرکت بھی نہ ہو۔ اپنی خوراک اور رات بسری کا انتظام بھی خود کرنا ہوتا ہے۔ کسی کو نہ اپنے متعلق کچھ بتانا ہے نہ مدد کیلئے کہنا ہے۔ ایک دفعہ ہمیں پرنسپل صاحب نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو کس طرح تیار کیا تھا اور ان کیلئے کسطرح من وسلویٰ نازل فرمایا تھا اور پانی کیلئے چشمے بہائے تھے۔ آج بھی وہ قوم اپنے نوجوانوں کو صحرا میں چھوڑ دیتی ہے اور وہ پتے کھا کر صحرا پار کرتے ہیں۔ جو بچ جائیں ان کے لئے کارآمد وجود بن جاتے ہیں۔ اسی طرح اس سفر کے ذریعہ طلباء جامعہ کو بھی جماعت کیلئے مفید وجود بنانے کی ایک کوشش ہوتی ہے۔ اس سفر میں کچھ تھوڑی رقم رکھنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ اگر بیمار ہو جائیں تو واپس آجائیں اور سفر اگلے سال پھر کوالیفائیڈ کریں۔ ہمارا روٹ ربوہ سے چنیوٹ، پنڈی بھٹیاں، سکھیکی، شاہ کوٹ، چنیوٹ سے واپس ربوہ تھا۔ اکیلے اکیلے روانہ کرتے تھے مگر آگے جا کر رفتار مختلف ہونے کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے گروپ بن جاتے تھے۔ ہم چار لوگ جا کر اکٹھے ہو گئے تھے یعنی مکرم عطاء المجیب صاحب راشدؔ، مکرم اللہ بخش صاحب صادقؔ، مکرم عبد الباری صاحب قیوم اور خاکسار۔ ہم پہلی رات سکھیکی کی نہر پر ایک اجاڑ کمرے میں پکے فرش پر جا کر ٹھہرے تھے اور پہلے دن ۶۰۔۷۰ کلومیٹر چلے تھے۔ ایک گاؤں والوں نے ہمیں اپنے ہاں مسجد میں مشکوک سمجھ کر ٹھہرانے سے انکار کر دیا تھا اور ہم نے اکڑی ہوئی ٹانگوں کے ساتھ ٹھنڈے پانی کی بہتی نہر کے کنارے ٹوٹے ہوئے دروازے اور کھڑکیوں والے کمرے میں رات گزاری تھی۔ ایسے بھی طلباء تھے کہ جنہوں نے ۱۵۰ میل کا سفر مسلسل دوڑتے ہوئے کیا تھا اور وہ ایک رات اور ایک دن میں پہنچ گئے تھے۔

ہماری رات گزر گئی اور فجر کی نماز ہم نے سڑک پر ادا کی۔ سجدہ میں جاتے تھے تو کھڑے ہونے میں دقّت اور کھڑے ہوتے تو جھکنے میں دقت۔ ہم اللہ کا نام لے کر چل پڑے۔ ہمیں ایک کھیت میں لوگ گنّے کے رس سے گڑ بناتے ہوئے نظر آئے۔ ہم ان کو جا کر ملے۔ میری جیب میں

کچھ ہومیوادویہ تھیں۔ایک صاحب کو کھانستے دیکھا تو اُسے دوائی دی پھراور بھی کئی ایک نے دوائی لی۔ پھر انہوں نے ہمیں گرم گرم گڑ کھانے کیلئے دیا جو ہم نے کھایا۔اس سے ہمیں بہت طاقت ملی۔ چلتے ہوئے انہوں نے ہمیں گنے بھی دیئے جو ہم نے آگے جا کر چوسے۔ پرنسپل صاحب بھی ہماری خیرت پوچھنے آئے اور ہمیں مالٹے دے گئے۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ دوسری رات ہم جلدی مغرب ہوتے ہی پڑاؤ کیلئے جگہ تلاش کرلیں گے تا کہ ہمیں پڑاؤ کیلئے کوئی مسئلہ نہ ہو۔ چنانچہ دوسرے دن ہم ۳۰ کلومیٹر کے قریب چلے اور ایک گاؤں میں داخل ہونے سے قبل ہم نے معلومات حاصل کیں۔ ایک بکریوں کا ریوڑ لیکر ایک گڈریا واپس گھر کو جارہا تھا۔اس نے ہمیں بتایا کہ یہاں ایک ریٹائرڈ فوجی صاحب ہیں جن کے ہاں مسافر ٹھہرتے ہیں۔ چنانچہ ہم بھی وہاں گئے اور بتایا کہ ہم سے یہ نہ پوچھیں کہ کدھر سے آرہے ہو اور کدھر جانا ہے ورنہ پھر ہم آپ کے ہاں نہیں ٹھہر سکیں گے۔اس سے وہ سمجھ گئے کہ یہ طلباء کوئی ٹریننگ کررہے ہیں۔ چنانچہ گرم پانی سے ہماری ٹانگیں دھلوائی گئیں، آئیوڈکس مرہم کی مالش کی گئی اور بہت عمدہ کھانا کھلایا گیا۔ان کے بچے فیصل آباد کالجوں میں پڑھتے تھے وہ آگئے اور کچھ دیر تک عمدہ گفتگو ہوتی رہی۔ وہاں بڑے گرم بستر ے ہمیں ملے گویا گذشتہ رات کی سختی کا ہمیں آج بدلہ مل رہا تھا۔ہم نے سونے سے پہلے بتادیا کہ ہم علی الصبح نکل جائیں گے۔ چنانچہ علی الصبح ہم نے نماز پڑھی اور نکل گئے۔کافی تازہ دم محسوس کررہے تھے۔ جلد ہی فیصل آباد کی طرف جانے والی سڑک پر چڑھ گئے۔ یہاں لاٹھیاں والا اور گھسیٹ پور کے احمدی گاؤں سڑک پر واقع تھے۔یہاں کے طلباء مکرم فضل الٰہی صاحب اور مکرم خلیل احمد مبشر مبلغین سلسلہ جامعہ میں ہمارے ساتھ پڑھتے تھے۔ان احمدیوں نے ہمیں خوش آمدید کہا۔مکرم لئیق احمد صاحب طاہر حال مبلغ بریڈفورڈ یوبھی ربوہ سے ہمیں ملنے کیلئے آئے اور سائیکل ساتھ لیکر آئے۔ ان کی مصاحبت بھی کچھ دیر تک رہی پھر ہم نے مسواکیں اس نیت سے کاٹیں کہ آگے جا کر فروخت کردیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور جو پیسے

حاصل ہوئے اس کے چنے لے لئے گئے۔

تیسری رات ہم نے فیصل آباد سے باہر ایک مسجد میں گزاری۔ پھر وہاں سے علی الصبح چل پڑے اور ٹرین کی پٹڑی کے ساتھ ساتھ چنیوٹ اور پھر شام سے پہلے پہلے ربوہ پہنچ گئے جہاں ہمیں نمکین دودھ پینے کو ملا اور بتایا گیا کہ یہ جسم کو کھول دے گا اور فائدہ مند ہوگا۔

اسی طرح ایک پہاڑی سفر بھی تقریباً اتنا ہی کرنا ہوتا ہے جو کہ ہائیکنگ کہلاتا ہے۔ یہ سفر کئے ہوں تو آئندہ زندگی میں اگر کبھی ایسا موقع درپیش ہو تو ذہن میں ہوتا ہے کہ میں پہلے بھی ایسا سفر ایک بار کر چکا ہوں تو اب کیا ڈر ہے۔ چنانچہ اس سفر میں چند اساتذہ بھی ہمارے ساتھ ہوتے ہیں۔ جس وادی میں جانے کا پروگرام ہوتا ہے اس کا فیصلہ پہلے سے کر لیا جاتا ہے۔ راشن لے لیا جاتا ہے اور یوتھ ہوسٹلز کے کارڈ بنوا لئے جاتے ہیں۔ تقریباً ۱۵۔ ۲۰ میل روزانہ چلنا ہوتا ہے اور تقریباً ۱۰ دن کا یہ پروگرام ہوتا۔

جس سال ہم لوگ گئے، نیلم وادی میں جانے کا پروگرام تھا مگر آگے جا کر معلوم ہوا کہ دونوں طرف پاک و ہند کی افواج پڑی ہیں اور غلط فہمی کی وجہ سے کسی وقت بھی نقصان ہونے کا احتمال ہے لہٰذا پھر ہم جہلم وادی میں چلے گئے۔ طلباء کے چھوٹے چھوٹے گروپ تشکیل دئے گئے جو باری باری کھانا پکاتے تھے۔ صبح کا ناشتہ کر کے دوپہر کا ساتھ لیکر چل پڑتے تھے اور شام کو جہاں پہنچنا ہوتا تھا بتا دیا جاتا تھا۔ مظفر گڑھ کشمیر کا علاقہ تھا بہت خوبصورت علاقہ تھا۔ کہیں پہاڑی جھرنے ہمارا استقبال کرتے، کہیں جنگلی پھولوں سے لدی ہوئی وادیاں نسیم صبا کے دوش پر عطر ریزیاں کرتیں۔ اس جنت ارضی میں ہم خراماں خراماں چلتے گئے۔ آخری دن ماکڑا چوٹی سر کرنی تھی اور کوشش کرنی تھی کہ صبح جا کر شام تک واپس آجائیں۔ اوپر جا کر واپس بھی آگئے۔ یہ ایک چوٹی تھی جو اوپر سے مکڑے کی طرح نظر آتی ہے اس لئے اسے ماکڑا چوٹی کہتے ہیں۔ خوبصورت بہتے چشموں کے دونوں طرف خوبصورت جنگلی پھولوں کے بارڈر اور ان کا دلکش عکس لب جو کیا ہی

دلکش نظر آتا تھا! واپس آرہے تھے تو ایک چرواہا ملا اور کہنے لگا آپ لوگ خوش قسمت ہو کیونکہ برف اس سال بہت پڑی ہے اور بوٹی اس کے نیچے دبی ہوئی ہے۔اگر وہ اوپر نکل آئے اور اس کے پھول کھل جائیں تو اس کی خوشبو سے ہی بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور ایسے میں نیچے آنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ایسے میں کبھی ہماری کوئی بکری بھٹک کر اُدھر چلی جائے تو پھر واپس نہیں آتی ۔اس کی لاش ہی ہمیں ملتی ہے۔الحمدللہ خدا کا شکر کہ ہم سب واپس خیریت سے پہنچ گئے۔اس سفر میں مکرم لال خان صاحب (حال امیر جماعت احمدیہ کینیڈا) نے مظفر گڑھ میں ہم سب کی آموں سے دعوت کی۔ جزاکم اللہ خیراً۔اس ہائی کنگ کا ہمیں اتنا لطف آیا کہ پھر ہم نے ایک پرائیویٹ دوستوں کا گروپ بنایا اور وادی کاغان میں اگلے سال رخصتوں میں گئے۔جن میں مکرم خلیفہ صباح الدین صاحب مرحوم، مکرم ناصر احمد شمس صاحب (حال سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن)، مکرم نواب منصور احمد خان صاحب (حال وکیل التبشیر) اور خاکسار تھے۔چنانچہ ایبٹ آباد سے یوتھ ہوسٹل کے کارڈ بنوائے۔جاتے ہوئے راشن لیا اور چل پڑے۔کاغان ویلی میں اس وقت صرف ٹریک تھے۔ پختہ راستے کم ہی تھے۔چنانچہ گڑھی حبیب والا سے کیوائی، شوگراں ناراں، دریاء کنہار کے کنارے چلتے گئے۔جھیل سیف الملوک اور لالہ زار سے لطف اندوز ہوئے۔یوں لگتا تھا کہ کسی پرستان میں آ گئے ہیں۔Shortcut کرتے ہوئے جا رہے تھے تو ایک ویلی میں حد نظر تک سفید جنگلی گلاب بکثرت پھیلے ہوئے دیکھے اور اس قدر ان کی خوشبو فضا میں پھیلی ہوئی تھی کہ ہم مبہوت سے ہو کر رہ گئے۔اللہ تعالیٰ نے کائنات میں اپنا حسن یوں بکھیر رکھا ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے:

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبداء الانوار کا　　بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف　　جس طرف دیکھیں وہی راہ ہے تیرے دیدار کا

کیا عجب تو نے ہر ذرّہ میں رکھے ہیں خواص　　کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا
(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۵۲)

جلسہ سالانہ پر ڈیوٹیاں

ہمارے پرنسپل سید میر داؤد احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ بھی ہوتے تھے۔ آپ جامعہ احمدیہ کے طلباء کی ڈیوٹیاں اعتماد والی جگہوں پر لگاتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جامعہ احمدیہ سے قبل میں شعبہ مکانات و رہائش میں اور استقبال و الوداع میں ڈیوٹی دیا کرتا تھا۔ پھر جب جامعہ میں داخل ہوا تو میری ڈیوٹی لنگر خانہ نمبر ۲ دار الرحمت غربی میں بطور دفتر انچارج کے لگی۔ اس میں بڑی ذمہ داری ہوتی تھی کہ صبح و شام تمام افسر صیغہ جات کے ذریعہ کام شروع کرانا، مرکزی دفتر سے آرڈر وصول کرنے، تعمیل کرانی اور رپورٹ تیار کر کے ناظم صاحب لنگر سے دستخط کروا کے بروقت بھیجنی۔

دوران ڈیوٹی مجھے یاد ہے کہ ۱۵۔۱۵ دن سویا نہیں کرتے تھے۔ الحمد للہ کہ ہمیشہ سپلائی آرڈر کے مطابق یا زائد دی جو دوسرے لنگر خانوں کو بھجوائی جن کی سپلائی کم تھی یا جہاں ضرورت ہوتی تھی۔

مجھے یاد ہے کہ دار العلوم کا لنگر خانہ شروع ہوا تو مکرم افسر صاحب جلسہ نے مجھے اور مکرم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح کو بلا کر وہاں دفتر انچارج مقرر کیا۔ وہاں ناظم لنگر خانہ نئے تھے۔ چنانچہ ہمیں بتایا کہ سب کام تم لوگوں نے کرنا ہے۔

ایک دفعہ مستورات کی سیکورٹی میں ایک مسئلہ ہو گیا مکرم افسر صاحب جلسہ کا مجھے فون آیا کہ وہاں فوراً آجاؤ اور یہ مسئلہ جو انہیں درپیش ہے اسے حل کر کے آؤ۔ چنانچہ میں دار الرحمت کے

لنگر خانے سے گیا اور وہ مسئلہ حل کر کے آ گیا۔ وہاں مجھے کالج میں جو پراکٹوریئل مانیٹر کا کام کیا ہوا تھا اس کا فائدہ ہوا۔

ذیلی تنظیموں میں خدمات

ہمارے محلہ دارالرحمت وسطی کے زعیم مکرم عطاء الکریم صاحب شاہد ہوتے تھے۔ دسویں میں تھا تو انہوں نے خدام الاحمدیہ میں کام کروانا شروع کیا اور کالج کے زمانہ میں بھی کوئی نہ کوئی خدمت مجھ سے لیتے رہتے۔

جامعہ کے زمانہ میں مکرم اسماعیل منیر صاحب مرحوم مہتمم اطفال کے ساتھ میں تین سال نائب مہتمم رہا۔ ہم مرکزی شعبہ اطفال میں سب کام کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ کتب ''کامیابی کی راہیں'' میں پہلی بار لاہور سے چھپوا کر ٹرک پر لایا تھا۔ تمام رپورٹیں دیکھ کر تبصرے بھی لکھتا تھا۔ تشحیذ الاذہان میں بھی لکھتا تھا۔ گرما کی رخصتیں بھی دوروں کے لئے وقف ہوتی تھیں۔ باہر کی جماعتوں میں ذیلی تنظیموں کے اجلاس، اجتماع اور عاملہ کے اجلاس کرواتا تھا۔ تقریباً پنجاب کے تمام اضلاع اور سرحد کا بہت بڑا حصہ اور سندھ کا بھی کچھ حصہ میں نے دیکھ لیا تھا۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ میں نے اور مکرم بشیر صراف صاحب قائد تحصیل ڈسکہ نے 15 دن کا تحصیل کا دورہ کیا جس کے اختتام پر موسیٰ والی میں اجتماع کا پروگرام تھا۔ اور دو ہزار کی حاضری متوقع تھی۔ بذریعہ وقار عمل خدام نے پکی سڑک سے گاؤں کو اینٹوں کی سڑک بنا کر ملا دیا تھا۔ ڈیڑھ میل کی یہ سڑک تھی جو بنائی گئی تھی۔ جب ہم واپس پہنچے تو بارش شروع ہو گئی سیالکوٹ میں بارش شروع ہو جائے تو کہاں جلد ختم ہوتی ہے۔ سیالکوٹ سے قائد صاحب ضلع نے اجتماع کے ملتوی کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ جب مجھے علم ہوا تو میں نے انہیں کہا کہ ایسا نہ کریں، اجتماع ہوگا۔ وہ بڑے حیران ہوئے تاہم خاکسار مرکزی نمائندہ تھا، میرے کہنے پر رُک گئے اور لاؤڈ سپیکر، جھنڈیاں اور چارٹ وغیرہ سیالکوٹ

سے ڈسکہ بھیج دیئے ۔مگر بارش ہورہی تھی۔ رات کو گیارہ بجے کے قریب مجھے نمائندگان ،جو سیالکوٹ سے آئے تھے کہنے لگے آپ کے کہنے پر ہم سب انتظام کررہے ہیں۔مگر بارش جس انداز سے ہورہی ہے ہمیں نہیں لگتا کہ یہ کل کو بند ہوجائے گی۔

چنانچہ میں لوٹے میں پانی لیکر اُوپر کوٹھے پر گیا کیونکہ غسل خانہ اوپر تھا۔ مجھے حاجت تو نہیں تھی مگر میں اوپر بیٹھ کر دعا کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں منڈیر پر بیٹھ گیا اور میں نے دعا شروع کی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ تیری خاطر ہم نے پندرہ دن کے دورے کئے جب پھل پک کر تیار ہوا اور ڈیڑھ دو ہزار افراد کی آمد متوقع ہے تو بارش شروع ہوگئی ہے۔ جو ہمارے سارے پروگرام کو درہم برہم کررہی ہے۔تو مالک ہے اگر حکم دے تو یہ بارش بند ہوسکتی ہے۔ تجھ سے ہی اے آقا التجا ہے کہ کل کے دن کیلئے بارش روک دے۔ بعد میں بیشک ہوتی رہے۔ چنانچہ مجھے یقین سا ہوگیا کہ دعا قبول ہوگئی ہے۔

نیچے آیا اور سب کو کہا کہ سوجائیں۔صبح اجتماع ہوگا گھبرائیں نہیں۔صبح اٹھے فجر ادا کی۔ باہر نکلے تو تیز ہوا سے بادل بھاگتے جارہے تھے اور بارش برائے نام تھی۔صبح اجتماع ہوا اور خوب ہوا۔ حاضری بھی ہوئی مرکز سے صدر خدام الاحمدیہ مرزا رفیع احمد صاحب مرحوم تشریف لائے۔ **الحمد للہ علی ذالک**۔ اطفال کے علاوہ شعبہ تحریک جدید میں بھی بطور نائب کے کام کیا اور دورے کرنے کا موقع ملا:

دیدار گر نہیں تو گفتار ہی سہی
حسن و جمال یار کے آثار ہی سہی

میں جامعہ کے آخری سال میں تھا اور اپنے مستقبل کے متعلق دُعائیں بہت کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ عاجز کو قبول فرمالے اور اپنے دین کی خدمت کے کام مجھ سے لے لے۔

چنانچہ ایک رات دیکھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کررہا ہوں اور مقام ابراھیم پر دو نفل ادا کئے

ہیں۔تبھی سے حج بیت اللہ کی شدید خواہش پیدا ہوگئی تھی جو ۲۰۰۶ء میں جا کر پوری ہوئی۔اور اس میں یہ بھی سمجھایا گیا تھا کہ حضرت ابراہیمؑ کے مقام کو اختیار کرو تو کامیابی ہوگی۔

اسی طرح یہ سوال ذہن میں اٹھتا تھا کہ دعوت الی اللہ کے لئے جانا ہے اگر کوئی پوچھ لے کہ تمہیں بھی اللہ تعالیٰ نصیب ہے جس کی طرف بلا رہے ہو تو ان کو کیا جواب دوں گا۔بڑی دعا کر رہا تھا۔رمضان کا مہینہ تھا اور آخری عشرہ تھا۔بس یہ عنایت ایزدی ہوئی کہ عاجز نے اس عظیم ہستی کی آواز سنی۔میں تہجد ادا کر رہا تھا۔بالکل اسی کیفیت کے ساتھ جس کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ میں بیان فرمایا ہے،آہستہ آہستہ جھنکار الفاظ کا روپ دھارنے لگی اور یہ سنائی دیا کہ

"اللہ یصطفیٰ" دل کو چین نصیب ہو گیا اور آپ دیکھیں گے کہ ہمیشہ مولا نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور غیر معمولی سلوک فرمایا۔**الحمدللہ علی ذالک۔**

مکرم مرزا طاہر احمد صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) ہمارے صدر خدام الاحمدیہ تھے۔ ایک دفعہ خاکسار نے چھ ضلعوں کے دورے کا پروگرام بنایا اور وعدوں میں چھ ہزار کا اضافہ لانے کا ٹارگٹ رکھا۔فرمانے لگے نجم صاحب یہ زیادہ نہیں آپ کرلیں گے؟ میں نے عرض کیا انشاءاللہ کرلوں گا۔چنانچہ اپنے ٹارگٹ سے زیادہ وعدے کروا کے لایا جس پر آپ بہت خوش ہوئے۔

ایک سال مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مہتمم مقامی ربوہ ہوئے تو انہوں نے مجھے اپنا نائب بنایا اور ناظم تربیت ربوہ بھی بنا لیا۔الحمدللہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔اس وقت ربوہ میں ۲۸ مساجد ہوتی تھیں۔سائیکل پر دورے کرتا تھا اور کامیاب عشرہ ہائے تربیت منانے کی توفیق پائی اور مساجد میں خدام اور اطفال کی حاضری میں نمایاں اضافہ ہوا۔ **الحمدللہ علیٰ ذالک۔**

"حضرت مسیح علیہ السلام کا دعویٰ"

میرا مقالہ برائے شاہد

خاکسار نے یہ مقالہ بعنوان ''حضرت مسیح علیہ السلام کا دعویٰ'' اپنے نگران مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصرؔ کی ہدایات کے مطابق لکھا اور یہ مقالہ مکرم وکیل التعلیم صاحب کی خدمت میں ۳؍مارچ ۱۹۷۰ء کو بھجوایا گیا۔ اس میں پہلے تین ابواب حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے متعلق ہیں۔ جس میں انجیل کے پیش کردہ آپ کے نسب ناموں پر تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ نیز بتایا گیا ہے کہ آپکا خاندان کون سا تھا آپ ابن داؤد تھے یا نہیں تھے۔ آپ کے بن باپ پیدا ہونے میں کیا حکمت تھی؟ آپ کا مقام پیدائش تاریخ پیدائش اور نام کیا تھا اور آپ کی جوانی غلام زکیہ یعنی پاک تھی اور آپ کی والدہ اور حواری سب صالحین میں سے تھے۔ آپ کی رفیقہ حیات کے متعلق بھی حقائق سے پردہ کشائی کی گئی ہے۔ آپ کے خانہ کعبہ میں حاضری دینے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

بعد کے ابواب میں آپؑ کی نبوت اور اس کی حقیقت از روئے قرآن کریم وانا جیل اور ابن اللہ ہونے کے معنی جو آپؑ اور آپؑ کے حواری سمجھتے تھے وہ بیان کیا گیا ہے اور آپؑ کا مشن بتایا گیا ہے یعنی آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارہاص تھے اور آپؑ نے اپنے بعد آپؐ کے آنے کی بشارت دی ہے۔ آپؑ نے اس سے یہود کی بھیڑوں یعنی قبائل کو مطلع کیا تھا اور قبولیت کیلئے تیار کیا تھا۔ آپؑ نے خانہ کعبہ کی عظمت کو بھی بیان کیا اور آپ سے منسوب الوہیت کا دعویٰ درست نہیں ہے۔ عقلی اور نقلی دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ نیز بتایا گیا ہے کہ عیسائیت میں ایسے عقائد کب داخل ہوئے اور تثلیث وکفارہ اور الوھیت مسیح کی ایجادات کب ہوئیں۔ آخر میں انجیل یوحنا کی ابتدائی آیات کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور اس کو جو آپ علیہ السلام کا الوہی نسب نامہ کہا جاتا ہے، ثابت

کیا گیا ہے کہ یہ ایک تحریف سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔

ان تمام امور کو بیان کرتے ہوئے جو موجودہ زمانہ میں آثار قدیمہ سے کتب قدیمہ برآمد ہوئی ہیں ان کے تراجم ہوئے ہیں اُن میں سے حوالے دیکر بتایا گیا ہے کہ اولین عیسائی ان عقائد کو جانتے بھی نہ تھے۔

میرے ممتحن صاحبان مقالہ مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر مرحوم مبلغ سلسلہ سابق صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان اور مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب مبلغ سلسلہ سابق ایڈیٹر الفضل تھے۔ انہوں نے اسے پسند کیا بلکہ ایک موقع پر پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے مکرم مولانا نذیر احمد مبشر نے پنجابی میں فرمایا: ''منڈیا اے توہی لکھیا اے؟''

صد سالہ خلافت جوبلی کے سال میں نے شکرانہ کے طور پر اس مقالہ کو شائع کیا تا کہ اس میں جو دعوت الیٰ اللہ کیلئے مواد موجود ہے اس کو داعیان الیٰ اللہ اپنے استعمال میں لائیں۔ حضور پرنور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''ماشاءاللہ بہت فائدہ مند کتاب ہے''۔

(خط۔ بتاریخ ۹-۱۱-۸)

میری نظارتِ اصلاح وارشاد مقامی میں حاضری

جامعہ احمدیہ سے تمام مراحل سے گزر کر ہم کامیاب قرار دیئے گئے۔ اور ۳ مئی ۱۹۷۱ء کو وکالتِ تبشیر میں حاضری دی۔ چنانچہ ہمیں اصلاح وارشاد مقامی میں بھجوا دیا گیا اور وہاں پر ہمارے محترم جناب احمد خان صاحب نسیم مرحوم ناظر اصلاح وارشاد مقامی تھے انہوں نے میری ڈیوٹی بھیرہ ضلع سرگودھا یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وطن میں لگائی۔ خاکسار کے کام سے مکرم ناظر صاحب مطمئن تھے۔ ستمبر ۱۹۷۱ میں خاکسار نے مجاہد کے طور پر بھی اپنے فرض نبھائے اور ۹ ماہ کے قریب وطن عزیز کے لئے قربان کئے۔

پھر ہمارا ریفریشر کورس قصر خلافت میں تین ماہ کا ہوا اور ہم سب پرانے قصر خلافت کے ایک حصہ میں مقیم رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں آتے جاتے ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور ہمارے بچھے ہوئے بستروں پر بیٹھ جاتے تھے اور ہمیں برکت بخشتے تھے۔ ہمارے مجاہدانہ فرائض اور ریفریشر کورس پر ہمارا تقریباً ایک سال خرچ ہوا۔ ان دنوں میں یہ مسئلہ چلا ہوا تھا کہ اب نئی صدی کا مجدد آنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے ایک دن ہمیں اپنا بلا واسطہ شاگرد بھی بنایا اور مجدّدیت اور خلافت پر سیر حاصل لیکچر ارشاد فرمایا اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم الاخلفاء ہیں اور مجدد الف آخر ہیں۔ اب آپ کے بعد خلافت علی منہاج نبوت چلنی ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چودھویں صدی کے بعد پندرھویں صدی میں مجدّد کے آنے کا ذکر نہیں فرمایا۔ امام مہدی و مسیح موعود اور خلافت علی منہاج نبوت کا ذکر فرمایا اور خاموش ہو گئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپؑ کے بعد مہدی و مسیح کی خلافت ہی تا قیامت چلے گی اور خلفاء احمدیت ہی مجدّد ہوں گے اور جس بات کی بھی تجدید مقصود ہوگی وہ ہی کریں گے۔ ریفریشر کورس کے انچارج عبد الوہاب بن آدم امیر و مشنری انچارج غانا تھے۔

میری اصلاح وارشاد مرکزیہ میں تقرری

مجھے اصلاح وارشاد مرکزیہ میں دفتر نے بھجوایا جہاں سے ہمارے ناظر صاحب اصلاح و ارشاد مرکزیہ مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب نے میری تقرری علی پور ضلع مظفر گڑھ میں فرمائی اور نصف ضلع مجھے کام کرنے کیلئے دے دیا۔ یعنی تحصیل مظفر گڑھ اور تحصیل علی پور جو پنجند سے ۵۔۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ہمارے امیر جماعت مکرم ماسٹر عبد العزیز صاحب تھے جو بہت مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ میں نے یہاں تقریباً ایک سال سے کچھ زیادہ وقت گزارا۔ اس تھوڑے سے وقت میں اللہ تعالیٰ نے بڑے فضل فرمائے۔ میرے دوست تو کہتے تھے کیا علاقہ ملا ہے کیا کام کر کے دکھا سکو گے؟ لیکن خدا تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور وہ ہر جگہ اپنے

بندے کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

بھیرہ سے میں نے کام شروع کیا اور علی پور ضلع مظفر گڑھ میں اسے پھول پھل لگنے شروع ہو گئے۔ یہاں پر میرے کئی کالج فیلو بھی رہتے تھے اور بطور ٹیچر کے کام کرتے تھے۔مل جل کر ۵۰۔۶۰ گھر احمدیوں کے تھے۔ایک چھوٹی سی جماعت تھی مگر مخلص اور اطاعت گزار جماعت تھی۔

۱۹۷۲ء میں یہاں بڑا طوفانی سیلاب آیا اور ابھی اس سیلاب میں جوش نہیں آیا تھا کہ خاکسار اور ماسٹر صاحب جا کر مکرم اے سی صاحب کو ملے کہ ہمیں کوئی خدمت خلق کا کام دیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ دریا سے لیکر علی پور تک تین نہریں ہیں جن کے بند اگر ٹوٹ جائیں تو شہر علی پور خطرہ میں پڑ جاتا ہے اور بیل دار ہمارے پاس کم ہیں، جو سائیکلوں پر پھر کر دیکھتے رہیں اور جہاں شگاف پڑنے کا امکان ہو مطلع کر دیں۔جس کی فوراً مرمت کر دی جائے۔ چنانچہ ۱۵ خدام جماعت نے فراہم کئے جو تقریباً ۱۵ دن تک رات دن یہ ڈیوٹی دیتے رہے۔لیکن یکے بعد دیگرے نہروں میں شگاف پڑتے رہے اور پانی کے ریلے کو کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا۔آخر پہلی نہر ٹوٹ گئی پھر دوسری بھی ٹوٹ گئی اور یہ خطرہ نظر آنے لگا کہ تیسری نہر بھی گئی اور علی پور اس کی زد میں آیا کہ آیا۔شہر خالی ہونا شروع ہو گیا اور جماعت مجھ سے پوچھ رہی تھی کہ ہم کیا کریں؟ میں نے کہا کہ ہم تو شہر چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے۔ بلکہ عصر کے بعد تمام جماعت کے چھوٹے بڑے مسجد میں اکٹھے ہوں اور اس آفت ایزدی کے دور ہونے کیلئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس سے نجات عطا فرمائے۔ چنانچہ اس طریق کے مطابق جماعت نے روزانہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی نصرت فرمائی اور پانی کا رُخ اور سیلاب کا ریلا جو انتہائی خطرناک تھا اس کا زور کم ہو گیا اور سیلاب ہمارے علاقہ سے اپنا رُخ تبدیل کر کے بہاولپور کی طرف چلا گیا یعنی پر لی طرف کو پھر گیا۔کیا اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ اخبارات میں شہ سرخیاں جمیں کے طوفانی سیلاب کا رخ بدل گیا اور

بہاولپور کی طرف چلا گیا ہے اور شہر میں ہر کوئی یہ بات کر رہا تھا کہ یہ احمدیوں کی دعا سے ہوا ہے۔ الحمدللہ۔ ہم پھر اے سی صاحب کو ملے کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے تحصیل علی پور کے انچارج تھے کہ اب بتائیں ہم کس طرح سے آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ لوگ بندوں اور اونچی جگہوں پر پڑے ہیں اور کئی کئی دن کے بھوکے ہیں۔ یہ کوئی ۵۔ ۶ ہزار ہوں گے۔ ان کو کیسے کھانا کھلایا جائے مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ اس سلسلہ میں آپ کچھ کر سکتے ہیں تو کریں۔

اب یہاں پر جلسہ سالانہ پر دی ہوئی ڈیوٹیاں اور ٹریننگ کام آئی۔ میں نے ہنگامی طور پر جماعت میں ایک بیت المال کمیٹی بنادی کہ وہ خدمت کیلئے جو کچھ بھی کوئی دے سکتا ہے اس سے لیکر خزانہ میں محفوظ رکھ لیں۔ چنانچہ کسی نے دو بوری گندم دی کسی نے روئی کی دو گانٹھیں دیں کسی نے ایک بچھیا گائے کسی نے رقوم دیں جو اکٹھی کر لی گئیں۔ ایک زمیندار مکرم لطیف صاحب نے ایک ٹرک حاضر کر دیا رسل ورسائل۔ کیلئے چنانچہ گڑ کی بوریاں خریدی گئیں اور ۶۰ گھروں کو جتنی وہ روٹی پکا سکتے تھے پکانے کیلئے کہا گیا اور شہر کے تمام تندوروں سے بھی روٹی اٹھالی گئی اور یہ سب لیکر ہم نے ٹرک پر رکھا اور متاثرہ علاقے میں گشت شروع کر دی اور ہر شخص کو دو دو، روٹیاں اور ایک بھیلی گڑ کی دینی شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے گڑ اور روٹیوں میں غیر معمولی برکت ڈال دی اور شام تک ہم سب بھوکوں کو کھانا کھلانے میں کامیاب ہو گئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ جب یہ رپورٹ اے سی صاحب کو دی تو وہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ بات تو میری عقل میں بھی نہیں آسکتی تھی۔

اس کے بعد ہم نے کسی مستقل نوعیت کی خدمت کیلئے پوچھا تو کہنے لگے اب اور تنظیمیں بھی آ گئی ہیں آپ کالج کے ہال کمرہ کو لے لیں اور انہیں صبح وشام کھانا کھلائیں۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کی طرز پر ڈیوٹیاں لگائی گئیں، بیج بنائے گئے اور کندھوں پر لگائے گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی زبردست تنظیم خدمت خلق میں مصروف ہے۔ ۵۔ ۵ گھروں کو ایک ایک دن دیا گیا۔

بڑے بڑے دیگچے حاصل کئے گئے۔ایک وقت دیگوں میں اُبلے ہوئے چاول اور دال اور ایک وقت روٹی اور آلو گوشت مینو جلسہ سالانہ والا رکھا گیا اور صبح وشام احمدیوں نے یہ خدمت خلق شروع کردی۔اس کام کی رپورٹ بمع فوٹوز کے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں ساتھ کے ساتھ بھجوائی جاتی رہی اور دعا کی درخواست کی جاتی رہی۔آپؒ نے مسرت کا اظہار فرمایا بلکہ ایک موقع پر ملتان والے حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ ہم کیا کریں؟ تو فرمایا کہ تمہارے قریب ایک چھوٹی سی جماعت ہے علی پور۔وہاں جا کر دیکھو کہ کیسے کام ہوتا ہے۔چنانچہ ملتان کے نمائندے ہمارے ہاں اس غرض کے لئے تشریف بھی لائے (یعنی تعمیل ارشاد کی غرض سے) اور ہم نے انہیں بتایا کہ ہم کیسے خدمت خلق کر رہے ہیں۔ بعدہ دیگر تنظیموں نے واویلہ شروع کردیا کہ احمدیوں کو یہاں سے ہٹاؤ۔ہم لوگ سب کام کرلیں گے۔ یہ جماعت اسلامی والے اور احراری سب نے کافر کافر کی رٹ لگادی۔مگر اے سی صاحب نے انہیں کہا کہ وہ انہیں نہیں ہٹا سکتے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو دیر سے مستقل مزاجی سے خدمت خلق کر رہے ہیں اور تم لوگوں کا مجھے پتہ نہیں ہے کہ کب تک میرے ساتھ چلتے ہو۔ ۱۵ دن تک یہ مہدی و مسیح کا لنگر چلا اور خوب چلا۔ پہلوں کو ملا کر کوئی ۱۰ ہزار افراد کو کھانا کھلایا گیا ہوگا۔اخبارات میں یہ خبریں شائع ہوئیں اور اپنے اور پرائیوں کو معلوم ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کی جماعت کس جذبے اور جوش کے ساتھ اپنے ہم وطنوں کی خدمت بلاتمیز قوم و مذہب کرتی ہے۔

پھر رمضان المبارک کا مہینہ آ گیا تو خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام سے درسِ قرآن کریم لاؤڈ سپیکر پر دینا شروع کیا اور ایک سپارے کا روز درس دیا جاتا تھا۔شہر کے لوگ اس درس قرآن کریم سے بہت متاثر ہو رہے تھے۔ چنانچہ شہر میں کئی بیعتیں بھی ہوئیں۔ ایک دن ایک باریش بزرگ تشریف لائے اور مسجد میں آکر دریافت کیا کہ یہ درس کون دیتا ہے۔ چنانچہ مجھے بلایا گیا اور میں حاضر ہو گیا فرمانے لگے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ان کی

بات سنی فرمانے لگے جو کچھ تم نے پیش کیا ہے، میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب کا مصدّق ہوں۔ میں نے بیعت فارم پر دستخط کرنے کیلئے کہا تو کہنے لگے کہ دستخط تو آسمان پر ہو گئے ہیں اور آپ قیامت کے روز گواہی دے دینا کہ میں مصدق ہوں، مکذب نہیں۔ بس مجھے اتنا ہی کافی ہے۔ وہ یہ کہہ کر چلے گئے اور پھر کبھی ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ انہوں نے کچھ نہیں بتایا کہ وہ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں۔ مجھے اُن کے حلیہ سے لگتا تھا کہ کوئی نیک بزرگ ہیں جیسا کہ وہ علاقہ پیروں فقیروں کا ہے وہ بھی ان جیسے ایک تھے۔ واللہ عالم۔

میری نئی منزل یعنی

ھسپانیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے میری تقرری سپین کیلئے فرمائی۔ یہ وہ ملک ہے جس میں مسلمانوں نے ۷۰۰ سال تک حکومت کی اور پھر انہیں زوال آ گیا اور عیسائی حکومتوں نے بعد میں جسقدر مسلمانوں پر زیادتیاں کیں، ان سے تاریخ کے اوراق اب بھی خون آلودہ ہیں۔ قرطبہ کا زوال جب ہوا تو ان کی نایاب لائبریریوں کو جلا کر دریائے جوادالکبیر میں ڈالا گیا تو کہتے ہیں کئی دن تک یہ سیل سیاہ کی طرح بہا اور جو مسلمان تو بھانپ چکے تھے کہ اب حالات دگرگوں ہونے کو ہیں تو ان میں سے بہت سے مراکش کی طرف ہجرت کر گئے اور جو ہجرت نہ کر سکے زبردستی عیسائی بنا لئے گئے یا تہہ تیغ کر دیئے گئے اور ان کی لاشیں جوادالکبیر میں دریا برد کر دی گئیں۔ کہتے ہیں کہ دریا کا پانی سرخ رنگ کا ہفتوں بہتا رہا۔ پرانے طرز پر اب تک یہاں چرچوں کے ساتھ سکول ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی اکثر مساجد چرچ بنے ہوئے ہیں۔ پھر

۱۴۹۲ میں سقوطِ غرناطہ ہوگیا اور ۱۴۹۲ ہی وہ سال ہے جبکہ امریکہ دریافت ہوا اور کالونیز بنانے کا جِنّ یورپ کے دماغ پر سوار ہوگیا۔ سپین بھی پیچھے نہیں رہا۔ بادشاہ کے نام پر فتوحات کا شوق جرنیلوں کو تو تھا ہی لیکن غریب مسلمانوں نے بھی جان بچا کر نکل جانے کی ترکیب اس سے بہتر کوئی نہ پائی کہ بھرتی ہو کر ان کے ساتھ جنوبی امریکہ کی طرف نکل جائیں۔ چنانچہ وہاں بھی ان پر مذہب کی وجہ سے زیادتی اور سختی ہوئی تو انہوں نے نام بدل کر اپنے آپ کو (Spiritualists) یعنی ''روحانی لوگ'' کہنا شروع کر دیا۔

اب اِسلام کی نشاۃ ثانیہ کا زمانہ ہے، جبکہ دلوں کو جیت کر فتوحات کرنا ہیں۔ چنانچہ خاکسار نے عازم سپین ہونے کی تیاری شروع کر دی۔ سپین کی زبان نہیں آتی تھی۔ حضور پرنور رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے کہ فکر نہ کرو، چھ ماہ میں تمہیں زبان آجائے گی۔

۳ جنوری ۱۹۷۴ء کو حضورؒ سے ملاقات کا وقت لیا اور بعد ملاقات با اجازت راولپنڈی کیلئے ربوہ سے روانہ ہوا۔ گو بھٹو نے احمدیوں پر سختی شروع کروادی تھی مگر ابھی تک یہ طریق باقی تھا کہ مبلغین کو اہل ربوہ اکھٹے ہو کر اپنی دعاؤں سے رخصت کرتے تھے۔ جامعہ کے اساتذہ کرام اور دفاتر کے بزرگان، دوست اور شہر و محلہ کے بہت سے احباب اسٹیشن پر تشریف لائے۔ عاجز کے گلے میں ہار ڈالے گئے اور مکرم ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ نے لمبی پرسوز دعا کروائی پھر میں روانہ ہوا اور والدین کو ملتا ہوا راولپنڈی سے بذریعہ ہوائی جہاز ۱۳ جنوری ۱۹۷۴ء کو سپین پہنچا۔ **الحمدللہ علی ذالک۔**

خاکسار، مکرم کرم الٰہی صاحب ظفرؔ امیر و مشنری انچارج سپین کا پہلا نائب تھا۔ آپ یہاں ایک لمبا عرصہ سے تنہا علم اسلام بلند کئے ہوئے تھے۔ خاکسار نے جاتے ہی سپینش زبان سیکھنے کیلئے تگ و دو شروع کی۔ ۲ ماہ ایک سکول میں جاتا رہا جہاں ایک پیریڈ پڑھایا جاتا تھا مجھے یہ تعلیم ناکافی محسوس ہوئی۔ مجھے چھ ماہ کا ٹارگیٹ ملا ہوا تھا اور خلیفۃ المسیح کے منہ کی نکلی ہوئی بات نے پورا

ہونا تھا۔ میں نے مولوی صاحب کے بیٹوں سے کہا کہ یونیورسٹی میں دیکھیں کوئی کورس ہو زبان کا تو بتائیں۔مکرم عطاء الٰہی منصور صاحب نے جو ڈاکٹری کیلئے پڑھ رہے تھے مجھے بتایا کہ گرما کی رخصتیں ہونے والی ہیں اور ۳۔ ۴ ماہ کے کورس ٹورسٹ کیلئے ہوتے ہیں ان میں بہت کوالیفائیڈ پروفیسر پڑھاتے ہیں۔ چنانچہ میں یونیورسٹی سے معلوم کرکے آیا تو معلوم ہوا کہ ۴ ماہ کا کورس ہے۔جس میں چار پیریڈ پڑھائے جائیں گے۔گرائمر،لٹریچر، تاریخ،اور کلچر جو چاروں مضامین پاس کرے گا اس کو ڈپلومہ ملے گا۔ جو صرف گرامر اور لٹریچر پاس کرے گا اس کو سرٹیفکیٹ ان سپینش ملے گا۔فیس ۱۵۰ پاؤنڈ تھی میں نے مولوی صاحب کو آکر بتایا تو فرمانے لگے یہ کافی مہنگا ہے مشن کے لئے مشکل ہوجائے گا۔میں پھر گیا سیکرٹری سے ملا اور بتایا کہ کوئی رعائتی کورس چاہیئے۔کہنے لگی کہ تم سیاحت نہ کرو۔ دو ٹور اس میں ہیں ایک شمال کا اور ایک جنوب کا تم نہ جاؤ تم نے تو یہاں رہنا ہے بعد میں اپنے طور پر دیکھ لینا۔کہنے لگی آدھا خرچ تو سیاحت کا ہے وہ نکال دو تو ۷۵ پونڈ ہی رہ جاتے ہیں وہ ادا کردو۔ چنانچہ وہ ادا کردیئے گئے۔اس کورس میں سینکڑوں طالب علم تمام دنیا کے آئے ہوئے (ٹورسٹ) تھے۔انہیں تبلیغ بھی کی۔مشن ہاؤس میں کئی الماریاں مختلف زبانوں کے پرانے رسائل سے بھری ہوئی تھیں۔میں نے اجازت لیکر جن ملکوں کے طلباء تھے انہیں ان ملکوں کے رسائل اور کتب دیں تاکہ بعد میں جب اپنے ملکوں میں جائیں تو وہاں کے احمدیہ مشن سے رابطہ کرلیں۔ جب امتحان ہوا تو میں کورس میں اوّل نمبر پر پاس ہوا اور انچارج کورس نے جناب ریکٹر صاحب سے عمدہ رنگ میں میرا تعارف کرایا۔ڈگری دیتے وقت وہ بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ چھ ماہ میں الحمدللہ زبان سیکھ لی۔لکھنی بھی اور بولنی بھی۔سنڈے مارکیٹ Rastro میں خاکسار نے کتب کا ایک سٹال لگانا شروع کردیا۔ یہ ایک قسم کی موبائیل لائبیریری کے طور پر بھی کام آتا تھا۔ بولنے کی پریکٹس کی۔تقریباً ایک سال میڈرڈ میں رہا اور وہاں یہ خدمت بجالاتا رہا۔

میڈرڈ- سپین میں میری تبلیغی مساعی

ایک تو سپینش کلاس میں سینکڑوں طلباء کو تبلیغ ہوئی دوسرے پروفیسر صاحب مسٹر ہینری کو مشن ہاؤس میں لایا۔ سنڈے مارکیٹ میں سینکڑوں لوگوں کو تبلیغ ہوئی۔ ایک انگریزی کی فری کلاس جاری کی جس کے ایک طالب علم Jose Miguel Cobo صاحب (خوسے میغل کوبو) نے بیعت کی جن کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ یہ میرے پہلے سپینش احمدی تھے۔ مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب کا ایک مناظرہ ایک پادری صاحب سے ہوا۔ مجھے ساتھ مددگار کے طور پر لے گئے۔ کئی گھنٹے گفتگو ہوئی۔ حوالے وغیرہ میں دیتا رہا۔ ان کا چرچ کے ساتھ سکول تھا اور سکول کے طالب علم بھی ساتھ بٹھائے ہوئے تھے۔ جب اُن کے دلائل ختم ہوگئے تو ایک طالب علم سے پادری صاحب نے ماچس منگوائی اور تین تیلیاں اکٹھی کر کے جلا دیں اور کہنے لگے دیکھو یہ تیلیاں تین ہیں مگر شعلہ ایک ہی ہے گویا یہ تین اقنوم دراصل ایک ہی ہیں اور اسطرح ایک تین اور تین ایک کا مسئلہ سمجھ آجاتا ہے۔ میں نے ماچس اُن کے ہاتھ سے لی اور ایک تیلی نکالی اور جلائی اور کہا کہ ایک تیلی ہے اور ایک شعلہ ہے اس سے آپ اپنے گھر کو جلا سکتے ہیں، اپنے محلہ کو جلا سکتے ہیں، میڈرڈ کو جلا سکتے ہیں، سپین کو اور پھر ساری دنیا کو جلا سکتے ہیں۔ دوسری اور تیسری تیلی کو ساتھ شامل کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان کو ساتھ شامل کرنا ایک لایعنی فعل ہے۔ ماچس کی تیلیوں کا بلاوجہ کا ضیاع ہے۔ یہی ہے توحید کا مسئلہ کہ اگر ایک خدا مکمل ہے اپنی ذات وصفات میں تو وہ ہی کافی ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو ملانے کی ضرورت نہیں اور ایسا کرنا اس کی ناقدری اور اس کی ذات سے ناانصافی ہے۔ تمام طلباء کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ علماء جو مسئلہ کئی گھنٹے میں سلجھا نہ سکے اللہ تعالیٰ کے فضل نے چند منٹوں میں ان ہی کی ڈرامہ بازی کو ان پر الٹا کر سمجھا دیا۔ **الحمدللہ**۔

بالنسیا کے مسٹر خوسے Jose Rebellis ایم اے اکنومکس جو میڈرڈ میں رہتے تھے دوست بن گئے اور میں اُن کے ہاں بھی ان کی تربیت کی غرض سے کچھ عرصہ رہا۔ وہ اینٹوں کا کاروبار

کرتے تھے یورپ میں بلند قامت عمارتیں بنتی ہیں اور پھر قسما قسم کی اینٹیں لگتی ہیں۔سپین میں ایک سو سال سے ضلع Huesca میں بمقام Barbastro اور جنوب میں اندلس کے علاقہ میں Andujar میں اینٹیں بنائی اور بھٹوں میں پکائی جاتی ہیں۔ چنانچہ یہ نمونہ کی ۱۵۔۲۰ اینٹیں اپنی کار کی ڈگی میں رکھتے تھے۔اور جہاں عمارتیں زیر تعمیر ہوتیں وہاں Order لینے کیلئے پہنچ جاتے اور Sample دکھا کر بڑے بڑے آرڈر لیتے اور دونوں اطراف سے جا کر مال Supply کر دیتے تھے اور اسی طرح خاکسار اُن کے بھائی Elicio اور سیکرٹری ہم چاروں نے تین سفر اکٹھے کئے اور سپین کا جنوب وشمال دیکھا۔ میں ہر جگہ پر اسلام واحمدیت کی تبلیغ کرتا رہا اور لٹریچر تقسیم کرتا رہا۔ چنانچہ ہمیں قرطبہ، غرناطہ، اشبیلیہ اور زاراغوشہ اللہ تعالیٰ نے مفت میں دکھا دیا ورنہ سپینش کورس میں تو ان علاقوں میں جانے کی قیمت اس وقت ۷۵ پونڈ تھی اور علاوہ دیکھنے کے جو تبلیغ کی وہ زائد فائدہ حاصل ہوا۔ایک سفر میں نے Logrono کا بھی کیا تھا اور مقصد صرف دعوت الی اللہ تھا۔وہاں دعائیں بھی کیں تھیں۔اب تو سنا ہے وہاں پر اچھی خاصی جماعت ہے۔

میڈرڈ میں اتوار کو مختلف جگہوں پر سیمینار اور لیکچر ہوتے ہیں۔انسان اخبار میں سے دیکھ کر اُن میں جا سکتا ہے اور اسلام کا نقطہ نظر بیان کر سکتا ہے۔ چنانچہ میں بھی اس کے لئے جایا کرتا تھا اور اس کا فائدہ حاصل کرتا تھا۔میرے دوست نے مجھے بتایا کہ پارلیمنٹ کے پاس جو کیفے ٹیریاز ہیں اُن میں اخباری نمائندے آ کر بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ وہاں جا کر بیٹھنا بھی مفید ہوتا تھا۔ ایک چائے کی پیالی پر کتنی ہی تبلیغ ہو جاتی تھی اور اپنا نقطہ نظر پہنچانے کا موقع مل جاتا تھا۔

ایک دفعہ میڈرڈ میں ایک جگہ جنوبی امریکہ کے اخبارات اور رسالوں کی نمائش لگی۔مکرم مولوی صاحب نے مجھے وہاں بھجوایا اور اس میں میں کئی دن تک جاتا رہا۔اور ۳۰ ممالک کے سینکڑوں اخباروں اور رسالوں کے پتہ جات لکھ کر لایا اور پھر سب کو اسلام واحمدیت پر معلوماتی اور تبلیغی لٹریچر بھجوایا گیا۔ یہ پہلی بار جنوبی امریکہ کے ممالک میں ہماری تبلیغی مساعی تھیں۔اس

وقت یہ کسے معلوم تھا کہ کل کو مجھے ہی ان ممالک میں بطور مبلغ اوّل جانے کی اللہ تعالیٰ توفیق دینے
والا ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

پوئرتو جانو۔سپین میں ایک نئے مشن کی ابتداء

ایک دن ہمیں سنڈے مارکیٹ میں تین ہپی نوجوان ملے۔ بال بڑھائے ہوئے کپڑے
پھٹے ہوئے۔ پوچھا یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے تو کہنے لگے خدا اسی طرح ملتا ہے۔ مکرم مولانا
صاحب انہیں سنڈے مارکیٹ کے بعد مشن ہاؤس لے آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلفاء
کے فوٹوز دکھائے گئے۔ سمجھایا گیا تو احمدی ہو گئے۔ یہ لوگ Poertollano ضلع سیوداد ریال
کے تھے۔ یہ وہ ضلع ہے جو طلیطلہ اور قرطبہ کے درمیان میں دونوں طرف سے کچھ کچھ لے کر بعد
میں تشکیل دیا گیا ہے۔

میرے متعلق فیصلہ ہوا کہ میں وہاں چلا جاؤں اور پہلی بار میڈرڈ سے باہر نکل کر ایک مشن
قائم کروں۔ اور کام کو آگے بڑھاؤں۔ چنانچہ مجھے اڑھائی سال تک وہاں رہنے کا اتفاق ہوا۔
ایک چھوٹا سا کمرہ کرایہ پر میں نے لے لیا۔ الاؤنس میں سے اپنا چندہ وصیت ادا کرنے اور کمرہ کا
کرایہ ادا کرنے کے بعد جو بچ رہتا اس سے میں تمام خرچ نہایت کفایت شعاری سے چلاتا۔ اسی
میں سے آنے جانے والوں کی مہمان نوازی بھی ہوتی۔ کوئی سائر کا خرچ میں نہ لیتا تھا اور حضرت
خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جو کالج میں مجھے معاشیات کا مضمون پڑھایا تھا اس کی افادیت کا احساس
ہوا۔ مانگنے کی مجھے شروع سے عادت نہیں تھی۔ جو ملا اس پر قناعت کی اور اللہ تعالیٰ پر توکل کیا۔ اس
نے میرے لئے ہمیشہ تھوڑے میں ہی بہت برکت رکھ دی ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

چنانچہ قافلہ آگے بڑھنے لگا۔ ایک سے ہم آہستہ آہستہ ۳۵۔ ۴۰ اور ۵۰ ہو گئے۔
باجماعت نمازیں ادا کرتے روزے رکھتے اور کئی لوگوں نے رویاء بھی دیکھیں۔ شہر میں ہمارا جتھہ
رخصت والے دن یہاں وہاں بیٹھا دکھائی دیا کرتا تھا اور نوجوانوں میں تبلیغ زوروں پر تھی اور

دلائل صادقہ سب کو گھائل کرتے جاتے تھے۔ پادریوں نے میری بہت مخالفت کی کئی بار تھانے بھی جانا پڑا۔انہیں بھی پمفلٹ دیتے ہوئے تبلیغ کرتا اور بتاتا کہ میں شہر میں بے امنی پیدا نہیں کررہا یہ الزام تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی لگایا گیا تھا بلکہ پادری بے امنی پیدا کررہے ہیں جو میرے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کررہے ہیں۔ حالانکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُن سے زیادہ عزت کرتا ہوں اور اُن کا حقیقی مقام مرفوع بتاتا ہوں اس پر وہ مجھے چھوڑ دیتے۔ یہ جرنیل فرانکو کا زمانہ تھا اور حکومت پادریوں کی پوری طرح پشت پناہی کرتی تھی۔

مجھے یاد ہے میڈرڈ میں میں نے ایک مضمون ''کفن مسیح'' کے متعلق لکھا تھا جو بولیٹن احمدیہ'' میں شائع کیا گیا تھا۔ یہ ایک رسالہ تھا جو گھر میں ہی ٹائپ کرکے سائیکلوسٹائل کیا جاتا تھا کبھی تین ماہ بعد کبھی جلد کبھی بدیر نکلتا تھا۔ اس مضمون کا اتنا ردِّعمل ہوا کہ مکرم مولوی صاحب کو منسٹری میں بلا کرڈانٹا گیا اور سپین سے نکال دینے کی دھمکی دی گئی۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ گھبرائیں نہیں مضمون میرا ہے اور میں ہر قسم کی سزا خود برداشت کروں گا اور اُن پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔ پھر میں پوئرتو جانو آ گیا تو بات رفع دفع ہوگئی۔(بولٹین احمدیہ نمبر ۲۴ مارچ ۱۹۷۴ء مارچ اپریل)

مکرم عبدالرحمن کلیمنتے صاحب جو پرانے احمدی ہیں اور میڈرڈ میں رہتے ہیں۔ ان کے ماموں اور خالہ Poertollano میں رہتے تھے۔ ان کے گھر بھی آنا جانا تھا۔ شروع شروع میں میری باتیں سن کر نوجوان متاثر ہوئے تو ایک خاتون Sra constanza جو وہاں نوجوانوں کی تنظیم کی سیکرٹری تھی مجھے کہنے آئی کہ آپ نوجوانوں میں تقریر کریں اور اپنے تجربات کی روشنی میں بتائیں کہ نوجوانوں کو کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے اور آپ سپینش نوجوانوں کو کیسا پاتے ہیں؟ چنانچہ میں نے دعوت قبول کی اور خدام الاحمدیہ کی تقریروں کو سپینش زبان پہنادی۔ چنانچہ میری تقریر بہت پسند کی گئی، مقامی اخبار میں اس کا چرچا ہوا اور خبر شائع ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ کی یہ بات کہ نوجوان قوم کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں، انہیں بہت پسند آئی اور انہوں نے مجھے

اپنی تنظیم کا آنریری ممبر بنالیا۔ اسی طرح پر Eladio اور مسٹر Antono کے گھروں میں بھی میرا آنا جانا تھا۔ان کی مائیں میرا بڑا خیال رکھتی تھیں۔

ایک دن یہ دوست کہنے لگے کہ ہماری بہنیں اور ان کی سہیلیاں آٹھویں میں ہیں اور انگریزی میں فیل ہوجاتی ہیں اگر آپ ۱۵ دن پڑھاویں تو امید ہے کہ وہ پاس ہو جائیں گی۔ چنانچہ میں نے ان کو پڑھا دیا اور وہ سب پاس ہوگئیں تو ان کی برٹش استانی میرا شکریہ ادا کرنے آئی اور پوچھا کہ تم نے کیسے پڑھایا ہے۔ چنانچہ میں نے بتایا کہ میں نے گرائمر سپینش میں انہیں سمجھائی ہے پہلے جو انہیں سمجھ نہیں آتی تھی۔اس لئے وہ سب پاس ہوگئی ہیں کیونکہ ان کو وہ سمجھ آگئی ہے۔

ایک دن Seleciano کے پادری صاحب نے چند طلباء کے ساتھ مجھے زدوکوب کرنے کا پروگرام بھی بنایا۔ میرے دوستوں کو اس خفیہ پلان کا علم ہوگیا۔ جب میں شام کے قریب گھر جارہا تھا تو میرے دوستوں میں سے ایک بھاگتا ہوا آیا اس نے اپنی کمر کے اردگرد سائیکل کی چین لپیٹی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے اس نے بتایا کہ مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ اس گرجے اور سکول کے پادری نے تمہاری تبلیغ سے تنگ آکر تمہیں زدوکوب کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ مجھے بروقت علم ہوگیا ہے اس لئے میں یہ انتظام کرکے آیا ہوں۔ چنانچہ ہم نے چھپے ہوئے نوجوانوں کو للکارا جو سب بھاگ گئے۔شہر کے لوگوں کو اس بات کا جب علم ہوا تو انہوں نے احتجاج کیا کہ ایسا کیوں سوچا گیا اور ایسا پلان کیوں بنایا گیا۔ مقامی اخبار میں اس حرکت کے خلاف خطوط بھی شائع ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں:

”اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کیلئے

تیار کئے ہیں۔ مجھے اُس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اس میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کروں اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کے تسلی پانے کیلئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں اور میری تائید میں عجیب کام دکھلائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رو سے صادق کی شناخت کیلئے اصل معیار ہے مجھ پر کھولے ہیں اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔'' (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۱)

نیز فرمایا:

''خدا تعالیٰ کا آئینہ میں ہوں۔ جو شخص میرے پاس آئے گا اور مجھے قبول کرے گا وہ نئے سرے سے اس خدا کو دیکھ لے گا جس کی نسبت دوسرے لوگوں کے ہاتھ میں صرف قصے باقی ہیں۔'' (نزول مسیح صفحہ ۸۴)

میری ایک رویاءاوراس کی تعبیر۔مسجد بشارت

Poertollano میں میں نے ایک پہاڑی پر جگہ بنائی ہوئی تھی۔سنت نبویؐ کے مطابق میں وہاں جا کر دعا کیا کرتا تھا۔ایک دن واپس آیا تو بہت جذب محسوس ہوا۔رات کو رویا میں میں نے دیکھا کہ ایک جگہ ہے۔وہاں سے لیکر دریا کے پل تک میں نے ایک قالین بچھایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں۔میں پل پر کھڑا ہو کر انتظار کر رہا ہوں تو قریب تشریف لا کر مجھے میرا نام لیکر فرماتے ہیں ''اقبال خوب تیاری کرو'' اور آسمان کی طرف اشارہ کر کے اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی بلند کرتے ہوئے کہتے ہیں ''اس سے پہلے کہ وہ وقت آئے اپنے جسم کو خوب بھگولو'' پھر منظر بدل جاتا ہے اور میں واپس اس اونچی جگہ پر آجاتا ہوں اور بارش برسنی شروع ہو جاتی ہے اور میں اس میں اپنے جسم کو بھگو رہا ہوں۔مگر موسلا دھار بارش ہے جو سب طرف پڑ رہی ہے۔

نقشـــــه

یہ نقشہ اور یہ خواب میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کو لکھ کر بھجوا دی۔ پھر جب میں واپس پاکستان آ گیا اور میرے بعد مسجد بشارت پیدرو عبد کی جگہ خرید کی گئی تو مکرم مولوی صاحب نے جب میں دوسری دفعہ آیا تو مجھے بتایا کہ کئی زمینیں حضور کی خدمت میں پیش کی گئیں تھیں ہر دفعہ کہہ دیتے ''یہ وہ نہیں ہے''۔

جب پیدرو عبد والی زمین پیش کی گئی تو فرمایا کہ ''یہ لے لو یہ وہ ہے'' پھر آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ ''یہ زمین نہ میں نے پسند کی ہے نہ کسی اور نے پسند کی ہے بلکہ یہ میرے خدا نے پسند کی ہے۔اور مسجد کا نام بھی مسجد بشارت رکھا''۔

چنانچہ ستمبر ۱۹۸۰ء میں میں پاکستان سے دوسری بار سپین آیا تو قرطبہ مشن کا میں نے چارج لیا اور مسجد بشارت کی تعمیر ابھی شروع نہیں ہوئی تھی چھ ماہ سے مزدوروں کی ہڑتال چل رہی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ یہاں تشریف لا کر سنگ بنیاد تو اس مسجد کا رکھ گئے تھے۔ چنانچہ پھر مزدوروں کی ہڑتال ختم ہو گئی تو دعا سے اس مسجد کی تعمیر شروع کرا دی گئی۔

میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک غیر معمولی سلوک

میری خالہ جان نے میری پرورش میں غیر معمولی حصہ لیا تھا اور میرے ساتھ انہوں نے بہت محبت کا سلوک فرمایا تھا۔ میرے لئے وہ والدہ کی طرح تھیں۔ میری والدہ میرے جامعہ کے آخری سال میں یعنی ۲۲ جولائی ۱۹۷۰ء کو ۴۴ سال کی عمر میں فوت ہو گئی تھیں۔ چنانچہ نانی اور والدہ کے بعد آپ میرے لئے بڑا سہارا تھیں۔ مالی طور پر بھی آپ میری بڑی مدد کیا کرتی تھیں۔ سپین جانے سے قبل اپنا مکان واقع دارالرحمت وسطی بھی آپ نے مجھے ھبہ کر دیا تھا اور وہ مجھ سے بہت راضی تھیں لیکن جب مجھے ابھی سپین گئے ہوئے سات آٹھ ماہ ہی ہوئے تھے تو وہ ۱۲ اگست ۱۹۷۴ء کو بوجہ عارضہ کینسر وفات پا گئیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ آپ کے ساتھ ایک خاص تعلق کی وجہ سے اور آپ کی تجہیز و تکفین میں شامل نہ ہو سکنے کی وجہ سے کافی صدمہ محسوس کر رہا

تھا دیار غیر میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی محبت ہی تھی جو میرے لئے سہارا بنی۔

اے محبت تو عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو کر فرماتے ہیں:

قربانِ تست جانِ من اے یارِ محسنم
بامن کدام فرق تو کردی کہ من کنم
ہیچ آگی نبود و عشق و وفا مرا
خود ریختی متاعِ محبت بدامنم

میں میڈرڈ میں آٹھویں منزل پر ایک کمرہ میں اس وقت رہ رہا تھا اور چھیویں منزل میں مشن ہاؤس تھا تین دن سے میں باہر نہیں گیا تھا۔ تین دن تو افسوس کرنا جائز ہے۔ بوجہ وفور جذبات میرے لئے مشکل تھا کہ میں کسی کا سامنا کرسکتا۔

خیر تیسرے دن میں نے رویاء میں دیکھا کہ ایک فرشتہ آیا ہے اور چاندی کی طشتری میں دو انگوٹھیاں رکھی ہیں۔ وہ میرے سامنے کرتا ہے اور کہتا ہے اس میں سے اپنی اٹھالوں۔ ایک انگوٹھی جس پر **اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ** لکھا تھا وہ انگوٹھی دائیں ہاتھ سے اٹھا کر میں نے اپنی انگلی میں پہن لی اور کہا کہ یہ ہے میری انگوٹھی۔ اس کے بعد جب آنکھ کھلی تو طبیعت میں اتنا سکون تھا کہ جس کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کبھی کوئی ضرورت پیدا ہوئی ہو اور وہ پوری نہ ہوئی ہو۔ **الحمدللہ علیٰ ذالک**۔

پہلی بار ایک سپینش نمائندہ کی جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت

خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ کی خدمت میں تحریر کیا کہ امسال سپین سے احمدی نمائندہ کی شمولیت کی اجازت مرحمت فرماویں۔ کیونکہ آج تک کبھی کوئی سپین کا نمائندہ جلسہ سالانہ میں شامل نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ حضور پرنورؒ نے اجازت مرحمت فرمائی اور مکرم عبدالرحمن کلیمنتے اور مکرم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر جا کر ۱۹۷۶ء کے جلسہ سالانہ میں شریک ہوئے۔

چنانچہ کلیمنتے عبدالرحمن صاحب کا ایک انٹرویو خالد رسالہ کے فروری ۱۹۷۷ء میں زیر عنوان ''ایک سپیشن نمائندہ'' یوں شائع ہوا:

''مسٹر عبدالرحمن کلیمنتے مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر کے ساتھ سپین کے نمائندہ کے طور پر آئے ہیں۔ آپ میڈرڈ کے ایک خالص سپینش ہیں۔ آپ نے ۱۲ سال قبل احمدیت قبول کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے سنڈے مارکیٹ Rastro میں کرم الٰہی صاحب ظفر ملے جہاں وہ عطر فروخت کرتے تھے اور تبلیغ بھی کرتے تھے۔ میری توجہ ان کی طرف مبذول ہوئی اور میں چھ سات سال تک اسلام واحمدیت کا لٹریچر مطالعہ کرتا رہا۔ پھر میں احمدیت میں داخل ہوگیا۔ مجھے اردو یا انگریزی زبان تو نہیں آتی تھی لیکن محبت کی زبان نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ میں اپنے ہر طرف پیار ومحبت ہمدردی ومسرت کو پاتا ہوں۔ ۱۹۷۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ اپنے دورہ کے دوران سپین تشریف لائے تھے۔

مجھے وہی آپ کی محبت یہاں کھینچ لائی ہے۔ اب تو میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس بات کو دیکھ لیا ہے کہ احمدی تو صرف اور صرف محبت کے پتلے ہیں۔ تھوڑے سے وقت میں میرا اتنی محبت اور اعلیٰ اخلاق سے رشتہ قائم ہوا ہے کہ جسے بھلا دینا اور اپنے ذہن سے نکال دینا کبھی بھی میرے لئے ممکن نہ ہوگا۔

آپ نے ربوہ کے شہر کے متعلق کہا: یورپ کے شہروں کی طرح تو نہیں ہے مگر جو سکون اور اطمینان اور مسرت اور مسکراہٹیں یہاں پر ہیں وہ سپین کے کسی شہر میں بھی نہیں ہیں۔

جلسہ سالانہ کی تیاریاں بہت عمدہ ہیں اور جو خدمت کرنے والے ہیں وہ بھی بڑے اعلیٰ ہیں جبکہ ان کی خدمت سب رضا کارانہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ سب مجھ سے بہت بہتر ہیں اور میں سب سے زیادہ گیا گزرا ہوں۔ آخر میں آپ نے کہا کہ سب کا میں بہت مشکور ہوں کہ سب للّٰہی مقاصد کے پورا کرنے میں مصروف ہیں۔ میں سب کا دل کی گہرائیوں سے مشکور ہوں۔"   (خالد فروری ۱۹۷۷ء)

اُس زمانے کی اپنی چند سپینش نظموں کا ترجمہ

...آنسو...

تم کتنے محبت کرنے والے ہو اور تمہاری نصائح بھی بظاہر کتنی اچھی ہیں
تم کیا جانو کہ جو آنسو میری آنکھوں سے نکلتے ہیں
وہ میری روح کے اندر سے پھوٹتے ہیں
وہ میرے احساسات کے بخارات ہیں
اِن ہی سے تو میں سکون پذیر ہوں
یہی میری روح کے سمندر میں موجود رہتے ہیں
جیسے سمندر اپنے اندر محفوظ رکھتا ہے
بادلوں کے آنسوؤں کو
خوبصورت سیپیوں میں
مجھے پھر بتاؤ تو سہی؟
کیا وہ ہی موتی نہیں بن جاتے!
جو بیش قیمت بھی ہوتے ہیں اور خوبصورت بھی
جو بازوؤں میں چمکتے ہیں اور ہاروں میں دمکتے ہیں
جو انگوٹھیوں میں محبت کی نشانیاں بن کر چمکتے ہیں
مجھے ان آنسوؤں کے ساتھ ہی رہنے دو
مجھے اس طرح ہی خدمت پر کمر بستہ رہنے دو

یہ ایک خوبصورت درد ہے

یہ ایک خوبصورت لذت ہے

ان کی وجہ سے ہی تو میرا اللہ مجھ سے پیار کرتا ہے

کیا یہ عارضی خوشیاں آنی جانی نہیں؟

میں تو ایک مستقل نوعیت کا خزانہ تمہیں دینا چاہتا ہوں

اسی لئے تو میں یہ سب کچھ کرتا ہوں

اگر بادل روئیں نہیں تو موتی کہاں سے آئیں

پس تمہاری نصائح تو سر آنکھوں پر

پر انہیں میری روح کے سمندر میں غرق رہنے دو

شکریہ ہزاروں بار شکریہ

کتنے اچھے ہو تم اور یہ تمہاری نصائح

مگر..................

...اُمیدِ محبت...

یہ سیاہ رات اور میری تھکی ہوئی آنکھیں

میرا پردرد جسم اور چور چور روح

میرا شکستہ قلب

جیسے کسی بچے نے پھول کو مسل دیا ہو

وہ کتنا بے علم بھی ہے اور معصوم بھی

نہ وہ دل کی بات بتا سکتا ہے نہ اس کی زبان کوئی سمجھ سکتا ہے

پر کون انہیں جانتا ہے؟

کیا وہ تتلیاں جو پھولوں کو بے ساختہ چومتی پھرتی ہیں؟

وہ ایک نابینے کی طرح اپنی بے ساختہ محبت میں گم ہیں!

مگر دل کی زبان تو وہی جانتا ہے

جو بینا ہے اور عالمِ بالا کے در کھٹکھٹاتا ہے

آنکھیں ایک ہی زبان سے کلام کرتی ہیں

دل اس کے راز اور روح کو سمجھتا ہے

آنکھیں پھر بولنے لگتی ہیں

ان بہروں کو سنانے لگتی ہیں

وہ جانتی ہیں کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں اور کیا پیش کر رہی ہیں

ایک اُمید لئے ہوئے اور صرف ایک اُمید محبت!

...ہمیشہ کی زندگی...

ہمیشہ کی زندگی کیا ہے؟

کیا آرام و آسائش؟

کیا روح کے خوابوں کی تعبیر!

کیا بہار کے گل ہائے رنگا رنگ

یا کیا کانٹے یا خون آلود شکستہ دل

میرے دوست!

ہمیشہ کی زندگی کیا ہے

یہ نہیں ہے نام ناچ گانے اور عیاشی کا

خدا کا پیار پالیا جس نے

ہمیشہ کی زندگی اسی کی ہے

یہ ایک بھڑکتی ہوئی آگ نہیں

جس میں تو سب کچھ جلا کر خاکستر کردے

یہ ایک قلبی تپش ہے

یہ ایک گرم جوشی ہے

یہ ایک فنا ہے

ایک بقا کیلئے

ایک لقا کیلئے

اللہ ہی تیرا اکیلا معشوق ہے

کر کچھ اس کو پانے کیلئے

یہ راہ اتنا آسان بھی نہیں

یہ موت ہے

ایک زندگی کیلئے

ایک بیداری ہے

سب کچھ پالینے کیلئے

اللہ کی ذات کا عرفان

اسی پر فقط ایمان

وہ ہی معشوق ومہربان

اوراس کے سوا سب کچھ فانی ہے

یہ ہے ہمیشہ کی زندگی اور یہ لافانی ہے

...محبت الٰھی...

ایک شب ایک صدی

ایک دن ایک زمانہ

زمانۂ لافانی

کیا ہوا؟

نا قابل بیان ہچکیاں ہیں

نا قابل شمار سسکیاں ہیں

آنسو خون آلود

شکستہ دل

اور

محبت

کچھ لو تو کچھ دو بھی نا !

صدا گام زن رہو

یہ نور مسلسل ہے

محبت پیہم ہے

آتشِ مسلسل ہے

ہمیشہ بھڑکائے رکھنے کیلئے

جب یہ آگ لگ جائے تو بجھانا بھی مشکل ہے

یہ تو ایک تحفہ ہے

اسے کھو دینا بھی مشکل ہے

کیسے کھو دوں میں اسے

میرے لئے تو ناممکن ہے

اے آتشِ مسلسل

اور محبت پیہم کہ یہ تیرا تحفہ ہے

مونا میری بیٹی

عزیزہ ربیعہ رانا میری بیٹی ستمبر ۱۹۷۳ء میں پیدا ہوئی اور میں سپین جنوری ۱۹۷۴ء میں پہنچا۔ چنانچہ میں اسے ۴ ماہ کی چھوڑ کر آیا تھا۔ یہ جو نظم ہے اس سے معلوم ہوگا کہ ایک مبلغ جب اپنے بیوی بچوں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑ کر آتا ہے تو یہ ایک غیر معمولی قربانی ہوتی ہے اور اس وقت اس کے کیا جذبات ہوتے ہیں۔ جب دوسری بار سپین ۱۹۸۰ء میں آیا تو تب تو میرا بیٹا عزیزم محمود اقبال بھی تھا جسے ہم پیار سے مانی کہتے ہیں۔ وہ بھی تقریباً ۲ سال کا تھا۔ تو پڑھیئے:

میری بیٹی میری مونا

میں تمہیں بہت یاد کرتا ہوں

میری پیاری اور خوبصورت

تمہیں میں اکثر خوابوں میں دیکھتا ہوں

اور ہزاروں بار تمہیں پیار کرتا ہوں

تم میری تتلی ہو

تم تو مارگریٹ کا پھول ہو

میری بیٹی میری مونا

تم میری اکلوتی بیٹی ہو

میں تمہیں بہت پیار کرتا ہوں

اور دل ہی دل میں بہت چاہتا ہوں

تم تو ایک پیار کی مہک ہو

تمہارے بغیر تو کوئی خوشی نہیں

تم بن میں بہت تنہائی محسوس کرتا ہوں

دردِ محبت بھی کیا چیز ہے

تم جب میری باہوں میں سو جاتی تھیں

اور سوتے سوتے ہنستی تھیں

میری مونا میری پیاری بیٹی

تم تو ایک شہد کا چھتہ ہو

تمہارا منہ اور تمہاری پیشانی

جیسے ایک وفادار شہد کی مکھی

تمہاری تصویر تک پہنچ جائے

جو پھولوں کی ایک شاخ ہو

اور بہت عمدہ خوشبودار ہو

مونا میری بیٹی

چھوٹی اور پیاری سی

تمہیں کیا پتہ! میں کتنا تمہیں چاہتا ہوں

تمہیں پر تو میں مرتا ہوں

تم صبح صبح اُٹھا کرتی تھیں

اور کتنے پیار سے دیکھا کرتی تھیں

تمہارا چہرہ کتنا پیارا تھا

اور بال تمہارے جیسے کوئی دمدار ستارہ ہو

تم مجھ سے سویٹس لیا کرتی تھیں

جو میں تمہیں دیا کرتا تھا

تم میری اکلوتی بیٹی ہو

میرے باغ کا پہلا پھول ہو

بلکہ پلھواڑی ہو

تم میری پیاری ہو

تم مونا میری بیٹی ہو

تم کیا جانو میں تم بن کتنا اداس ہوں

مونا میری بیٹی

خدا تمہیں ہمیشہ، خوش وخرم رکھے۔ آمین

میری سپین سے واپسی

تقریباً ساڑھے تین سال بعد سپین سے بذریعہ انگلستان و ہالینڈ واپسی کا پروگرام بنایا گیا۔ انگلستان کی پہلی مسجد فضل، جس کا سنگ بنیاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۱۴ء میں رکھا تھا، دیکھی۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم یہاں کے امام تھے۔ انہوں نے بڑی شفقت سے اپنے گھر مجھے رکھا جہاں آج کل حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہائش ہے اور بڑی مہمان نوازی کی اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

یہاں سے ہوتا ہوا ہالینڈ پہنچا، جہاں میرے دوست مکرم ناصر احمد شمس صاحب مبلغ تھے انہوں نے بھی خوب سیر کرائی اور مہمانوازی کی ۔ اللہ انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے

آمین۔ ۲۶/اپریل ۱۹۷۷ء کولاہور کے ایئرپورٹ پر اُترا۔

مکرم فائبر قیصر صاحب آف بارسلونا نے آتے ہوئے اپنی کتاب Jesus Viveoy murio en cachamira اپنے دستخطوں سے مجھے بھجوائی تھی۔اس کتاب کے سلسلہ میں میں نے بھی انہیں مدد دی تھی۔لندن میں محمود حال میں ایک جلسہ سیرت النبیؐ ہوا تھا جس میں خاکسار کو شمولیت کا موقع ملا۔حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیرت النبیؐ پر انگریزی زبان میں ایک بڑی ہی ایمان افروز تقریر فرمائی تھی۔خاکسار نے یہ کتاب انہیں بھی دکھائی تھی جس کا انہوں نے فوراً چلتے چلتے ترجمہ کردیا کہ Jesus lived and died in Kashmir۔خاکسار نے اپنے لئے دُعا کی درخواست بھی کی۔

یہ کتاب میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کی۔یہ کتاب اب اُردو میں بھی ترجمہ ہوچکی ہے۔ایک کتاب سرینگر یونیورسٹی کے آثارِ قدیمہ کے انچارج مکرم پروفیسر حسنین صاحب نے بھی لکھی تھی۔چنانچہ آپؓ نے ۱۹۷۸ء میں صلیب کانفرنس لندن کا پروگرام بنایا،جس کی خبریں دنیا کے سب بڑے بڑے ممالک کے اخبارات نے دیں۔جس میں ان دوحضرات نے بھی اپنا اپنا مقالہ پڑھا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا انعام
مربی ضلع شیخوپورہ کے طور پر تقرری

ازراہ شفقت مکرم سیکرٹری صاحب حدیقۃ المبشرین تین ماہ کی رخصتوں میں ہر ماہ مجھے بلواتے رہے۔اس طرح حضور رحمہ اللہ تعالیٰ بلوا کر عاجز کو ملاقات کا شرف عطا فرماتے رہے۔ آپ میرے سپین کے کام پر خوش تھے اور مجھے انعام دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ مجھے یہ انعام ملا کہ خاکسار کو مربی ضلع شیخوپورہ مقرر فرمایا گیا۔ضلع میں چھ مربی اور میرے ساتھ مقرر فرمائے ۔ جو اب ماشاء اللہ بڑی ذمہ داری کے کام سرانجام دے رہے ہیں۔مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب بھی ان میں سے ایک تھے جو آج کل مفتی سلسلہ ہیں۔

میں نے دیکھا کہ Table Talk کا زمانہ آ گیا ہے چنانچہ ہمارے ضلع کے امیر مکرم چوہدری انور حسین صاحب مرحوم نے جمعرات کو ضلع سے چار پانچ سو افراد کو اکٹھا کر کے ربوہ لے جا کر حضور کی ٹیبل ٹاک کیلئے پیش کرنا شروع کیا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ سلسلہ پنجاب اور سندھ اور دوسرے ضلعوں اور صوبوں تک وسیع ہو گیا۔ جو لوگ ملاقات کے لئے آتے تھے ان میں سے دس فیصدی ایک اندازے کے مطابق بیعت کر لیتے تھے اور اس طرح سے میرے عرصہ قیام کے دوران از جولائی ۱۹۷۷ء تا ستمبر ۱۹۸۰ء کوئی ۱۰۵۰۰ افراد صرف ضلع شیخوپورہ میں حلقہ بگوش احمدیت ہوئے ہوں گے۔ضلع شیخوپورہ کے نومبائعین میں سے چند ایک کے ایمان افروز حالات یہاں تحریر کرنا بھی بہت مفید ہوگا۔

نومبائعین کی تائیدا ورنصرت الٰہی

(ا)۔مکرم رمضان علی صاحب جیولر شیخوپورہ اہل حدیث کے لیڈر تھے اور ان کے چار بھائی تھے۔۵۰۰ کا یہ کنبہ ان کے زیر سایہ تھا۔

انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اور آپؐ نے فرمایا کہ یہ ہمارے مہدی ہیں۔اسی طرح ان کی بزرگ والدہ صاحبہ نے بھی رؤیا دیکھی۔تب وہ جو صبح کو جماعت احمدیہ کے خلاف جلوس کی راہنمائی کرنے والے تھے،توبہ کر کے جماعت میں داخل ہوگئے۔اس کے بعد ۲ سال تک کئی قسم کے کاروباری بائیکاٹ برداشت کئے۔انہوں نے مجھے خود بتایا کہ شہر کے علماء میری دوکان پر آکر مجھ سے سوال و جواب کرتے رہتے۔احمدیت کے متعلق میں نے کوئی مطالعہ تو کیا ہوا نہیں تھا کہ انہیں جواب دیتا۔اللہ تعالیٰ نے میری اسطرح مدد فرمائی کہ کشفی طور پر میری آنکھوں کے سامنے جواب کی پٹی سی چل پڑتی تھی میں اسے پڑھتا جاتا تھا اور میری طرف سے جواب ہو جاتا تھا۔یہ سلسلہ ۲ سال تک جاری رہا یہاں تک کہ میں خود جواب دینے کے قابل ہو گیا۔

(ب) چک چٹھہ کے مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب احمدیت میں داخل ہوگئے۔ان سے ان کی اہلیہ صاحبہ نے مکمل بائیکاٹ کر لیا کہ کھانا پکائیں اور چارپائی بستر ا بھی علیحدہ کر لیا۔یہ خود بیٹھک میں سوتے تھے۔ایک دن عجیب ماجرا ہوا کہ اندر کمرہ میں سے اہلیہ کے چیخنے چلانے کی آوازیں بلند ہوئیں جبکہ چوہدری صاحب نے پوری تسلی کر لی کہ کنڈیاں لگی ہوئی ہیں اور باہر سے کوئی داخل نہیں ہوا۔چنانچہ صبح اہلیہ صاحبہ نے چوہدری صاحب کا ناشتہ تیار کیا اور خود لے کر آئیں اور چوہدری صاحب نے دریافت کیا کہ آج یہ انقلاب کیسا ؟ تو کہنے لگیں رات ایک فرشتہ ظاہر ہوا تھا اور اس نے مجھے میرے رویے کی وجہ سے سونٹیوں سے مارا ہے۔ہاتھوں اور کمر پر پڑے ہوئے نشان بھی دکھائے۔اس بات کی اطلاع انہوں نے مکرم امیر صاحب ضلع

چوہدری انور حسین صاحب مرحوم کو دی تو انہوں نے شیخوپورہ سے لجنہ کے نمائندوں کو بھجوایا تا کہ وہ خود عینی شاہد بن جائیں۔

(ج) آنبہ کالیہ کے مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ تھے۔ انہوں نے بنجر زمین لیکر محنت کر کے اسے بہت زرخیز بنالیا تھا اور ان کے کزن چاہتے تھے کہ ان کی نرینہ اولاد تو ہے نہیں وہ کسی طرح ان کی زمین اونے پونے لیکر قبضہ کر لیں اور دباؤ ڈال رہے تھے کہ وہ یہ زمین اسی قیمت پر انہیں بیچ دیں جس سستے داموں انہوں نے خریدی تھی۔ مکرم امیر صاحب ضلع نے مجھے فیصلہ کرنے کیلئے بھجوایا۔ میں نے بیانات سنے تو ایک خادمِ سلسلہ پر ناجائز دباؤ دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔ میں نے یہ ہی فیصلہ کیا کہ رائج الوقت قیمت پر اگر صلاح الدین صاحب بیچنا چاہیں تو آپ لوگ ان کی زمین خرید سکتے ہیں اگر بیچنا نہ چاہیں تو ناجائز دباؤ نہیں ڈال سکتے۔ میں نے مکرم صلاح الدین صاحب کو کہا کہ آپ دوسری شادی کر لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نرینہ اولاد عطا فرمائے گا اور آپ کے کزن آپ پر دباؤ ڈالنے سے رک جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے میری بات پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اولاد نرینہ سے نوازا اور بعد میں میں نے ان کے بیٹے دیکھے تو مولا کریم کے شکرانے اور حمد سے دل لبریز ہو گیا۔ الحمدللہ۔

احمدیوں کے خلاف ایک ظالمانہ فیصلہ

ایک وہ وقت تھا جبکہ ذوالفقار علی بھٹو کو چند سیٹوں کی بھی اسمبلی میں اُمید نہ تھی لیکن جماعت نے ان کی مدد کی اور اُن کو اکثریت حاصل ہوگئی۔ پھر یہ ہوا کہ مولویوں کے بہکاوے میں آ کر انہوں نے ۱۹۷۴ء میں اسمبلی میں جماعت کے خلاف غیر مسلم کا قانون پاس کروایا۔ جماعت کے امام ۱۷ روز تک اسمبلی میں مناظرہ کرتے رہے بعد میں وہ تمام باتیں منصۂ شہود پر نہ آنے دی گئیں۔ جن کے متعلق کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اگر وہ شائع ہوگئیں تو سارا پاکستان احمدی ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسمبلی سیاسی مقاصد کیلئے ہوتی ہے کسی کے مذہب کے متعلق فیصلہ کرنا

اسمبلی کا کام نہیں ہوتا۔

ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے اور مذہبی آزادی کا بھی یہ تقاضہ ہے کہ ہر ایک جو اپنا مذہب بیان کرے وہ اس کا مذہب سمجھا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا اکراہ فی الدین مذہب میں کسی قسم کا جبر نہیں۔ جب اس حکم کو نظر انداز کیا گیا تو انی مھین من ارادا اھانتک اور کلب یموت علی کلبٍ کی وعید پوری ہوئی اور جنرل ضیاء الحق نے ان کا تختہ اُلٹ دیا۔ ملک میں ڈکٹیٹر شپ قائم کردی گئی لیکن وہ بھی مولوی کے بیٹے تھے۔ مولویوں کے نرغے میں آ گئے۔ ایک طرف ان کے ہاتھ سے ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی کا سامنا ہوا اور احمدیت کی صداقت پر مہر لگ گئی اور بھٹو صاحب کے بدانجام سے بھی انہوں نے جب نمونہ نہیں پکڑا اور احمدیوں کے خلاف ۲۰ ویں ترمیم کی کلہاڑی چلادی تو وہ بھی پکڑے گئے اور جہاز کے حادثے کا شکار ہو گئے۔ اور ہوا ہی میں جل کر خاک ہو گئے۔ کتب اللہ لا غلبن انا و رسلی کے تحت دنیا میں اپنے وجود کی تباہی سے احمدیت کی سچائی کا ثبوت دے گئے۔ دراصل ضیا الحق صاحب اس بات سے خائف ہو گئے تھے کہ حضور کی Table Talk میں شمولیت کا جو سلسلہ چل نکلا ہے اور جو دھڑا دھڑ بیعتیں ہر جگہ یہاں وہاں ہونے لگی ہیں یہ انہیں قبول نہ تھا۔ اپنے تئیں انہوں نے احمدیت کی ترقی کے سامنے بند باندھنا چاہا اور یہ بھول گئے کہ انبیاء اور ان کے سلسلوں کے آگے فرعون اور ہامان ابوجہل اور ڈوئی، آتھم اور بٹالوی اور ذوالفقار علی بھٹو جیسوں کی مجال نہ ہوئی کہ وہ کوئی بند بنا سکیں۔

کسرِ صلیب کانفرنس کی کامیابی اور سپین میں مسجد بشارت کا سنگِ بنیاد

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ دو تین چار جون ۱۹۷۸ء کو لندن میں بڑی کامیاب کسرِ صلیب کانفرنس ہوئی۔ کسرِ صلیب کا زبردست مظاہرہ ہوا۔ دنیا کے اخبارات نے بھرپور رپورٹنگ کی۔ حضرت کاسرِ صلیب علیہ السلام نے اپنی کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ ۝ (المومنون:۵۱) کے متعلق جو حقائق خدا تعالیٰ سے خبر پا کر لکھے تھے اس کا بول بالا ہوا۔

ایک جمعرات کو ہم لوگ شیخوپورہ سے ملاقات کیلئے گئے تو حضورؒ نے ایک اخبار کا اندرونی ورق مجھے دیا کہ ترجمہ کر کے لاؤ۔ اسے پڑھ کر میں یہ سمجھا کہ کسی علاقے کی بگڑی ہوئی سپینش ہے۔ میں نے ترجمہ کیا اور حضورؒ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ فرمانے لگے، یہ تو برازیل کی پرتگالی تھی تم نے کیسے ترجمہ کر لیا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ زبانیں لاطینی زبان سے نکلی ہیں۔ جسے ان میں سے ایک آتی ہو تو دوسری زبانوں کا سمجھنا اس کیلئے آسان ہو جاتا ہے وہ بہت خوش ہوئے۔ تقدیر میں شاید یہ اسی دن میرے آئندہ برازیل جانے کا فیصلہ ہو گیا تھا۔ و باللہ توفیق۔

جرنل فرانکو صاحب نے سپین میں تقریباً ۳۵ سال ڈکٹیٹر شپ کی اور رومن کیتھولک مذہب کو آپ نے پوری طرح سپورٹ کیا۔ اور مسلمانوں کو کوئی مراعات نہ دیں۔ ان کی حکومت نے میرے ایک مضمون کی اشاعت پر بھی بہت برا منایا تھا۔ آخر ہر عروج را زوالِ۔ ان کی وفات ہو گئی۔ پھر ملک میں جمہوریت نافذ کی گئی۔ مذہبی آزادی دی گئی اور جماعت نے بھی اپنی پہلی مسجد کیلئے جو ۷۰۰ سو سال بعد یہاں تعمیر ہونی تھی، زمین خرید لی۔

مجھے مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر نے بتایا کہ جب بھی کوئی زمین پیش کی جاتی، فرما دیتے کہ یہ وہ نہیں ہے۔ جب مسجد بشارت پیدرو آباد والی زمین پیش کی گئی تو فرمایا کہ ''ہاں یہ لے

لو، یہ ہی وہ ہے''۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خاکسار نے جو رویاء Poertollano میں دیکھی تھی جس میں ایک اُونچی زمین دیکھی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت ہوئی تھی اور آپ نے عاجز کو چند نصائح فرمائی تھیں وہ حضور کے پیش نظر تھیں۔ پھر آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ یہ زمین نہ میں نے پسند کی ہے نہ کسی اور نے۔ یہ میرے مولا نے پسند فرمائی ہے۔سبحان اللہ۔

آپؒ نے ۹ را کتوبر ۱۹۸۰ء کو بنفس نفیس پیدروعبد میں جا کر مسجد بشارت کا سنگ بنیاد رکھا اور اس وقت تمام قصبہ میں ایک خوشی کا سماں تھا۔تمام دنیا سے جماعت احمدیہ کے نمائندگان نے اس میں شرکت کی۔ یہ عید کا سماں کیوں نہ ہوتا کہ اس کے ساتھ ہی سپین میں اِسلام کی نشاۃ ثانیہ کا اہتمام ہورہا تھا۔خاکسار نے کئی مضمون جماعتی اخبارات ورسالہ جات میں لکھے اور جب میں نے جگہ کے متعلق تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ وہ جگہ ہے جسے اس وقت چھاونی بنایا گیا تھا۔جس وقت قرطبہ پر عیسائی فوجوں نے حملہ کیا تھا یہاں سے اُٹھ کر انہوں نے حملہ کیا تھا جو زوال قرطبہ کا باعث ہوا پادری پیدرو عبد نے جو اس عبدیہ (یعنی حلقہ) کے پادری تھے، یہاں Monastery بنائی اور اس جگہ کو محفوظ کرلیا۔ اس جگہ کا نام پیدروعبد ہے، آباد نہیں ہے کیونکہ عربی کے الفاظ اس وقت آزادانہ طور پر استعمال ہوتے تھے۔ چنانچہ عربی کے عبد کو انگریزی میں ایبٹ ترجمہ کیا جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے اسی جگہ کو چنا۔جس جگہ سے ماضی میں اُٹھ کر اسلامی حکومت پر قرطبہ میں حملہ کر کے اُسے ختم کیا گیا تھا، **الایام نداولھا بین الناس** ۔اب انشاء اللہ وہ وقت آنے والا ہے جب اسلام سپین تو کیا دنیا کے تمام ممالک کے لوگوں کے دلوں پر حکومت کرے گا۔

خاکسار کی دوسری بار سپین روانگی

تاریخ دبے پاؤں ایک نئے دور میں داخل ہو چکی تھی۔ سپین کی تاریک فضاء میں روشنی کی کرن پھوٹی۔ دراصل سپین کی زندگی میں ایک خاموش انقلاب آیا۔ شاید اہل سپین کو احساس نہیں۔ یہ روحانی انقلاب نا قابل یقین اور حیران کن اثرات مرتب کرے گا۔ یہ انقلاب سپین میں ہر شخص کو ضمیر و مذہب کی آزادی عطا کئے جانے کا اعلان تھا۔ اس اعلان کے کچھ عرصہ بعد ہی ایک فرشتہ سیرت مقدس وجود نے جس کے چہرے سے نور کی کرنیں پھوٹتی تھیں ہزاروں میل دور سے آکر ساڑھے سات سو سال بعد ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھ دیا۔ یہ آپ کی دس سال قبل کی متضرعانہ دعاؤں کو قبولیت کا شرف حاصل ہو رہا تھا کہ اہل سپین کیلئے مذہبی آزادی کے حالات پیدا کر دیئے گئے تاکہ ان کے دلوں کو خدائے واحد اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے فتح کیا جا سکے یہ عظیم جہاد اب ایک اہم مرحلے میں داخل ہو چکا تھا۔

آپ نے یہاں طارق کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی تھی اور آپ کو الہام ہوا تھا

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔ (الطلاق: ۴)

وہ وہاں سے عطا فرمائے گا جہاں سے گمان بھی نہیں ہوگا۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو (وہ جان لے) کہ وہ ہی اس کیلئے کافی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے مقصد کو پورا کر کے چھوڑتا ہے۔ اور اللہ نے ہر شے کو پورا کرنے کیلئے ایک اندازہ مقرر کر چھوڑا ہے۔

آپ نے ۱۹۷۰ء میں سپین کا پہلا دورہ فرمایا اور ۹/ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو اللہ تعالیٰ نے اس متوکل انسان کیلئے مسجد بشارت کا سنگ بنیاد رکھنا ممکن بنا دیا۔ آپ صلیب کانفرنس سے تشریف لائے تو خاکسار کی تقرری دوبارہ سپین کیلئے فرمائی۔ اور خاکسار فروری ۱۹۸۱ء میں

دوبارہ سپین پہنچ گیا۔

دُعا کے ساتھ تعمیر مسجد کا کام شروع ہوا جو مزدوروں کی ہڑتال کی وجہ سے ابھی تک شروع نہ ہوسکا تھا۔ یہ تعمیر مسجد کا کام شروع ہوگیا تو خاکسار مکرم عبدالستار خان صاحب کو جو واپس پاکستان جارہے تھے، میڈرڈ تک الوداع کہنے گیا۔ جہاں مجھے مکرم محمد امین صاحب مرحوم کے گھر موستولوس میں ہارٹ اٹیک ہوگیا اور پھر ان کے ہمسایہ میں ایک کمرہ لیکر کچھ عرصہ قیام کرنا پڑا۔ اللہ اس خاندان کو جزائے خیر عطا کرے، انہوں نے اس دوران میرا بہت خیال رکھا۔ ان کے بیٹے مبارک احمد صاحب آج کل جماعت احمدیہ سپین کے امیر جماعت ہیں۔

سپین میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد بشارت کی پیدروعبد میں تعمیر

خاکسار کو میڈرڈ میں تین ماہ ٹھہرنا پڑا اور پھر ڈاکٹرز کی اجازت سے میں قرطبہ واپس آگیا، جہاں تعمیر مسجد بشارت کا کام زور شور سے ہورہا تھا۔ ڈاکٹر مکرم عبدالرحمن صاحب بھٹہ نائجیریا میں خدمت بجالانے کے بعد سپین کے راستے پاکستان جارہے تھے۔ انہوں نے میرا ڈاکٹری معائنہ کیا اور ادویہ چیک کیں اور مجھے احتیاطیں بتائیں۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو جاکر مکمل رپورٹ دی۔ جس پر حضور پر نور رحمۃ اللہ کا پیغام آیا کہ مسجد تعمیر کراکر اور سپین میں اسے متعارف کراکے آنا ہے اور اپنے ڈاکٹری کاغذات بھی ساتھ لانے ہیں۔ چنانچہ مسجد کو متعارف کرانے کا کام شروع کردیا گیا اور سپین کے مختلف اخبارات اور رسالوں میں خاکسار کے گیارہ انٹرویو شائع ہوئے، جن میں سے چندایک کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

16 CAMBIO میں ملاگا کے Juan Dedios Mellado اور Sevilla کے Santiago Traver کا چار صفحے کا ایک مضمون شائع ہوا۔ معاملات کے عنوان کے تحت اندلس کی دوبارہ فتح کے متعلق انہوں نے مضمون لکھا ہے۔ شروع میں عربوں کی سپین میں واپسی کی کہانی بیان کی ہے Marbella میں ان کی کوششوں کا ذکر کرنے کے بعد Elmorabito کا ذکر کرتے

ہیں۔ یہ قرطبہ کے ایک پارک میں ایک مسجد چھوٹی سی ہے جو جنرل فرانکو نے اُن مراکشی لوگوں کے لئے بنائی تھی جو اس کی ڈکٹیٹرشپ کو قائم کرنے کیلئے اور بادشاہت کو ختم کرنے کے لئے بھرتی کر کے لائے گئے تھے۔ ان کے امام صوفی شان محمد ہیں جو کشمیری پاکستانی ہیں اور چند درجن لوگوں کے امام ہیں۔

پھر بیان کرتے ہیں کہ تیسری جماعت جماعت احمدیہ ہے یہ وہ فرقہ ہے جس کی حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان نے ۱۸۸۹ء میں بنیاد رکھی تھی۔

مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر سپین میں جماعت کے امام ہیں اور آپ عطر بنا کر فروخت کرتے ہیں اور قرطبہ میں مشن احمدیہ کے انچارج مبلغ اقبال احمد نجم ہیں جو پاکستانی ہیں اور اس وقت ان کے ساتھ ۱۸ افراد کا ایک گروپ ہے۔ اور اقبال نے جیسا کہ Cambio 16 کو بتایا کہ ہماری مسجد کا عربوں کے Petro Dollar سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ جماعت کے ممبر ۱۶ فیصدی اپنی آمدنی کا اور کچھ دسواں حصہ اپنی آمدنی کا جماعت کے کاموں کیلئے پیش کرتے ہیں۔ جسے پھر تمام کاموں کیلئے جو دنیا میں جماعت کر رہی ہے خرچ کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح انہوں نے اس مسجد کو بھی تعمیر کیا ہے جو کہ ۸۰۰ سال کے بعد یہاں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد ہے کیونکہ عربوں کی Marbella کی مسجد سے قبل اکتوبر ۸۰ میں اسکا آغاز ہو گیا تھا۔

فتوحاتِ قلوب

موجودہ خلیفہ جماعت احمدیہ کے دس ملین معتقدین کے امام ہیں۔ آپ نے اس لئے اندلس میں اس مسجد کو تعمیر کرانا چاہا کیونکہ آپ کو یہ سرزمین اچھی لگتی ہے اور یہاں کے لوگوں کو آپ بہت پسند کرتے ہیں۔ اِسلام کیلئے ان کی اہمیت ہے۔ نیز آپ نے وضاحت فرمائی کہ ہماری جماعت مذہبی جنگوں پر یقین نہیں رکھتی بلکہ لوگوں کے قلوب کو فتح کرنے پر یقین رکھتی ہے کیونکہ زمین کے فتح کر لینے سے زیادہ دلوں کو فتح کرنے کی اہمیت ہے۔ آزادانہ طور پر لوگ اس تجدید

دین کو سمجھتے ہوئے قرآن کریم پر ایمان لاتے ہیں۔ مذہب میں دل کی صفائی ضروری ہے۔ اس وجہ سے جماعت احمدیہ دیگر لوگوں سے مختلف ہے۔ وہ مسجد میں جاتے تو ہیں مگر اس مقصد کو بھول جاتے ہیں جو بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ ہماری مسجد گوادالکبیر کے کنارے پر واقع ہے۔ عربی میں اس کا مطلب ہے بڑا دریا، سخاوت کرنے والا دریا۔ اقبال نے مزید وضاحت کی کہ اس تعمیر مسجد پر جماعت احمدیہ کے دس ملین سپینش سکے خرچ آئے ہیں۔

ان کے مذہب میں بنیادی عقیدہ جو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عظیم نبی تھے جو صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ ایک منصوبہ پیلاطوس اور یوسف آریمتا میں طے پا گیا تھا اور انہیں صلیب پر سے زندہ ہی تھوڑے سے وقفہ کے بعد اتار لیا گیا تھا پھر آپ کھوئی ہوئی بھیڑوں یعنی منتشر قبائل یہود میں تبلیغ کرتے رہے اور کشمیر میں ۱۲۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے جہاں آپ کا مزار بھی موجود ہے۔

(Juan de Dios Mellada Malaga, Santiago Traver Sevilla)

نوٹ: اس مضمون کے پہلے صفحہ پر مسجد بشارت پیدروعبد کی بڑی سی فوٹو ہے اور دوسرے صفحہ پر خاکسار کی تصویر ہے جس کے عقب میں خلفاء احمدیت کی فوٹوز مشن ہاؤس قرطبہ کی دیوار پر دکھائی دے رہی ہیں اور نیچے انہوں نے لکھا ہے۔

''اقبال احمد دلوں کا فاتح مجاہد۔ دریائے کبیر کے کنارے پر''

یہاں ایک بات لکھ دوں کہ صوفی شان محمد صاحب ہمارے ہاں آتے رہے اور میں اُن کے ہاں جاتا رہا۔ اچھے آپس میں روابط قائم رہے۔ ایک دن مجھے کہنے لگے کہ میں تو کوئی عالم نہیں ہوں۔ آپ اگر مجھے عربی میں جمعہ کے لئے خطبہ لکھ دیا کریں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ میں نے کہا ٹھیک ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ نے بہت سی کتب عربی میں لکھی ہیں۔ ان میں اسلام کی بڑی عمدہ تشریح فرمائی ہے وہ اپنے خطبات میں پڑھ دیا کریں۔ کہنے لگے آپ مجھے وہ

حصہ جس میں ایسی تشریح آپ نے فرمائی ہے، اختلافی مسائل کو چھوڑ کر، دو صفحے لکھ دیا کریں۔ چنانچہ میں ان کو ایسا لکھ کر دیتا رہا۔ اُن کے جمعہ میں اکثر عرب ٹورسٹ شریک ہوتے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کا لطف لیتے رہے۔ الحمدللہ۔

۲۔ قرطبہ کے LAVOZ اخبار نے ۲۳؍اکتوبر ۱۹۸۱ء کو مسجد بشارت کے تعمیر کے متعلق مختلف آراء اکٹھی کر کے شائع کی ہیں۔ جن میں لکھا کہ یہاں کے میونسپلٹی کے Alcalde (جو عربی لفظ الکل دہ سے ماخوذ ہے) یعنی وہ قصبہ کا سب کچھ جس کے پاس کل اختیارات ہیں، اس تعمیر کے حق میں ہیں۔ آپ نے کہا کیونکہ جماعت احمدیہ مذہبی آزادی کے حق میں ہے اور ان کے ذریعہ سے گاؤں میں بہت سے ٹورسٹ بھی متوقع ہیں۔ نیز اخبار نے شروع میں مسجد کو متعارف کرایا اور اس کا محل وقوع بتاتے ہوئے کہا کہ یہ ایک ایسی جگہ پر واقع ہے کہ نیشنل روڈ نمبر ۴ پر سے صاف نظر آتی ہے اور اس کے قریب ہی سالیسیانو کالج کے راہب خانہ کے آثار پائے جاتے ہیں جو ہمارا خیال نہیں ہے کہ آئندہ اس علاقہ میں مفید طور پر کوئی خدمت کر سکے گا۔ جب یہاں کے پادری سے دریافت کیا گیا تو اس نے امام کے ساتھ تعاون کی حامی بھری کیونکہ اسلام میں بہت سی اچھی باتیں بھی پائی جاتی ہیں۔

قصبہ کے لوگوں نے مختلف آراء کا اظہار کیا ہے جو شائع کی گئی ہیں۔ یہ Antonio Peinaz کی طرف سے رپورٹ شائع ہوئی ہے اور سب سے اُوپر مسجد زیر تعمیر کی فوٹو شائع ہوئی ہے جس میں تعمیر کا کام ہو رہا ہے۔

قرطبہ کے LAVOZ اخبار کی ۸ نومبر ۱۹۸۱ء کی اشاعت سے میں اپنے اس خط شائع شدہ کا ترجمہ تحریر کرتا ہوں، جس سے ملتے جلتے مضمون پر مشتمل خط مشہور اخبارات اور رسالوں کو بھجوائے گئے تھے اور اکثر نے اس کو شائع کیا تھا۔ یہ اس لئے ضروری تھا تاکہ جو کچھ اخباروں نے چھاپا، اس سے اگر کوئی غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہو تو وہ اس کے ذریعہ سے دور ہو جائے۔

پیدروعبد کی مسجد بشارت کے متعلق

میں ۲۳ را کتوبر ۱۹۸۱ء کو LAVOZ میں چھپنے والی مسجد کے متعلق تمام آراء پر مشکور ہوں اور ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں بعض بنیادی امور کو پیش کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں اوران سب احباب کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے خوش آمدید کہا ہے۔

ا۔ یہ مسجد جو پیدروعبد میں تعمیر ہورہی ہے یہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والی مسجد ہے۔ جن کا مرکز اس وقت ربوہ پاکستان میں ہے۔

۲۔ یہ جماعت ممبران جماعت کی رضا کارانہ قربانیوں کے نتیجہ میں پھول پھل رہی ہے۔ اس کا کسی عرب ملک سے تعلق نہیں ہے جو کہ پٹرول کے مالک کی حیثیت میں مشہور ہیں۔

۳۔جیسا کہ سنگِ بنیاد کے موقع پر ہمارے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے، جو تمام مشنوں میں تبلیغ کا جھنڈا بلند کئے ہوئے ہیں، اس بات کو خوب واضح کر دیا تھا کہ تمام انسانیت کو ہم نے ایمان اور محبت میں متحد کرنا ہے اور ہمارا نصب العین ہے ’’سب سے محبت اور نفرت کسی سے نہیں۔‘‘ پس پیدروعبد کے مکین، کسی قسم کا خوف ہرگز محسوس نہ کریں بلکہ خوش ہوں کہ مستقبل میں ان کیلئے ایک نئی زندگی کا باب واہوا چاہتا ہے۔

۴۔اسلام تمام انبیاء کا احترام کرنا سکھا تا ہے اوران پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا ہے۔مثلا ابراھیم علیہ السلام، بدھ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ سب انسانوں کو ان سب کے مشترک مذہب محبت وانصاف پر جمع کریں۔

۵۔ اسلام وہ سچا مذہب ہے جس کی اخلاقی روحانی اور اعمالِ صالحہ پر مشتمل تعلیم حضرت جبرائیل کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔جس پر آپ کے ماننے والوں نے عمل کیا اور آج اس تعلیم کو، جو قرآن کریم کی صورت میں موجود ہے، ۷۰۰ ملین مسلمان پڑھتے ہیں۔

۶۔اسلام کسی ملک یا قوم کی ملکیت نہیں ہے بلکہ ایک عالمگیر مذہب ہے اوراس مذہب کے ماننے والوں کومسلمان کہا جا تا ہے۔

۷۔مسجد ایک ایسی مقدس جگہ ہے جہاں عبادت الٰہی کی جاتی ہے اسلامی تعلیم کے مطابق جب لوگ مسجد میں آجاتے ہیں تو وہ سب لوگ چاہے مسجد کے باہر بڑے چھوٹے سمجھے جاتے ہوں خدا تعالیٰ کی نظر میں سب مساوی ہوجاتے ہیں اوران کی سیاست اوران کے اختلاف سب باہر رہ جاتے ہیں۔

۸۔حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کے وہی مسیح و مہدی ہیں جن کے آنے کی خبریں سب روحانی کتب میں دی گئی تھیں۔

۹۔آخر میں ہم پیدروآباد کے سب محبت کرنے والے مکینوں کا ان کے بھرپور تعاون کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہیں اوراپنے بازوان کیلئے یہ کہتے ہوئے وا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری زمین پر برکتیں نازل فرمائے اوراللہ تعالیٰ تمہاری سب نیک مرادوں کو پورا فرمائے آمین۔

۸رنومبر ۱۹۸۱ء اقبال احمد نجم

نائب امام سپین

(مشنری انچارج مشن احمدیہ قرطبہ)

اخبار قرطبہ۔مسجد احمدیہ بشارت پیدروعبد عملاً مکمل ہوگئی ہے

اخبار CORDODA نے اپنی اشاعت ۱۱ر دسمبر ۱۹۸۱ء میں سنگ بنیاد کے موقع پر لی ہوئی فوٹو شائع کی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نماز پڑھا رہے ہیں۔تمام شامل ہونے والے احمدی خداءِ قدوس کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔

خلیفۃ المسیح جماعت احمدیہ عالمگیر اس مسجد کا افتتاح فرماویں گے

عملاً پیدروعبد کی مسجد احمدیہ مکمل ہوگئی ہے اس کی تعمیر زیادہ مہینے نہیں ہوئے جبکہ یہ شروع کی گئی تھی۔تعمیر اچھی رفتار سے ہوئی ہے۔قومی شاہ راہ نمبر ۴ پر سفر کرنے والے اس کی عمدہ جھلک دیکھ سکتے ہیں۔اس کے آرکیٹیکٹ Jose Luis Lopez نے کہا کہ ''یہ مسجد ہسپانوی لوگوں کے لئے ہے۔'' تمام ایمان داروں کیلئے اس میں داخل ہونے کی کوئی روک نہیں ہے جو خدا کے حضور دُعا کرنا چاہتے ہیں وہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیونکہ روحانی باپ تو سب میں مشترک ہے چاہے وہ عیسائی ہو مسلمان ہو یا یہودی۔آج دنیا کو پہلے سے بہت بڑھ کر دعاؤں اور عبادت کی ضرورت ہے۔ایسی دُعائیں جو کہ قادرِ مطلق تک رسائی پانے والی ہوں تاکہ وہ ہماری مدد فرمائے اور امن کی حکومت ہر جگہ قائم ہو اور تمام لوگوں کے دلوں میں محبت گھر کر جائے۔ان الفاظ کے ساتھ آئندہ ہونے والے افتتاح کی خبر دی گئی ہے۔یہ بھی بتایا گیا کہ یہ مسجد خالصۃً احمدیوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے وہ جو کہ اپنی آمدنیوں کا دسواں حصہ مذہب کی اشاعت کیلئے دیتے ہیں۔یہ مسجد سب کیلئے کھلی ہے اس شرط کے ساتھ کہ داخل ہوتے وقت اپنے جوتے اتارنے ہوتے ہیں۔

احمدی

یہ مشن احمدیہ سپین کی اپنی مسجد ہے جیسے کہ دنیا کے دیگر مما لک میں ہیں۔ جیسے جرمنی ،سویڈن ، ڈنمارک ، انگلینڈ ، امریکہ وغیرہ ، جہاں تک مغرب کا تعلق ہے۔ باقی رہا مشرق اور افریقہ تو وہاں تو ان کی مساجد ہیں ہی ۔ ظاہر ہے کہ ان کے پیش رو دس ملیئن تک پہنچے ہیں ۔ بے شک سپین میں ان کی تعداد بہت کم ہے ۔یعنی کوئی ۱۰۰ کے قریب ۔ان کا مرکز ربوہ جھنگ پاکستان میں ہے۔ان کے بانی حضرت احمد آف قادیان ہیں ۔انہوں نے اپنی زندگی روحانی کتب کے مطالع کیلئے وقف رکھی اور عبادات اور دُعاؤں میں زندگی گزاری اور خدا تعالیٰ سے الہام پاکر ۱۸۹۹ء میں جماعت کی بنیاد رکھی ۔آپ ۱۹۰۸ء میں وفات پا گئے ۔ پھر ۱۹۱۴ء تک حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفہ رہے اور پھر حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد رضی اللہ عنہ جو ۱۹۶۵ء میں انتقال کر گئے اور پھر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ مقرر ہوئے اور وہی مسجد کے افتتاح کیلئے بھی قرطبہ میں تشریف فرما ہوں گے جنہوں نے ۹/اکتوبر ۱۹۸۰ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔اور اس موقع پر آپ کا دیا ہوا نصب العین جو مسجد کے دروازے پر بھی لکھا ہوا موجود ہے یہ ہے۔کہ ''محبت سب کیلئے اور نفرت کسی کیلئے نہیں''۔

جو تزکیہ قرآن کریم نے عطا کیا ہے اس کی طرف لوٹ کر آئیں

احمدی ان اصولوں کو قائم کرنا چاہتے ہیں جو قرآن کریم نے دیئے ہیں تا کہ لوگوں میں محبت اور امن کی فضا پیدا ہو جائے اور اس طرح ہر قسم کے تشدد اور دباؤ کو ردّ کرتے ہیں جو مذہب اور عقیدہ کے اختیار کرانے کیلئے عمل میں لایا جاتا ہے بلکہ ایک سچا مومن کسی کا دشمن نہیں یہاں تک کہ اپنے دشمن کا بھی نہیں ۔ایک احمدی اور

سچے مسلمان کا فرض اولین ہے کہ وہ اس ملک کے قانون کا احترام کریں جہاں وہ رہ رہے ہیں۔ اگر قانون کی پیروی نہیں کر سکتے تو وہاں سے ہجرت کر جائیں اور وہ ملک میں ہر قسم کے فساد اور گڑبڑ کرنے سے رو کے گئے ہیں۔ مکرم ظفر صاحب سپین میں ۳۵ سال سے رہ رہے ہیں اور آپ کا مرکز میڈرڈ میں ہے۔ اور آپ عطر فروش ہیں جو وہ خود ہی تیار کرتے ہیں......

قرطبہ میں بھی کچھ احمدی ہیں اور اُن کے نائب اقبال احمد نجم یہاں کے انچارج مبلغ ہیں۔ جن کی محنت سے یہ مسجد ہماری سرزمین میں بلند ہوئی ہے۔ یہ پہلی مسجد ہے جو قرطبہ میں ۵۰۰ سال کے بعد تعمیر ہوئی ہے۔ تا انسانوں کے درمیان بھائی چارہ اور مساوات قرآن کریم کے دیئے ہوئے اصول کے تحت پیدا کیا جائے اور روحِ مسابقت پرورش پائے۔

(۱۱ر دسمبر ۱۹۸۱ء۔ اخبار CORDOBA)

قرطبہ ٹیلیویژن اور ریڈیو میں میرا Live انٹرویو

قرطبہ کے ٹی وی نے مجھے بلایا، اور ان کے نمائندے نے میرا ایک انٹرویو بھی مسجد پیدرو عبد قرطبہ کے متعلق نشر کیا جس میں تقریباً انہی امور کو بیان کیا گیا، جو اخبارات میں شائع ہوئے۔

مسجد بشارت میں پہلی عید الفطر کی تقریب اور ایک محفل سوال و جواب

مسجد بشارت کی تعمیر مکمل ہوگئی تھی اور اخبارات میں اس کا خوب چرچا تھا۔ جماعت احمدیہ قرطبہ کے ممبران نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ رمضان ختم ہونے کو ہے۔ کیوں نا ہم عید الفطر جا کر مسجد بشارت میں پڑھیں اور وہاں پر عبادت الٰہی کا آغاز اس طرح عید کی بابرکت تقریب سے دُعاؤں اور التجاؤں سے ہوجائے۔ مناسب تجویز تھی پھر بھی خاکسار نے استخارہ کیا تو دیکھا

کہ ہم کپڑے بچھا کر مسجد کے دائیں طرف عید پڑھ رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تو اس سرزمین پر عبادت الٰہی کا آغاز اپنی دعاؤں سے کر ہی چکے تھے۔ (سنگ بنیاد کے موقع پر) چنانچہ اخبارات میں یہ اعلان اور دعوت شائع کرنے کو بھجوائی گئی کہ ہم مسجد بشارت میں عید الفطر ادا کررہے ہیں جو مسلمان ہمارے ساتھ آکر عید الفطر ادا کرنا چاہتے ہیں دعوت دی جاتی ہے کہ اس موقع پر ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ ABC اور CORDOBA, ELDIARIO نے یہ دعوت شائع کی۔ چنانچہ عید کے دن قرطبہ کے چند احمدیوں سمیت جن میں عبدالکریم بائینہ اور عبد السلام مانیویل بھی تھے آگئے۔

خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں سپین میں مسجد عطا فرمائی اور رمضان المبارک کے بعد عید الفطر کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائی۔ نماز کے بعد سب نے اکٹھے ہو کر مشروبات اور پھلوں کے ساتھ ناشتہ کیا تو ۱۵۔۱۶ پادری جن کی پیدرو عبد میں کوئی اپنی میٹنگ تھی خوشی کے اس موقع پر مبارک باد دینے کیلئے تشریف لائے اور ہمارے ساتھ ملکر ہماری دعوت پر ہمارے ساتھ ناشتہ بھی کیا اور آہستہ آہستہ یہ مجلس سوال و جواب کی محفل میں تبدیل ہوگئی اور مکرم عبدالکریم بائینہ صاحب میری ہدایت کے مطابق ساتھ ساتھ لکھتے گئے بعد میں مکمل رپورٹ بنا کر اخبارات کو بھجوائی گئی جو انہوں نے بڑے عمدہ رنگ میں شائع کردی۔ چنانچہ اس کے تراشے رپورٹ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں بھجوائے گئے تو آپ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ یہ کام بہت اچھا ہوا ہے۔ جس مسجد میں عید ہوگئی وہ تو پہلی مسجد ہوگئی۔ عرب کوشش میں تھے کہ Mar Bella کے ساحلی علاقے میں بننے والی ان کی مسجد پہلی ہو جائے اور جلد جلد اس کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ نیک نامی جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی کہ ان کی مسجد کا سنگ بنیاد بھی حضورؒ نے اپنی دُعاؤں سے اور تمام دنیا سے آئے ہوئے نمائندگان کے ساتھ پہلے رکھا تھا اور یہاں پر نماز ادا فرمائی تھی اور اس مسجد میں عید اور جمعہ کی نمازیں بھی اُن سے پہلے شروع ہوگئیں۔ **الحمد للہ علی ذالک۔**

میری پاکستان میں آمد اور میرے دل کا آپریشن

میں حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے بڑی شفقت فرمائی۔ فرمانے لگے تمہیں کیا ہوا میں نے تو تمہیں ٹھیک ٹھاک یہاں سے بھیجا تھا۔ فرمایا میں اسلام آباد جا رہا ہوں تم بھی اسلام آباد چلو۔ وہاں کچھ کام بھی کریں گے اور تمہیں ڈاکٹر صاحب کو بھی دکھانا ہے۔ آپؒ نے اتنی محبت کا سلوک عاجز سے فرمایا کہ بیان کرنے کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ مجھے اسلام آباد میں مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن صاحب نوری کی خدمت میں بھجوا دیا گیا اور انہیں میرے متعلق ہدایات بھی فرما دی گئیں۔ میری اینجو گرافی ڈاکٹر صاحب نے کی اور مجھے دکھایا بھی کہ دل کی ایک شریان ۸۵ فیصدی بند ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے تسلی دی کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ چند دن کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مجھے یاد فرمایا اوپر بیت الفضل اسلام آباد کے اپنے دفتری کمرہ میں بلوایا۔ تو مسجد بشارت سپین کے کاغذات میز پر بکھرے پڑے تھے جو مکرم مولوی صاحب نے براہ راست ان کو ارسال فرمائے تھے۔ بہت سی باتیں مسجد کی تعمیر سے متعلق دریافت فرماتے رہے۔ جو میں عرض کرتا رہا۔

آخر میں فرمایا ڈاکٹر صاحب سے میرے بات ہوگئی ہے ان کے پاس چلے جاؤ وہ تمہیں داخل کرلیں گے گھبرانا نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ چنانچہ داخل ہو گیا ایک دن ڈاکٹر صاحب کہنے لگے تمہارا بائی پاس اپریشن کرنا ہے کیا تمہاری اجازت ہے؟ تو میں آب دیدہ سا ہو گیا اور عرض کیا کہ میں کون کہ آپ کو اجازت دوں۔ میں تو واقف زندگی ہوں۔ حضرت صاحبؒ سے پوچھ لیں جیسے فرمائیں گے ویسے کرلیں حضورؒ کا حکم سر آنکھوں پر چنانچہ حضرت صاحبؒ کی اجازت سے اپریشن کا پروگرام بنایا گیا۔ ۱۹/اپریل کو ایک گروپ سات افراد کا بنایا گیا جن کا اپریشن ہونا تھا مگر میں نے دیکھا تھا کہ ۲۱/اپریل کو میرا اپریشن ہوا ہے۔ چنانچہ چھ اپریشن چھ افراد کے ہوئے تو ایک ایمرجنسی آگئی اور اگلے دن اتوار ہونے کی وجہ سے میرا اپریشن ۲۱/

اپریل پر جا پڑا) ۲۱ / اپریل ۱۹۸۲ء کو مکرم ڈاکٹری مسعود الحسن صاحب کی سرکردگی میں اپریشن ہوا۔ (عجیب بات ہے سرجن بھی میرے ڈاکٹر مسعود الحسن کیانی صاحب ان کے ہم نام ہی تھے) دوران اپریشن حضور رحمہ اللہ علیہ نے مکرم شیر بہادر مرحوم اور مکرم سلیم صاحب (حال امور عامہ) کو بھجوایا اور کہا کہ جاؤ میرے مربّی کو دیکھ کر آؤ۔ چنانچہ وہ آکر دیکھ گئے۔ حضرت صاحبؒ نے ٹرائل آپریشن کے تقریباً دس ہزار ہوتے تھے، اپنی گرہ سے ادا فرمائے۔ جو شخص بھی راولپنڈی سے آپ کی ملاقات کے لئے جاتا اس سے میرا حال دریافت فرماتے۔ پھر تو یہ ہو گیا کہ راولپنڈی سے جو بھی جاتا پہلے میرا حال معلوم کرنے آتا تا کہ حضورؒ دریافت فرمائیں تو انہیں بتا سکیں کہ ان کا مربّی کیسا ہے، کیا کیا شفقتیں تھیں کیا کیا محبتیں تھیں۔ جو اس عاجز نے اس واقعہ کے دوران حاصل کیں۔ حضرت صاحبؒ نے اس عاجز سے وہ پیار کیا جو کسی کے ماں باپ نے بھی اس سے نہ کیا ہوگا۔ ابھی ڈاکٹروں نے تازہ ہی اپریشن کرنے سیکھے تھے۔ پہلے گروپ میں صرف میں ہی جان بر ہو سکا اور میری صحت یابی بھی بہت جلد جلد ہوئی۔ اور ہر پیچیدگی سے بھی محفوظ رہا۔ یہ سب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خاص الخاص دعاؤں کا ثمرہ تھا۔

مکرم ڈاکٹر نوری صاحب نے ایک دفعہ مجھے بتایا کہ ایک سیمینار میں ایک بار مجھ سے ایک سوال ہوا کہ مذہبی اور غیر مذہبی شخصیات کے اپریشن میں آپ نے کبھی فرق محسوس کیا ہے تو فرمانے لگے کہ تم فوراً میرے ذہن میں آگئے اور تمہیں مدنظر رکھتے ہوئے میں نے بتایا کہ ہم نے ایک دفعہ نمایاں فرق محسوس کیا تھا۔

(ماخوذ از ''ایک واقعہ۔ ایک یاد''۔ الفضل ۲۹ نومبر ۱۹۹۷ء)

مکرم ڈاکٹر صاحب فرمایا کرتے تھے:

"You are longest survival by bypass in pakistan"

الحمدللہ علی ذالک۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جو ابھی میاں طاہر احمد صاحب ہی تھے اور شیخوپورہ کے دور سے ہی آپ کے ساتھ بڑی محبت کا تعلق قائم ہو چکا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ہر جمعرات کے دن ملاقات کے بعد مکرم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت ضلع شیخوپورہ اور خاکسار مربی ضلع شیخوپورہ آپ کے ہاں ملنے جایا کرتے تھے۔ اور آپ ہمیں خود چائے بنا کر پلایا کرتے تھے۔ وہ بھی کیا دن تھے! چنانچہ جب مجھے سپین میں دل کی تکلیف ہوئی تو آپ نے جو محبت بھرا خط مجھے اپنے ہاتھ سے لکھا میرے پاس اب تک محفوظ ہے۔ میں نے ایک رؤیاء آپ کے متعلق دیکھی تھی وہ بھی میں نے آپ کو لکھی تھی جو بعد میں من عن پوری ہوئی اس کے متعلق بھی آپ کا محتاط ارشاد بھی اسی خط میں درج ہے۔ اپنی رؤیاء تو میں بعد میں لکھتا ہوں۔ پہلے آپ کا خط یہاں درج کرنا مناسب رہے گا۔ ایئر وگرام پر آپ تحریر فرماتے ہیں:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

ربوہ: ۲۵؍فروری ۱۹۸۲ء

پیارے برادرم اقبال احمد نجم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا محبت بھرا خط ملا جس سے یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی کہ سات سو سال انقطاع کے بعد بننے والی سپین کی پہلی مسجد اب بالکل تیار ہے اور کسی وقت بھی مرکزی ہدایت کے مطابق آپ جا کر اس کی آبادی کا انتظام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور مقامی آبادی سے مسجد کی آبادی کرنے کے توفیق بخشے۔ آمین۔

الحمدللہ کہ آپ کی صحت پہلے سے بہت بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بیماری سے کلیۃً

نجات بخشے۔ ہر قسم کے بد اثرات کو مٹادے۔ نیا نسخہ حسب ذیل ہے۔ پہلا محفوظ رکھیں اور بغور موازنہ فرمائیں کہ ہر لحاظ سے کونسا بہتر ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق خود ہی دواؤں میں مناسب ردو بدل کرلیں۔

Lachesec 200 تین دن روزانہ رات کو ایک بار پھر ہفتہ وار ایک بار

Acconite30 اور Barytacarb روزانہ تین بار

پیٹ کی گیس کے لئے دن میں دو تین بار MAG PHOS 6X

دو دو ٹکیاں ملا کر KALI PHOS 6X

اگر نمبر 3 سے گیس میں افاقہ نہ ہو تو ہفتہ میں دو بار Bryonia200 استعمال کرلیا کریں۔

آپ کی رویا آپ کی محبت اور حسن ظن پر دلالت کرتی ہے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

دواؤں کا پارسل کر رہا ہوں۔ خدا کرے خیریت سے پہنچ جائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

☆......میرے کامیاب آپریشن کے بعد آپ نے اپنے ذاتی پیڈ پر میرے خط برائے درخواست دعا اور اطلاع پر لکھا:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

مرزا طاہر احمد، ربوہ
2029/15.5.82

مکرم محترم اقبال احمد صاحب نجم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہوں گے۔ آپکا خط موصول ہوا۔ آپ کے کامیاب آپریشن کی خبر سے بے حد خوشی ہوئی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپریشن کے سلسلہ میں سب پیچیدگیوں سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد از جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ جلد از جلد اپنے فرائض ادا کرنے کے قابل ہوسکیں۔ آمین۔ محض اپنے علم میں اضافہ کی خاطر معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپریشن پر کتنا خرچ آیا اور کس کس ڈاکٹر نے آپریشن میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

علاج اور آپریشن کیلئے اسلام آباد جانے سے قبل خاکسار کے پاس کچھ رقم تھی وہ لیکر آپ کی خدمت میں ربوہ میں آپ کے مکان پر صبح کے وقت حاضر ہوا۔ میری خواہش تھی کہ یہ رقم آپ کی ڈسپنسری ہومیو پیتھک میں استعمال ہو جائے۔ آپ دفتر وقفِ جدید جانے کیلئے تیار ہو رہے تھے۔ مجھے ٹھہرایا اور سائیکل نکال کر لائے اور فرمایا کہ میرے پیچھے بیٹھ جاؤ۔

مجھے شرم آئی۔ فرمانے لگے میرے پیچھے بیٹھ جاؤ اب تو آپ کا وزن بھی کافی کم ہو گیا ہے۔ و لا مسر فوق الادب کے تحت میں بیٹھ گیا۔ چنانچہ اپنے گھر سے گوالبازار سے ہوتے ہوئے مجھے اپنے دفتر لے آئے۔ رقم دفتر کو دی اور مجھے اس روز فرمانے لگے مجھے سپینش سکھاؤ۔ چنانچہ میں نے کچھ دن آپ کو سپینش سکھائی۔ الصبح دفتر وقف جدید پہنچ جاتا تھا۔ آپ نے مجھ سے تلفظ سیکھا اور مجھ سے ایک کیسٹ بھی بھروائی تھی۔ یہ ایک اعزاز تھا جو مجھے حاصل ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات

پھر ابھی میں آپریشن کے بعد اسلام آباد میں ہی تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دن میں نے اسی طرح کا ایک خوفناک رویاء دیکھا اور ٹیکسی کرا کے میں حضورؒ سے ملنے کیلئے بیت الفضل آ گیا۔ حضورؒ بیمار تھے اور ڈاکٹر نوری صاحب وہاں تھے انہوں نے مجھے فرمایا کہ آپ کو اپنے آپریشن کی وجہ سے اسطرح ٹیکسی پر آنا نہیں چاہئے تھا، فوراً واپس چلے جائیں۔ حضورؒ ٹھیک ہیں میں چلا گیا۔ مگر حضور کی طبیعت اس کے بعد کسی وقت خراب ہوئی اور آپ ہم سب کو چھوڑ کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جان فدا کر

پھر مجھے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے اطلاع ملی کہ میں خلافت کی انتخاب کمیٹی کا ممبر ہوں۔ ربوہ پہنچوں لیکن ڈاکٹری ہدایت تھی کہ میں نہ جاؤں لہذا جا نہیں سکا کیونکہ ربوہ میں شدید گرمی کا عالم تھا۔ بوجہ میرے تازہ اپریشن کے میرا وہاں جانا سخت نقصان دہ تھا۔

ایک صاحب تھے اسلام آباد میں وفات پا چکے ہیں۔ ۱۷ سال مجھ سے بحث کرتے رہے خلافت کے متعلق خلافت ثالثہ سے انہیں اختلاف تھا۔ وہ ربوہ انتخاب کے موقع پر جا رہے تھے میں نے ان کو اپنی رؤیا جو میں نے سپین میں دیکھی تھی۔ سنائی جو یہ ہے۔

سپین کی میری ایک رویاء خلافت رابعہ کے متعلق

میں نے دیکھا کہ میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) سے ہاتھ ملا رہا ہوں اور آپ کا ہاتھ چوم لیا ہے یکدم سوچتا ہوں کہ یہ میں نے کیا کیا؟ ہم تو صرف خلیفہ وقت کا ہاتھ چومتے ہیں۔ میرا رویاء میں ایسا سوچنا ہی تھا کہ مجھے غیب سے آواز آئی ’’خیر ہے خیر ہے‘‘۔ میں بیدار ہو گیا اور میں سمجھ گیا کہ خدا تعالیٰ کی آئندہ تقدیر کیا ہے۔

یہ رویاء میں نے سنا کر انہیں سمجھایا کہ ایسا ہوگا یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر معلوم ہوتی ہے اور آپ بیعت کر کے آئیں اگر ایسا ہو تو چنانچہ ربوہ کے حالات انہوں نے مشاہدہ کئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیعت کر کے آئے اور مجھے ان کے ہدایت پا جانے کی بڑی خوشی ہوئی۔ **الحمد للہ علیٰ ذالک۔**

کتاب راہنماء سپینش کی اشاعت اور مقبولیت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے نوجوانانِ احمدیت کو غیر ملکی زبانیں سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ خاکسار نے فوراً اپنی پہلی کتاب راہنماء سپینش مدون کی اور مکرم محمود احمد صاحب بنگالی صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے پیش لفظ لکھایا اور لاہور سے چھپوا کر لے آیا۔ مجھے یہ علم نہیں تھا کہ ہر کتاب پہلے سنسر بھی کرائی جاتی ہے جب علم ہوا تو مکرم عبداللطیف ستکوہی صاحب کے پاس گیا جنہوں نے یہ کتاب پاس کروادی اور پھر اس کو کاسٹ پرائز پر اور بہت سی کتاب بطور تحائف کے نکال دی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ پر یعنی دسمبر ۱۹۸۲ء میں اس کتاب کا تذکرہ فرمایا اور عاجز کو مبارکباد دی۔ الحمدللہ علی ذالک۔

میری مختلف تقرریاں اور خدمت سلسلہ

الحمدللہ میں بیماریٔ قلب سے نجات پاچکا تھا وکالت تبشیر کی طرف سے مجھے پرتگال کی تقرری کا خط ملا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے مجھے کچھ اور پاکستان قیام کیلئے ہدایت دی۔ چنانچہ ڈاکٹری ہدایت کے مطابق میں اس وقت پرتگال نہ جاسکا۔ ۲۶ اپریل ۱۹۸۲ء تا نومبر ۱۹۸۳ء خاکسار مرکز سلسلہ میں وکالت تبشیر میں ڈیوٹی دیتا رہا۔ پھر جب پرتگال جانے سے ڈاکٹری ہدایت کے مطابق رکنا پڑا تو مجھے نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ میں بھجوادیا گیا جنہوں نے مجھے ڈرگ روڈ کراچی میں مربی مقرر کردیا جہاں میں اپریل ۱۹۸۵ء تک بطور مربی خدمت سلسلہ بجالاتا رہا۔

کراچی میں بطور مربی سلسلہ

۲۶ / اپریل ۱۹۸۴ء کا وہ دن تھا جس دن جنرل ضیاء الحق صاحب نے ہم احمدیوں کے خلافت ایک آرڈیننس پاس کیا جبکہ ۱۰ سال قبل وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے احمدیوں کو مولویوں کے دباؤ کی وجہ سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔ ضیاء الحق کے نئے آرڈیننس کی وجہ سے ہمارے خلاف ظلم کی ایک نئی لہر اٹھی۔ پہلے اگر اعلان تھا تو اس کو عملی رنگ دینے کی کوشش کی گئی۔ جگہ جگہ احمدی مساجد پر سے کلمہ کو مٹایا گیا۔ جگہ جگہ احمدیوں کو شہید کیا گیا اور ان کی املاک کو نذر آتش کیا گیا۔ یہاں تک کہ ربوہ کے دس ہزار مکینوں کے خلاف ایف آئی آر کٹوائی گئی اور ربوہ کو جیل خانہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ ہمارے جلسوں پر پابندی، مساجد میں عبات الٰہی پر پابندی کیا کیا ظلم نہ تھے جو اٹھا نہ رکھے گئے یہاں تک کہ ہمارے پیارے خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو پاکستان سے ہجرت کر کے انگلستان آنا پڑا۔ اس وقت میں مربی کراچی تھا۔

خاکسار جنگ اخبار کے اسلامک صفحے پر اور اخبار ''امن'' میں لکھتا تھا۔ اسلامی اخلاق کے عنوانات کے تحت ملک کے حالات و واقعات پر تنقید کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس وجہ سے ''امن'' تین ماہ کے لئے بند کر دیا گیا۔ ہماری ''مسجد مبارک'' ڈرگ روڈ پر حملہ آور ہو کر فوج اور پولیس نے اُسے گھیرے میں لے لیا اور کرایہ کے قیدیوں کو لا کر برقعہ پہنا کر سیڑھی لگا کر کلمہ کی سیمنٹ کی پلیٹوں کو چھنیوں اور ہتھوڑوں سے اکھیڑا گیا۔ یہ ۲۱ فروری ۱۹۸۴ء کا بھیانک دن تھا جبکہ ہماری آنکھیں اشکبار اور دل فگار تھے۔ اور روح ایک کربناک کیفیت سے دوچار تھی اور پہلے روز ۴۲ نوجوان جو مسجد میں تھے ان کو گرفتار کر لیا گیا اور انہیں اسیران راہ مولا ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کے قائد مکرم محمد یوسف صاحب تھے اور ہمارے صدر راجہ ناصر احمد صاحب مرحوم تھے اور بعد میں الصبح میں نے پھر دیواروں پر کلمہ لکھوا دیا لیکن پھر اس طرح حملہ آور ہو کر پولیس نے کلمہ مٹایا اور ۲۲ فروری کو پھر خدام کی بڑی تعداد کو اسیران راہِ مولا

بنا کر پولیس والے لے گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

میں ان کے بیچ میں لعنت ملامت کرتا ہوا پھر رہا تھا مگر عجیب بات ہے کہ مجھ پر ہاتھ ڈالنے سے حکام نامعلوم کیوں گھبراتے رہے اور میں اسیران راہ مولا بننے کے شرف سے محروم ہی رہا اور پہلے دن تو آتے ہی مربی ہاؤس جو مسجد مبارک کے بالکل سامنے تھا اُس پر تالا لگا کر مجھے اندر محبوس کر دیا گیا تھا۔ ممکنہ حالات کے پیش نظر ڈیوٹیاں لگا دی گئی تھیں اور تمام واقعہ کی ایک چھت سے فوٹوز بھی بنالی گئی تھیں گو کہ ہمیں پولیس کی فائرنگ کا خطرہ بھی تھا۔

میرے پاس چھ حصہ کراچی یعنی ڈرگ روڈ سے لیکر ایئر پورٹ سے ہوتے ہوئے لانڈھی کورنگی تک کا علاقہ تھا اور ڈرگ کالونی بھی تھی۔ ہم پروگرام کے مطابق سب جگہوں پر سوال جواب کی مجالس منعقد کرتے تھے اور میں بلاخوف وخطر ہر جگہ جاتا تھا۔ مولوی میرا پیچھا تو کرتے تھے مگر مجھے کوئی بھی گزند نہ پہنچا سکا۔ جو علاقہ MQM کا تھا وہاں وہ لوگ تعاون کرتے تھے اور بعض اوقات حفاظت کا بھی انتظام فرماتے تھے۔ جتنا عرصہ میں رہا، یعنی کوئی ساڑھے تین سال تو اس عرصہ میں میرے علاقہ میں ۲۰۰ کے قریب بیعتیں ہوئیں۔ الحمدللہ۔

کراچی میں سپینش کی کلاسیں

خدام الاحمدیہ کراچی اور لجنہ اماء اللہ کراچی نے احمدیہ ہال میں ایک سپینش کلاس کے منعقد کرنے کا اہتمام فرمایا جس میں ۱۵۰ طالبات اور طلباء شریک ہوئے۔ یہ کلاس چار ماہ کی تھی اور کئی طلباء اور طالبات نے بہت عمدہ سپینش سیکھ لی تھی جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی خوشی کا اظہار فرمایا تھا۔

اس موقع پر کلاس کے اختتام پر سپینش اور اردو میں ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا جبکہ میری سپین کیلئے تیسری بار تقرری ہوگئی تھی اور میں عازم سپین ہو رہا تھا۔

سپاسنامہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

مکرم محترم مولانا اقبال نجم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی زندگی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کیلئے وقف کرنے کی اور موجودہ زمانے میں سپین کی وسیع سرزمین میں تبلیغ کے جہاد کی توفیق عطاء فرمائی۔ آپ سپین میں پہلی بار ۱۹۷۴ء میں اور دوسری بار ۱۹۸۱ء میں تشریف لے گئے اور پر خلوص وفاداری کے جذبہ اور دلی لگن کے ساتھ اسلام کا پیغام پہنچاتے رہے۔ آپ نے ابتداء میں ہی ایک ماہرانہ قابلیت کے ساتھ میڈ وڈ یونیورسٹی سے ہسپانوی زبان میں اوّل درجہ کا ڈپلومہ حاصل کرلیا اور سپین میں ہی میڈرڈ سے نکل کر ایک نیا مشن پورتو جانو میں کھولا جو بعد میں قرطبہ اور پھر مسجد بشارت میں منتقل ہوا۔

آپ نے اپنی بیماری کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہ کے مقدس ارشاد پر اسپین چھوڑا۔ اور آپ صحتیابی کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مقدس حکم پر سہ بارہ سپین جانے کا پروگرام رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

پاکستان میں آپ نے اردو زبان بولنے والوں کو ہسپانوی زبان کے سکھانے کی خاطر ایک نہایت مفید کتاب ”رہنماءِ سپینش“ لکھی۔ بعد میں آپ نے پاکستان کے مختلف شہروں کے احمدی

نوجوانوں کو ہسپانوی زبان سکھانے کا انتظام فرمایا۔ اسی طرح آپ نے کراچی کے طلباء کیلئے اپریل ۱۹۸۴ء سے لیکر جولائی ۱۹۸۴ء تک احمدیہ ہال میں شام کی ایک کلاس کا بھی بندوبست کیا اور کورس کی تکمیل کے بعد اپنے شاگردوں کو ان کی کامیابی پر طبع شدہ سر ٹیفکیٹ جاری کئے۔ نیز لجنہ اماء اللہ کی کلاس میں بھی قرآن کریم کے علاوہ ہسپانوی زبان کی تدریس کا کام کیا اور خدام الاحمدیہ اور لجنہ کی ایک کلاس ڈرگ روڈ میں بھی جاری کی۔

ہم آپ کے شاگرد آپ کی اس عنایت پر تہہ دل سے شکر گذار ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر قدم پر کامیابی و کامرانی عطا فرمائے اور وہ دن جلد آئے جب نہ صرف اسپین کے تمام لوگ بلکہ روئے زمین کے تمام انسان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس غلامی تلے خدا تعالیٰ کی واحدانیت پر ایمان لائیں۔ آمین

مورخہ ۲۰/اپریل ۱۹۸۵ء

والسلام

ہم ہیں آپ کے شاگرد

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی

منجانب : چودھری طاہر نسیم منتظم امور طلباء ہسپانوی زبان سرسید ٹاؤن نارتھ کراچی۔

تحریر کردہ : (سپینش زبان) شیخ منیر الدین احمد گلشن اقبال کراچی ۴۷۔ (پاکستان)

❁❁❁

کراچی سے سپین کیلئے روانگی اور
لنڈن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات

خاکسار نے کراچی میں ۲۱/مارچ ۱۹۸۵ء کو سپین کا ویزا حاصل کیا اور لنڈن کے راستے روانہ ہوا۔ ۲۵/اپریل ۱۹۸۵ء کو رات بھر کا سفر کر کے لنڈن کے ہوائی مستقر پر اُترا IBERIA پرواز سپین کیلئے شام کو تھی۔ میں نے سامان سپین کیلئے بک کرایا اور حضور پرنور رحمہ اللہ کی ملاقات کی غرض سے بیت الفضل آ گیا کیونکہ پورا دن میرے پاس ٹھہرنے کیلئے تھا۔ ظہر کی نماز کے بعد جاتے ہوئے ملاقاتِ حضور کا شرف حاصل کیا تو فرمایا کہ کیا پروگرام ہے؟ عرض کیا کہ سپین جا رہا ہوں۔ میرے پاس آج کا دن تھا۔ ملاقات کے لئے حاضر ہو گیا ہوں تا کہ حضورؒ کی ملاقات کے ساتھ حضورؒ کی دعائیں لے لوں۔ پیار سے فرمانے لگے ایسے تو نہیں ہوتی۔ خلیفہ وقت کی ملاقات۔ ٹھہر جاؤ باقاعدہ ملاقات ہو گی۔ اس ارشاد کی تعمیل میں میرا سامان امام صاحب یعنی مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے ہوائی مستقر سے منگوا لیا اور میں گیسٹ ہاؤس میں ٹھہر گیا۔ چند دن کے بعد حضرت خلیفۃ المسیحؒ سے باقاعدہ ملاقات ہوئی۔ جس میں آپؒ نے یہ اظہار فرمایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ میں برازیل کا مشن جا کر کھول دوں۔ نیز آپؒ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اٹلی اور برازیل میں مشن کھولنا چاہتے تھے اور اس بات کو بھی ۸ سال ہو گئے ہیں لہٰذا اب وہ بھی تین سال سے خلافت پر ہیں اور منتظر ہیں کہ عاجز ملک سے باہر آئے تو یہ کام لیا جائے۔ جب آپ رحمہ اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ برازیل جاؤ گے؟ تو میں نے عرض کیا کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر میں اس کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ آپ نے برازیل کیلئے تیاری کرنے کا حکم صادر فرمایا اور

خاکسار نے وہاں کے ویزا کیلئے درخواست دے دی۔جس میں تین ماہ لگے اور مجھے چھ ماہ کا ٹورسٹ ویزا مل گیا۔

مانچسٹر یوکے میں عارضی تقرّری

رمضان کا مہینہ شروع ہونے کو تھا۔خاکسار کی ڈیوٹی مانچسٹر میں لگی جہاں خاکسار نے جا کر تراویح اور درس کا اہتمام کیا اور رہائش ان دنوں میں میری مکرم چوہدری انوارالحق صاحب امیر جماعت مانچسٹر کے ہاں تھی۔ رمضان کے بعد بھی وہاں کے دوستوں نے چاہا کہ میں وہاں ہی رہوں۔ چنانچہ مکرم امام صاحب نے وہاں کیلئے اور اُس وقت تک کیلئے کہ برازیل کا ویزا آجائے میری تقرری منظور کرائی۔ چنانچہ میں ۸۵۔۴۔۲۵ سے ۸۵۔۷۔۲۵ تک یوکے مانچسٹر میں ہی رہا اور وہاں پر اپنے فرائض ادا کرتا رہا۔اس دوران میں خدا تعالیٰ کی تائید کا ایک عجیب واقعہ ہوا جس کا بیان کرنا بھی ازدیادایمان کا باعث ہوگا۔

رمضان کے ابتدائی دنوں میں مکرم شریف صاحب آف گوجرانوالہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ وہ اپنی بیٹی کو ملنے آئے ہیں۔معلوم ہوا کہ ان کے داماد احمدی نہیں اور ان کے بیٹے بیٹیاں اور نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں سب ملا کر ۶۵ افراد ہیں۔خاکسار نے انہیں عرض کیا کہ انہیں تبلیغ کریں کہ وہ احمدی ہو جائیں اور جو مدد میری آپ چاہیں میں حاضر ہوں۔ چنانچہ میں کئی بار ان سے ملا اور گفتگو بھی ہوئی۔اُن کا ایک کارخانہ گارمنٹس کا تھا جس میں وہ سب ملکر کام کرتے تھے اور بہت سے لوگ وہاں پر انہوں نے اجرت پر بھی رکھے ہوئے تھے۔ان سب کو تبلیغ ہوئی۔ چنانچہ آپ سب کو عید الفطر پر لے آئے اور سب نے بیعت کر لی۔اس کا ذکر اخبار النصر میں بھی شائع ہوا۔نیز عاجز کا ذکر بھی شائع ہوا۔(:ہفت روزہ النصر لندن۔ جلد:۱۔شمارہ :۷ ازیرنگرانی مکرم عطاء المجیب صاحب راشد......ایڈیٹر مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ)

اس طرح جماعت نے ایک جلسہ سیرۃ النبیؐ کا بھی ان دنوں اہتمام کیا تھا جس میں مکرم مولانا

دوست محمد صاحب شاہد (مورّخ احمدیت) نے خطاب فرمایا تھا۔اس کے علاوہ کئی سکولوں میں جاکر اسلام و احمدیت کا تعارف کرانے کا موقع بھی ملا اور بچوں کی تربیت کا بھی موقع ملا اور کئی تربیتی کیسٹ بھی تیار کیں۔اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دو حوصلہ افزا اور دعاؤں پر مشتمل خطوط موصول ہوئے جن کا یہاں پیش کرنا بھی ازدیادِ ایمان کا باعث ہوگا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

24-6-85

AB 2 E 47

پیارے عزیزم اقبال احمد صاحب نجم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی رپورٹ کارگزاری ماشاء اللہ بڑی خوشکن ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ **اللھم زود بارک** اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں زیادہ سے زیادہ برکت ڈالے اور داعین الی اللہ کی جدوجہد میں برکت ڈالے اور لوگ جوق در جوق احمدی ہوں۔نومبائعین کو میری طرف سے بہت بہت محبت بھرا سلام پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اور لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

مبلغ مانچسٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

27-6-85

AB2700

پیارے عزیزم اقبال احمد صاحب نجم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی رپورٹ ماشاء اللہ بڑی خوشکن ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی علمی اور تبلیغی استعدادوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی پوری پوری توفیق دے۔

میری طرف سے تمام احباب کو محبت بھرا اسلام کہہ دیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

احمدیہ مشن مانچسٹر

بحیثیت مجاہداوّل برازیل۔یعنی جنوبی امریکہ میں احمدیت

لاطینی امریکہ کا ملک برازیل رقبہ کے اعتبار سے دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے۔ یہاں کل ۲۸ صوبے ہیں۔ اس خطہ ارض میں ہر طرف قدرتی مناظر اور قدرتی حسن بکھرا پڑا ہے۔ ہر صوبے کی اپنی اسمبلی اور گورنر ہوتا ہے۔اور سب ملکر ایک کنفیڈریشن بناتے ہیں اور ایک مرکزی اسمبلی اور صدر بھی ہے۔

برازیلیاان کا دارالخلافہ ہے۔فن تعمیر کے لحاظ سے یہ بات خاص ہے کہ یہاں کوئی کراسنگ نہیں ہے سڑک یااوپر سے گزرجاتی ہے یا نیچے سے۔یہاں سڑکوں کا نظام عمدہ ہےاور دنیا کی سب سے بڑی سڑک پانچ ہزار میل لمبی یہاں پائی جاتی ہے جوساحل سمندر سے ہوتی ہوئی اس کا باڈر بناتی ہوئی گزرتی ہے۔

اس ملک میں اللہ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے۔زراعت ، انڈسٹری، تیل ، ہیرے جواہرات کی کانیں،جنگل، دریا،میدان وغیرہ اور دریائے ایمزن کے کنارے دنیا کا سب سے بڑا جنگل جسے دنیا کا پھیپھڑا کہتے ہیں۔اس دریا کی جولانیاں دیکھنے سیّاح یہاں آتے ہیں۔اس میں کئی سوقسم کی مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔سینکڑوں قسم کے پرندے اور رنگ برنگے طوطے بھی نظر آتے ہیں۔ حشرات الارض کی بھی بڑی کثرت ہے بڑے بڑے چیونٹوں کے خاندان جب چلتے ہیں تو راستے میں آنے والے ہرجاندار کا پنجر ہی چھوڑ کر جاتے ہیں۔اس لئے دو درختوں سے چادر باندھ کر اس جھولے میں سونے کا رواج ہے۔

مجھے اس ملک میں ۱۹۸۵ء سے لیکر ۱۹۸۸ء تک رہنے کا اتفاق ہوا۔ میں یہاں پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد کے مطابق آیا اور اس ملک میں پہلی بار اعلائے کلمۃ اللہ کا علم بلند کیا اور دنیا میں اسطرح سے جماعت احمدیہ کی طرف سے پرتگالی بولنے والے ایک ملک میں

دعوت الی اللہ کا آغاز ہوا۔ ۲۲ جولائی ۱۹۸۵ء کو میں یہاں پہنچا۔مکرم سید شریف صاحب سے کراچی میں اس سے قبل ملاقات ہوچکی تھی۔ان ہی سے معلوم ہوا تھا کہ ان کے ایک بڑے بھائی سید محمود احمد صاحب شہر ریو دے جنیز وRio De Janeiro میں رہتے ہیں یہ واحد احمدی تھے جنہوں نے یو کے سے آکر یہاں ایک بنک منیجر کی بیٹی سے شادی کی تھی اور خود بھی اس مرکزی بنک میں ملازمت اختیار کر لی تھی اور برازیل کے ہوکر رہ گئے تھے۔ان سے انگلستان سے فون پر میں نے رابطہ کیا۔

ریو دے جنیز و، برازیلیا کے تعمیر کئے جانے سے قبل اس ملک کا دارالخلافہ تھا۔اس کے ساتھ Twin شہر Nitarae نیتارائے ہے، جو اس صوبے کا دارالخلافہ ہوا کرتا تھا۔مکرم سید صاحب وہاں رہتے تھے اور کام کرنے ۱۳ میل کا پل پار کرکے ''ریو'' میں آیا کرتے تھے۔یہ پل سمندر پر بنا ہوا ہے۔سمندر یہاں سے ۱۷ میل اندر تک آ گیا ہے۔اس کے ساحل پر پہاڑ بھی ہے۔یہ اونچ نیچ اسے بہت خوبصورت بنا رہی ہے۔چنانچہ آپ نے مجھے اس ملک میں خوش آمدید کہا اور آپ ہی میرے جنرل سیکرٹری بنے۔آپ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ اور ایل ایل بی اور اکانومسٹ تھے اور یہ تعلیم آپ نے لندن میں رہ کر حاصل کی تھی۔

آپ کا ایک مکان جزیزہ ''پاکیتا'' میں بھی تھا جہاں آپ ہفتہ اتوار گزارنے آتے تھے یہ آپ کی اہلیہ کا آبائی مکان تھا۔آپ نے مجھے فضائی مستقر پر خوش آمدید کہا اور اسی مکان میں لیکر آئے اور اسی مکان کے ایک کمرہ میں مشن احمدیہ قائم ہوا۔یہی ہماری اولین مسجد تھی اور یہاں ہی میرا رہائشی کمرہ اور اس میں لائبریری تھی۔یہاں میرا چھ ماہ قیام رہا اور پرتگالی زبان میں دسترس حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کا آئین رجسٹرڈ کرانے کی کاروائی عمل میں آئی۔پھر خاکسار شہر ''ریو'' میں کرایہ کی ایک رہائش میں منتقل ہوگیا جو Flamengo کے علاقہ میں تھی جو Copacabana کے مشہور علاقہ کے ساتھ تھی۔اس علاقہ میں ٹورسٹ بہت آتے ہیں۔

احمدیہ مشن برازیل کی رجسٹریشن

میں اپنے ساتھ انگلستان سے انگریزی میں جماعت کا آئین لیکر گیا تھا۔ ''پاکیتا'' سے ''ریو'' آتے جاتے سٹیمر میں ہم نے اسے پرتگالی زبان میں ترجمہ کیا اور قانونی کاروائی شروع کی تا کہ ہماری جماعت اور مشن شروع میں ہی یہاں رجسٹرڈ ہوجائے اور ہم تبلیغ کا کام یہاں پر قانون کے مطابق کرسکیں۔ یہ کام جلد ہی ہوگیا مگر میرے پاس ٹورسٹ ویزا تھا اور ٹورسٹ قانوناً کوئی کام نہیں کرسکتا۔ ویزا بڑھوانے کیلئے ہر تین ماہ کے بعد قریب ترین ملک یعنی پاراگواٹے جانا پڑتا تھا اور یہ بھی کوئی ایسا قریب نہ تھا، ڈھائی دن اور رات کا سفر کر کے میں وہاں کے دارالخلافہ Assuncion پہنچتا تھا اور مجھے وہاں اس غرض سے تقریباً ۱۵۔۲۰ دن ٹھہرنا ہوتا تھا اور یہاں ٹرین تو ہے نہیں۔ تمام سفر بذریعہ بس ہوتے ہیں۔ ہاں یہ فائدہ ضرور ہوا کہ ملک کے زیریں حصہ کا دورہ ہوجاتا تھا جہاں بس ٹھہرتی، کھانے وغیرہ کیلئے وہاں لٹریچر تقسیم کردیتا تھا اور آتے جاتے کئی لوگوں اور خاندانوں سے تعلقات بن گئے تھے اور ایک نئے ملک پاراگوائے میں بھی خوب تبلیغ ہوئی اور بیعتیں بھی ہوئیں اور ایک اخبار نے میرے اس تقسیم لٹریچر کی وجہ سے احمدیت کے متعلق ایک ایڈیٹوریل بھی لکھا۔ یہاں کی زبان سپینش ہونے کی وجہ سے مجھے لوگوں میں دعوت الی اللہ کرنے میں کوئی دقّت نہ تھی۔

پاراگوائے میں احمدیت

ایک سال تک تو ویزا بڑھوا کر میں نے برازیل میں رہتے چلے جانے کا انتظام کرلیا۔ میں نے یہ بھی کوشش کی کہ پاراگوائے کا ریزیڈنیس مل جائے تا کہ اس کی وجہ سے برازیل میں رہنا آسان ہوجائے مگر پیشے کے خانے میں مشنری لکھا تو انہیں سخت اعتراض ہوا کیونکہ اس ملک میں جنرل سٹراسز کی ڈکٹیٹرشپ برسوں سے چل رہی تھی۔ یہ صاحب جنگِ عظیم کے دوران جرمنی سے

آئے تھے اور اس ملک کی حکومت پر قابض ہو گئے تھے۔یہاں پر رومن کیتھولک مشنری کو تو اجازت تھی مگر کوئی اور کسی قسم کی مذہبی تبلیغ نہیں کر سکتا تھا۔لہٰذا جب میری تبلیغ پھیلی تو مجھے بھی مشکلات پیدا ہوئیں لہٰذا میں وہاں سے آخری بار بچ بچا کر نکلنے میں بمشکل کامیاب ہو سکا تھا لہٰذا مجھے مشورہ ملا کہ میں انگلستان واپس جاؤں اور کیونکہ مشن رجسٹرڈ ہو چکا ہے لہٰذا فنکشنر Functioner کے طور پر ریذیڈینس ویزا لیکر آؤں۔

پارا گوائے میں آنے جانے کی وجہ سے بہت سے خاندانوں میں تبلیغ ہوئی اور کچھ خاندان وہاں کے اور کچھ لوگ ارجنٹائین کے حلقہ بگوشِ اسلام واحمدیت ہو گئے۔مکرم طارق بھٹی صاحب جن کی بیوی پارا گوائے کی تھیں اور وہ لوگ سپین سے منتقل ہوئے تھے۔ان سے ملاقات بھی ہوتی رہی۔

میری انگلستان میں آمد اور سپین جا کر خدمتِ قرآن کریم کی توفیق

۱۹۸۶ء کے جلسہ سالانہ پر جولائی میں میں حاضر ہوا اور میں نے ریذیڈینس ویزا برازیل کے لئے درخواست دے دی۔سپین میں قرآن کریم تفسیری نوٹس کے ساتھ سپینش زبان میں ترجمہ کروایا جا رہا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خواہش کے پیش نظر اسے چیک کرنے کیلئے میں سپین چلا گیا اور یہ مقدس کام سرانجام دیا۔خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے پیچھے ضرور کوئی حکمت ہوتی ہے۔بارسلونا کے ایک صاحب نے جو ریٹائرڈ مشنری تھے اجرت پر ترجمہ کر رہے تھے۔چیک کرنے والے کی چیکنگ میں یہ نقص تھا کہ وہ انگریزی کا پیرا پڑھتا پھر سپینش کا اور آگے گزر جاتا۔وہ مطمئن تھا۔میں نے جو چیکنگ کی وہ فقرہ فقرہ پڑھ کر تو میں نے نوٹ کیا کہ پیرا میں سے جو زور دار فقرہ ہوتا ہے وہ اس کا ترجمہ سپینش میں کرنے سے چھوڑ جاتے ہیں۔مطلب تو واضح ہو جاتا ہے مگر زور کم پڑ جاتا ہے۔چنانچہ میں نے اس پر تبادلہ خیالات کیا اور پابند کیا کہ فقرہ فقرہ چیک کیا

جائے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم نے اسے پیسے دینے ہیں وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ اسی طرح عربی اور سپینش کے تلفظ کی بھی صحیح طرح عکاسی نہیں ہو رہی تھی۔ چنانچہ جو تصحیح میں نے اس وقت کی تھیں ان کی بعض کاپیاں میرے پاس ابھی بھی پڑی ہوئی ہیں۔ الحمد للہ کہ عاجز کو اسطرح سے خدمت قرآن کی توفیق مل گئی۔ پھر برازیل کا ویزا آ گیا اور میں واپس سپین سے انگلستان آ گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کے بعد برازیل کے لئے روانہ ہو گیا۔

جب میں برازیل سے انگلستان پہنچا تھا تو اس وقت حضور پر نور سے جو ملاقات ہوئی تھی اس میں میں نے عرض کیا تھا کہ حضورؒ ابھی برازیل میں ایک سال جو گزرا ہے اس میں ہمیں کوئی بیعت نہیں ملی۔ صرف جماعت اور مشن رجسٹرڈ ہوا ہے اور خاکسار نے ابتدائی لٹریچر تیار کر لیا ہے تو حضورؒ فرمانے لگے کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے کوشش جاری رکھیں۔ جو بڑے کام ہوتے ہیں ان کی بنیادیں نظر نہیں آیا کرتیں۔ میں نے جلسہ سالانہ کے دنوں میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ ’’اے باری تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ **ینصرک رجالٌ نوحی الیھم من السماء**۔ کہ ہم تمہاری ایسے لوگوں سے مدد کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ تو کیا برازیل کے اتنے بڑے ملک میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اس کا مصداق ٹھہرے؟ مجھے یقین ہو گیا کہ جیسے یہ دعا قبول ہو گئی ہے۔

لاطینی امریکہ کے ملک برازیل میں قیام جماعت احمدیہ اور بیعتیں

جب میں برازیل واپس گیا تو مکرم سید محمود احمد صاحب کا فون آیا کہ آپ ہفتہ کے آخر پر جزیرہ پا کپتا آجائیں ایک بڑی پڑھی لکھی خاتون جو میری اہلیہ کی جاننے والی ہیں تشریف لا رہی ہیں۔آپ انہیں تبلیغ کریں چنانچہ میں وہاں چلا گیا۔ یہ خاتون سسٹر امینہ ایدل وائز تھیں۔آپ کے خاوند نیوی میں کرنل رہے تھے اور آپ ان کے ہمراہ امریکہ اور میکسیکو رہی تھیں اور انگریزی اور سپینش جانتی تھیں اور کبھی برازیل میں ایک خواتین کے رسالہ کی ایڈیٹر بھی رہی تھیں اور ’ریو‘ میں Copa cabans کے ساحل کے علاقہ میں جو اس علاقہ Flemengo کے قریب تھا، جہاں میں رہتا تھا، قیام فرما تھیں اور عمر کوئی ۶۰ ۔ ۷۰ سال ہوگی ۔ مجھے اپنی نانی جان کی طرح لگ رہی تھیں ۔جب کھانے کی میز پر اکٹھے ہوئے تو انہوں نے مجھے ایسے دیکھا جیسے کہ پہچاننے کی کوشش کر رہی ہوں مگر انہوں نے مجھے کہاں دیکھا؟

خیر تبلیغی باتیں ہوتی رہیں اور میں نے انہیں ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ انگریزی اور ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ انگریزی دی جو وہ لے گئیں اور دو دن میں ہی انہیں پڑھ ڈالا۔رات دن ایک کر کے پڑھا اور مجھے کہنی لگیں کہ میں بیعت کرتی ہوں۔ میں نے عرض کیا اتنی جلدی کیا ہے دعا کر کے تسلی کر لیں اور کچھ اور لٹریچر پڑھ لیں۔ کہنے لگیں کہ نہیں آپ مزید دیر نہ کریں میں نے جو سمجھنا تھا سمجھ لیا ہے۔ میں نے کہا کیا آپ نے کوئی رویاء وغیرہ دیکھی ہے جو اتنے وثوق سے کہہ رہی ہیں۔ کہنے لگیں ہاں! اور بتایا کہ یہ Floria Nopalis کی بات ہے ۱۹۷۵ء کی نومبر کو میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا تھا اس وقت ایک کشف میں میں نے ایک فرشتہ دیکھا تھا جو تمہاری طرح کا تھا اور آج ان کتابوں کے مطالعہ سے مجھے وہ سکون و اطمینان اور روحانی وجدان کی کیفیت حاصل ہوگئی ہے جو اُس وقت محسوس کی تھی۔ آپ اپنی ایک نوٹ بک لیکر آئیں جس

میں آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنا کشف لکھا ہوا تھا۔ وہ میں بیان کئے دیتا ہوں۔

آپ نے بتایا کہ اس زمانہ میں پادریوں کی حکومت تھی۔ کسی عورت کو چرچ میں بولنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی اور مجھے سوالات سوجھتے رہتے تھے۔ میں نے ایک دن کچھ سوال کئے تو پادری نے مجھے چرچ سے نکال دیا چنانچہ میں نے بہت بے عزتی محسوس کی اور گھر آ کر بہت روئی اور اللہ تعالیٰ یعنی آسمانی باپ سے دُعا کی اور فریادرسی چاہی تو میں نے یہ کشف دیکھا جو میں نے سبز روشنائی سے لکھ کر رکھا ہوا ہے۔

نوٹ: یہ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بھجوایا گیا تھا۔

(تاریخ ۸۷۔۵۔۴)

کشف ایدل وائز المید ادیاز سسٹر امینہ بعنوان سرسبز

اس نے سبز لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ جیسے زیتون کا رنگ ہوتا ہے اس کے لباس میں بڑے بڑے بٹن تھے۔ اس کے سیاہ رنگ کے جوتے تھے۔ اس نے اپنی کمر ایک سنہری پیٹی سے کسی ہوئی تھی جس میں ایک سنہری نوک والی تلوار لٹک رہی تھی۔ اس کے سر پر ایک کپڑا دھرا تھا جس میں سنہری کام ہوا تھا اور نیچے ایک کھلی سی شلوار زیب تن کی ہوئی تھی۔ وہ میرے کمرے میں ایک کھلے دروازے سے داخل ہوا۔ اس کی آواز بلند اور مضبوط تھی۔ اس کا رنگ سانولا تھا اور آنکھیں موٹی موٹی اور ناک بھی ایسی ہی تھی۔ اس نے اپنی تلوار پیٹی میں سے نکال کر فضا میں لہرائی اور میں خوف محسوس کرنے لگی۔

پھر میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا ''میں تمہارا محافظ ہوں اور تمہارا دفاع کرنے آیا ہوں'' یہ سن کر میں بہت پرسکون اور مطمئن ہو گئی۔ یہ چند گھڑیاں جو سکون واطمینان کی گزریں میری تمام زندگی کو پرمسرت اور خوش آئند بناتی ہوئی مجھ پر محیط ہو گئیں۔

وہ میرا محافظ کہاں کا ہے؟ یہ میں اُس سے دریافت کرتی مگر اس خیال سے کہ ایسا پوچھنا کہیں اُسے ناگوار نہ گزرے۔ چپ ہی رہی۔ وہ تو زندگی بخش تھا بلکہ لافانی! وہ انسان تھا یا ایک انسان کے لباس میں فرشتہ تھا! وہ چند گھڑیاں جو میں نے اس کے ہمراہ گزاریں تو میں نے ان میں محسوس کیا کہ وہ تو ایک محبتِ مجسم تھا۔ کیا اعتماد تھا! کیا بھروسہ تھا! وہ جو بھی تھا خواہش میری یہی تھی کہ یہ حالت سکون و اطمنان جو مجھے حاصل ہوئی ہے ہمیشہ کیلئے جاودانی ہو جائے۔ Mistic لوگ مجھے رات دن پریشان کرتے اور مجھے مقدس مذہبی تحریرات کے مطالعہ سے روکتے ہیں اور اسطرح سے اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالتے ہیں مگر اب تو مجھے ان کے خلاف ایک محافظ مل گیا ہے۔ میں بہت خوش ہوئی اور ایک پرمسرت چیخ میرے وجود کے اندر سے یعنی میری روح میں سے بلند ہوئی اور مجھے یوں لگا جیسے ساری کائنات اس کو سن رہی ہے اور میں ایک کمزور عورت کا محافظ ایک بہت عظیم شخص مقرر ہوا ہے۔ مجھے یوں لگا جیسے کہ میرا خدا مجھ میں سما گیا ہے اور مجھے مردوں میں سے نکال کر زندوں میں شامل کر دیا ہے۔

جو صرف میں نے ہی محسوس کیا اور جیسے اپنے شعور میں صرف میں نے ہی سمجھا۔

Floria Nopolis, November1975

اقرار: جو میرے (اقبال احمد نجم) سامنے آپ نے لکھ کر دیا:

میں ایدل وائز المیدا دیاز امینہ۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اقرار کرتی ہوں کہ یہ میرا ایک سچا کشف ہے۔ جو احمدیت واسلام کے قبول کرنے سے پورا ہوا ہے۔ (ایدل وائز ۳ مئی ۱۹۸۷ء)

برازیل میں پاکستانی مولویوں کی ایک مخالفانہ کوشش

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ایک خطاب میں اس بات کا ذکر فرمایا کہ برازیل میں کچھ بیعتیں ہوئی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کام چل نکلا ہے۔ الحمدللہ۔

اس بات کے اظہار کو ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ پاکستان سے مولویوں کا ایک ٹولا

برازیل پہنچ گیا۔ عجیب بات ہے کہ عربوں کے ساتھ مکرم سید محمود صاحب کے تعلقات تھے۔ ان سے ہی عربوں نے رابطہ کیا کہ پاکستان سے کچھ علماء آئے ہیں اور برازیل کا دورہ کرنا چاہتے ہیں انہیں ایک ترجمان کی ضرورت ہے۔ آپ ان کی مدد کر سکتے ہیں میرے سے انہوں نے مشورہ کیا تو میں نے مشورہ دیا کہ بالکل ان کی مدد اس حد تک تو کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ ایک ترجمان ان کو مہیا کر دیا جائے۔ چنانچہ ان کے پاکیتا والے مکان میں کراچی کے ایک پاکستانی دوست کچھ عرصہ سے رہتے تھے اور احمدیت قبول کر چکے تھے میں نے ان کو ان کے ساتھ بھجوانے کا مشورہ دے دیا۔ چنانچہ ۳ ماہ کا ان لوگوں نے دورہ کیا اور ۲۲ جگہوں پر گئے جہاں جہاں کہ عرب رہائش پذیر تھے اور وہی گھسے پٹے اعتراض کہ یہ انگریزوں کا لگایا ہوا پودا ہے اور مسلمان نہیں ہیں ، ہر جگہ جا کر بتاتے تھے۔ چنانچہ ۳ ماہ کی مکمل رپورٹ مجھے مل گئی اور پھر میں نے ان ۲۲ جگہوں پر ان کے اعتراضات کا مکمل جواب تیار کر کے بھجوا دیا اور اسطرح سے برازیل کے تمام عربوں کو دعوت الی اللہ ہو گئی اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ سب جگہوں پر انہوں نے احمدیت کے خلاف کچھ نہ کچھ چھپوانے کی کوشش کی تھی مگر تمام ایڈیٹر صاحبان نے یہ کہہ کر چھاپنے سے انکار کر دیا کہ احمدیوں کا مشن یہاں قانونی طور پر رجسٹرڈ ہے اور اُن کا لٹریچر ہمارے پاس ہے اور جو آپ کہہ رہے ہیں یہ سب کچھ درست معلوم نہیں ہوتا۔ اگر زیادہ اصرار ہے تو اُن کے امیر و مشنری سے پوچھ لیتے ہیں۔ مگر اس بات پر وہ لوگ راضی نہ ہوئے کہ ایڈیٹر صاحبان ہم سے رابطہ کر لیں! لہٰذا ناکام و نامراد ہو کر یہ لوگ جیسے آئے تھے ویسے ہی سیر سپاٹے کے بعد کھا پی کر واپس لوٹ گئے۔ بُهِتَ الَّذِي كَفَرَ۔

وسیع پیمانے پر تقسیم لٹریچر اور مزید پرتگالی لٹریچر کی تیاری

رجسٹریشن مشن احمدیہ برازیل کے بعد ابتدائی لٹریچر وسیع پیمانے پر شائع کروایا گیا۔ جب میری تقرری آپریشن قلب کے بعد پرتگال کیلئے ہوئی تھی تو مجھے لاہور میں ایک خاتون برازیل کی اچانک مل گئی تھیں میں نے ایک تو ان سے کچھ زبان فہمی کر لی تھی اور دوسرے میں نے تین پمفلٹ

۱۔ میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں؟ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۲۔ اسلام کیا ہے؟ ۳۔ احمدیت کیا ہے؟ ترجمہ کروالئے تھے۔ پرتگال تو اس وقت ڈاکٹری ہدایت کے مطابق نہ جاسکا۔ مگر یہ ترجمہ برازیل میں میرے کام آیا جو دس دس ہزار کی تعداد میں برازیل میں چھپوایا گیا۔

اس لٹریچر کے روزانہ میں اور مکرم سید محمود احمد صاحب مرحوم پیکٹ بناتے تھے اور سپرد ڈاک کرتے تھے اور روزانہ ایک صد پیکٹ کا ٹارگیٹ بنایا گیا تھا۔ چنانچہ آپ ہی صوبہ جات اور مرکز کے سینٹ اور اسمبلیوں کے ممبران کے پتہ جات لیکر آئے جو تقریباً تین ہزار کے قریب تھے۔ انہیں ہم نے لٹریچر بھجوا کر اسلام واحمدیت سے متعارف کروایا۔ ان کے بعد برازیل کے اخبارات و رسائل کے پتہ جات حاصل کئے گئے اور انہیں لٹریچر بھجوایا گیا۔ انکی تعداد بھی تقریباً اسی قدر تھی۔

پھر آپ برازیل کے ۲۸ صوبوں کے صدر مقامات اور بڑے بڑے شہروں کی لائبریریوں کے پتہ جات لے آئے۔ سچ تو یہ ہے کہ برازیل کی زیادہ آبادی شہروں میں ہی رہتی ہے چنانچہ چن کر نصف لائبریریاں تقریباً پانچ ہزار دس ہزار میں سے لی گئیں اور انہیں لٹریچر بھجوایا گیا اور اس طرح سے ہم نے برازیل میں پہلے سال میں ہی سب اہم لوگوں اور جگہوں پر لٹریچر پھیلا دیا۔ **الحمد للہ علی ذالک۔**

پھر سسٹر امینہ ایدل وائز آگئیں اور کچھ عرب ان کے ساتھ آگئے۔ میں نے سسٹر امینہ سے درخواست کی کہ وہ وقف کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے وقف کر دیا جو حضرت خلیفۃ المسیحؒ نے قبول فرما لیا اور مجھے ہدایت فرمائی کہ ان کو مشن ہاؤس میں کمرہ دے دیا جائے۔ اور ان سے ۲۰۔۲۵ سال کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر پہلے پمفلٹ پھر کتابچے اور پھر کتابیں ترجمہ کرائی جائیں۔ چنانچہ خاکسار نے حضورؒ کی ہدایات کے مطابق عمل کیا اور محترمہ کو سٹیشنری اور ڈکشنریاں لا دیں اور

انہوں نے بڑی تندہی سے ترجمے کا کام شروع کر دیا۔ جو ترجمہ وہ دن بھر کرتی تھیں میں اس پر رات کو نظرثانی کرتا تھا۔ اور یہ کام بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے محترمہ کو ان تھک بڑی تیزی سے لگا تار آٹھ آٹھ گھنٹے کام کرنے کی صلاحیت اس عمر میں بھی عطا فرمائی تھی۔

ایک دن میں بعد دوپہر باہر سے آیا تو کہنے لگیں کہ آج میں بہت تنگ ہوں۔ وجہ پوچھی تو کہنے لگیں جب کام شروع کرتی ہوں تو کسی کے دالان میں چلنے کی آواز آتی ہے۔ اور اس کی ایڑی سے کچھ چٹخنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے میری توجہ قائم نہیں رہتی۔ میں نے کہا میں تو کچھ سن نہیں رہا کہ مجھے معلوم ہو کہ کیا معاملہ ہے۔ میں بیٹھا تو کچھ دیر کے بعد مجھے بھی یہ آواز سنائی دی۔ میں نے ابھی ظہر وعصر ادا کرنی تھی۔ میں نے اپنا کمرہ بند کیا نمازیں ادا کیں اور ذکر الٰہی کے بعد لاحول پڑھنے بیٹھ گیا۔ نیز نماز میں بھی دعا کی کہ اے اللہ یہ جو کچھ بھی ہے اس سے ہمیں خلاصی عطا فرما تو **علی کل شئی قدیر** ہے۔ چنانچہ کچھ دیر کے بعد مسز مینہ نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے جو کھولا تو مسکراتے چہرے کے ساتھ بتایا کہ وہ چیز ختم ہو گئی ہے اور پوچھنے لگیں کہ تم نے کیا پڑھا تو میں نے انہیں بتایا کہ دعا کے ساتھ لاحول پڑھا تھا۔ جو انہوں نے مجھ سے لکھوالیا اور اس کا مطلب سمجھا۔

غرضیکہ عام طور پر میں اور سید محمود احمد صاحب باہر ملاقاتیں کرتے، تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے اور وہ گھر میں اسلام و احمدیت کے لئے ایک خزانہ تیار کرتیں اور ساتھ ساتھ یہ ٹائپ کروا کر ہم انگلستان روانہ کرتے جاتے جہاں یہ لٹریچر بعد پڑتال شائع ہو جاتا۔ چنانچہ اسلامی اصول کی فلاسفی ان کے بیٹے نے اپنی پیشہ ورانہ مہارت کے پیش نظر ترجمہ کر کے اپنی والدہ کی طرف سے ہمیں تحفہ دی تھی وہ انگریزی میں ڈاکٹر تھے۔ اور ترجمے کا کام بھی کرتے تھے اس طرح مسیح ہندوستان میں اور اسی طرح کی ۱۵ سے زائد کتب اور پمفلٹ تیار ہو گئے۔ **الحمد للہ علی ذالک**۔ یہ کتب ہماری ضرورت کے لئے فی الحال کافی تھیں۔

پرتگالی زبان میں ترجمہ قرآن کریم

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیحؒ نے قرآن کریم کا پرتگالی میں ترجمہ کرنے کیلئے ارشاد فرمایا انگریزی ترجمہ ہمیں بھجوایا گیا اور رات دن اس کے ترجمے کا کام شروع ہو گیا۔ یہ مکمل ہوا تو حضور پرنورؒ کی طرف سے خوشی و مسرت کا اظہار ہوا اور ازراہ شفقت خاکسار اور سسٹر امینہ ایدل وائز کا بغرض دعا دیباچہ میں ذکر بھی مذکور کیا گیا اور یہ ہمارا ترجمہ جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے پیش کئے جانے والے پہلے ۵۰ تراجم میں سے ایک ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بجا طور پر محترمہ سسٹر امینہ ایدل وائز مرحومہ کو پہلی احمدی خاتون مبلغ قرار دیا۔

(بحوالہ المحسنات صفحہ ۵۳۔ ۱۹۸۹ء میں احمدیہ صد سالہ جشن تشکر کا خطاب حضورؒ)

آپ نے ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو بعمر ۸۲ سال ریو دے جنیرو برازیل میں وفات پائی۔

اناللہ و انا الیہ راجعون۔

آپ نے میرے ساتھ اڑھائی سال Co-ordinator مبلغ کے طور پر مشن ہاؤس میں کام کیا۔ آپ عبادت گزار، صاحبہ رویاء کشوف بزرگ تھیں۔ کئی بار نماز دوپٹہ ڈال کر پڑھ رہی ہوتیں۔ سلام پھیرتیں تو مجھے اپنے چہرہ کی طرف اشارہ کرتیں تو میں نے کئی بار دیکھا کہ آپ کا چہرہ سفید براق سا چمک رہا ہوتا تھا اور موٹے موٹے قطرات سردی میں بھی پیشانی سے ٹپک رہے ہوتے تھے اور یہ آپ کی ایک روحانی کیفیت ہوتی تھی۔

احمدیہ مشن پرتگال کا قیام اور پرتگال میں جماعت احمدیہ کی رجسٹریشن

جب قرآن کریم کے ترجمہ کا کام مکمل ہو گیا تو میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے آباء و اجداد پرتگال سے آئے تھے کیا آپ پرتگال جانا چاہیں گی۔ کہنے لگیں کہ یہ تو میری ایک

Dream ہے۔ پھر میں نے ان کے ذریعہ سے پرتگال میں جماعت احمدیہ کی رجسٹریشن اور مشن احمدیہ کے قیام کا پروگرام بنایا۔ اور حضور پرنور رحمہ اللہ سے اجازت لیکر انہیں طریق سمجھایا کہ انہوں نے وہاں جا کر کسی وکیل کے ذریعہ سے جماعت کو رجسٹرڈ کرانا ہے۔ چنانچہ خاکسار تو ۱۹۸۳ء میں پرتگال نہ جا سکا تھا۔ اسطرح سے وہاں پر رجسٹریشن کروا کر عاجز بھی اس کے فاؤنڈرز میں شامل ہوگیا۔ خاکسار نے ان کا پاسپورٹ بنوایا اور ٹکٹ خرید کر انہیں دیا۔ ابھی یہ کاروائی یہاں تک ہی پہنچی تھی کہ آپ باہر سے آئیں ایک دن ہانپتی کانپتی آپ کے چہرے پر ٹانگوں پر چوٹیں تھیں۔ آپ جا رہی تھیں تو کسی کار والے نے آپ کو دھکہ لگا دیا جس سے آپ گر پڑیں۔ میں نے کہا کہ آپ ہسپتال جاتیں یا اپنے بیٹے کے پاس چلی جاتیں تا کہ زیادہ توجہ سے علاج ہوسکتا۔ آپ کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ آپ کہنے لگیں تم میرے بیٹے ہو۔ میں کہیں اور کیوں جاتی، میں نے انہیں ہومیوپیتھی دوائی دی اور دودھ گرم کر کے دیا۔ مجھے کہنے لگیں پرتگال والا پروگرام کہیں بیچ میں ہی نہ رہ جائے کیونکہ ایک دفعہ پہلے بھی ایسا ہوا تھا تو سال بھر درد میری ہڈیوں میں سے نہیں گیا تھا۔ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں دعا کیلئے بذریعہ فیکس لکھا گیا آپ کی ہدایت کے مطابق ایک دوائی کا اضافہ کیا گیا اور آپ ۱۵ دن میں ٹھیک ہوگئیں اور پرتگال جانے کے لئے تیار ہوگئیں میں نے آپ کو ۴ نومبر ۱۹۸۷ء کو پرتگال کے لئے روانہ کر دیا۔

آپ لزبن میں جا کر ایک سرائے میں رہیں۔ یہ وہ دن تھے جب مسلمانوں کو یہاں سے نکالا گیا تھا اور اس کی یاد میں یہاں پر جلوس وغیرہ نکالے جا رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بعد میں بتایا کہ فضا بالکل بھی سازگار نہ تھی جس وکیل سے بات کرتی وہ حامی نہ بھرتا۔ آخر ۱۵ دن گزر گئے کہتی ہیں ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو سامنے میز پر رکھی اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے باری تعالیٰ میں یہاں تیرے اس مسیح کا مشن اور جماعت کو رجسٹرڈ کرانے آئی ہوئی ہوں اور مجھے کامیابی نہیں ہو رہی تو میری دادرسی فرما۔

کہتی ہیں اگلے روز ہی صبح ناشتے کے وقت مجھے بتایا گیا کہ ایک خاتون جو المید ادیاز یعنی ان کے خاندان کی ہیں آپ کو ڈھونڈتی پھر رہی ہیں اور ملاقات کی خواہش مند ہیں۔ آپ نے اسے بلا کر ملاقات کی اور اکٹھے ناشتہ کیا اور پھر اس نے جانے سے پہلے دریافت کیا کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں؟ آپ نے مدعا کہہ سنایا کہ وہ جماعت احمدیہ پرتگال کو قانونی طور پر رجسٹرڈ کرانا چاہتی ہیں۔ چنانچہ اُس نے اپنے ایک دوست وکیل کا ایڈریس دیا اور بتایا کہ وہ بھی اُسے کہے گی وہ یہ کام کردے گا۔ چنانچہ مجھ سے بھی برازیل سے وکیل صاحب نے پاور آف اٹارنی منگوالیا تھا اور تین احمدیوں کی وہاں کے قانون کے مطابق ضرورت تھی۔ مکرم برادرم ستار خان صاحب سپین سے تشریف لے آئے۔ اسطرح سے ہمارے تینوں کے ناموں سے جماعت احمدیہ پرتگال میں رجسٹرڈ ہوگئی۔

اب وہاں پر باقاعدہ مشن ہاؤس اور جماعت ہے جہاں مجھے انگلستان سے جا کر وقف عارضی کی سعادت بھی حاصل ہو چکی ہے اور وہ سب کتب وہاں الماریوں میں دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی جو ہمارے ذریعہ سے برازیل میں تیار ہوئی تھیں۔

افریقہ کے ملک انگولا میں جماعت احمدیہ کا قیام

مکرم پروفیسر طاہر احمد میغل صاحب سیاحت کرتے ہوئے مسجد بشارت سپین پہنچے تو وہاں وہ مسجد بشارت کے امیر و مبلغ انچارج مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر سے بھی ملے اور اُن سے انہوں نے برازیل مشن کا پتہ حاصل کیا اور انہوں نے میرے ساتھ رابطہ قائم کیا۔ گرما کی رخصتوں میں خاکسار نے ان کو برازیل بلایا۔ سسٹر امینہ پرتگال گئی ہوئی تھیں اور مشن ہاؤس میں کچھ گنجائش موجود تھی وہ اور ان کی اہلیہ صاحبہ اور چھوٹے بچے میرے پاس تین ماہ مہمان رہے۔ میں نے اس دوران میں ان کی تربیت کی بھرپور کوشش کی اور وہ لٹریچر لیکر واپس انگولا لوٹے۔ آہستہ آہستہ ان کی مساعی سے ۱۰۰ سے زائد وہاں پر احمدی ہو گئے تب مرکز کی ہدایت پر انہیں کہا گیا

کہ کسی کو وقف کر کے مبلغ بننے کیلئے بھجوائیں۔ چنانچہ الفونسو بخاری احمد تشریف لائے۔ آئیوری کورسٹ کے ملک نے ان کو ویزا نہ دیا کیونکہ انگولا کمیونسٹ ملک ہے۔ چنانچہ ان کو وہاں کے جامعہ میں تو نہ بھجوایا جاسکا۔ البتہ خاکسار نے برازیل میں ہی ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا میں ہی اُن کا واحد استاد تھا۔ ہمارے پاس سسٹرا مینہ کے تراجم موجود تھے۔ قرآن و حدیث فقہ اور موازنہ مذاہب انہیں پڑھایا گیا اور اڑھائی سال کے بعد حضور پرنور رحمہ اللہ نے اُن کو مبلغ قرار دے دیا اور کچھ عرصہ کے لئے ان کو ارجنٹائین میں بطور مبلغ کے بھجوادیا۔ اب وہ اپنے ملک میں سیکرٹری تبلیغ اور سیکرٹری فائنانس ہیں اور مکرم پروفیسر صاحب وہاں کے امیر جماعت ہیں۔ الحمدللہ عاجز کو افریقہ میں اس پرتگالی بولنے والے وسیع و عریض ملک میں بھی قیام جماعت احمدیہ کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ الحمدللہ اور ایسا کیوں نہ ہوتا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:

> ''دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی مقبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق و مغرب شمال و جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۰)

مشن احمدیہ جنوبی امریکہ برازیل کی خرید

مشن احمدیہ برازیل کے رجسٹرڈ ہوتے ہی جگہ کی خرید کیلئے کوشش شروع کر دی گئی تھی۔ خاکسار اور سید محمود احمد صاحب نے ہر ہفتے ہی کوئی نہ کوئی جگہ دیکھنی شروع کر دی بلکہ ایک دفعہ ہم نے ایک بڑے جزیرہ کے خریدنے کا بھی سوچا۔ ایک جزیرہ Belen کے پاس فروخت ہو رہا تھا۔ اتنا بڑا تھا کہ کراچی جیسا بڑا شہر آباد ہو سکتا تھا زرعی علاقہ تھا اور اگر پچیس پچیس ایکڑ بھی ایک

خاندان کو دیا جائے تو ایک ہزار کے قریب خاندان آباد ہو جاتے۔ مرکز میں لکھا گیا اور اس کے لئے معلومات بھی اکٹھی ہوئیں مگر برازیل کی حکومت نے یہ شرط لگائی کہ اس سودے میں پاکستان کی حکومت کی شرکت بھی ہو۔ جنرل ضیاء الحق کی حکومت سے کسی قسم کی خیر کی امید نہیں تھی لہٰذا یہ پروگرام رہ گیا۔

ایک جگہ Rio de janeiro کی طرف سے آنے والے پل کے سنگم پر تھی اور یہ نیشنل پارک کے ساتھ اونچی جگہ تھی سوچا یہ گیا تھا کہ یہاں مسجد تعمیر ہوگئی تو سمندر سے اور خشکی سے دور دور سے نظر آئے گی اور لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جائے گی اور مفت میں تبلیغ ہوگی۔

حضورؒ نے جگہ پسند فرمائی اور سودا چالیس ہزار ڈالر کا ہو گیا۔ رقم امریکہ سے آ گئی اور اب مکرم سید محمود صاحب نے تمام کاروائی مکمل کرنی تھی۔ خاکسار کو اپنے ویزے کے بڑھوانے کے سلسلہ میں پاراگوائے جانا تھا۔ میں چلا گیا اور مطمئن تھا کہ یہ کام اب ہو جائے گا۔ لیکن ۱۵ دن کے بعد میں آیا اور معلوم کرنے پر پتہ لگا کہ سودہ مکمل نہیں ہو سکا۔ جب مالک کو پتہ لگا کہ کوئی انٹرنیشنل تنظیم خرید رہی ہے تو اس نے قیمت دوگنی کر دی۔ یہ سودا ممکن نہ رہا مکرم سید محمود صاحب نے رقم کی حفاظت کی خاطر سٹاک ایکسچینج میں جا کر حصص خرید لئے۔ خاکسار کو جب معلوم ہوا تو بہت فکر ہوا اور دعا بھی کی کہ یہ رقم ضائع نہ ہو۔ برازیل میں ہفتوں کے حساب سے رقم کی قیمت کم ہوتی تھی یعنی Develuate ہوتی تھی۔ میں سخت پریشان ہوا کیونکہ رقم مقامی کرنسی میں تبدیل کی جا چکی تھی۔

مجھے مرکز سے تین ماہ کیلئے رقم اخراجات کیلئے بھجوائی جاتی تھی وہ بھی میں پاراگوئے کے سٹی بنک سے ڈالروں میں لے آتا اور ہر ماہ ضرورت کے مطابق ڈالر تڑوا کر خرچ کرتا تھا اور کبھی میں نے کسی قسم کی زائد مدد مرکز سے نہیں مانگی۔ اگر تین ماہ کی رقم برازیل میں ہی تڑوا لیتا تو ممکن ہے وہ اڑھائی ماہ میں ہی ختم ہو جاتی اور میں تنگ ہو جاتا خرچ کیلئے۔ خیر یہ تو ایک اضافی بات تھی۔ میری دعاؤں کی قبولیت ہوگئی میں نے رویا میں دیکھا کہ میں سٹاک ایکسچینج گیا ہوں اور جو ایجنٹ ہے

اسے کہہ رہا ہوں کہ ساڑھے دس بجے ہمارے حصص کی قیمت بڑھے گی اور ۴۰ کے ۵۰ ہزار ڈالر ہو جائیں گے۔لہٰذا ایسا ہوتے ہی حصص فروخت کردو اور رقم ڈالروں میں دے دو۔صبح اٹھا تو میں نے سید محمود احمد صاحب مرحوم کو فون کیا۔ میں نے پوچھا کہ جس ایجنٹ کے ذریعہ سے آپ نے حصص خرید کئے ہیں۔کیا وہ ایسا ایسا ہے اور اس کی نائبہ اس کی بیٹی ہے جو ایسی ایسی ہے تو کہنے لگے کہ آپ کو کیسے پتہ لگا جو آپ کہہ رہے ہیں وہ تو ٹھیک ہے مگر آپ تو انہیں کبھی ملے نہیں اور آپ تو پارا گوائے میں تھے! خیر میں نے اپنی رویاء سنائی اور کہا کہ وہ ساڑھے دس بجے سے پہلے ہی سٹاک ایکسچینج پہنچ جائیں اس کے مطابق عمل کریں۔میں آپکے بنک پہنچا تو آپ نے چالیس کی بجائے پچاس ہزار ڈالر نکال کر میرے سامنے رکھ دیئے۔فرمانے لگے میں نے اپنے بھی ۱۰ ہزار کے حصص خریدے تھے مجھے بھی ۲ ہزار کا فائدہ ہو گیا ہے۔میں نے کہا کہ یہ آپ کی نیت کے خلوص اور فدائیت کی وجہ سے ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوازا اور ہم کئی الجھنوں سے محفوظ رہے۔

ڈاک دیکھی تو اس میں تھا کہ یہ رقم واپس امریکہ بھجوا دیں جب پھر ضرورت ہوگی تو رقم وہاں سے پھر بھجوادی جائے گی۔افسوس ہوا کہ ایک اچھا سودہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔

خیر میں اور کوٹ کی اندرونی جیبوں میں رقم ڈال کر پھر پارا گوائے دعائیں کرتا ہوا روانہ ہو گیا اور رقم پچاس ہزار ڈالر وہاں سے امریکہ بھجوادی۔ الحمد للہ علی ذالک اور مرکز کو لکھ دیا کہ خدا تعالیٰ کا کیا سلوک ہمارے ساتھ ہوا ہے بے شک ایک اچھا سودہ تو ضائع ہو گیا۔دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی اس سے بھی بہتر جگہ عطا فرمائے ۔ پھر سسٹر امینہ جب پرتگال کا مشن رجسٹرڈ کرا کے جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کے بعد اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ملاقات کا شرف حاصل کر کے واپس برازیل آئیں تو بہت خوش وخرمّ تھیں۔

لجنہ نے ان کو کئی زرق برق لباس بھی تحفہ میں دیئے تھے۔ایک دن پہن کر نکلیں تو جلدی سے واپس آ گئیں میں نے پوچھا خیر ہے۔واپس جلدی سے آ گئی ہیں آپ کہنے لگیں کہ لوگ مجھے

دیکھتے ہیں میں یہ پہن کر باہر نہیں جاسکتی۔

مجھے انہوں نے بتایا کہ حضورؒ نے انہیں فرمایا تھا کہ اقبال کی مشن ہاؤس برازیل کی خرید کے سلسلہ میں مدد کریں۔ چنانچہ حضورؒ کے ارشاد کے مطابق کوشش شروع کر دی گئی۔ مجھے یہ تو احساس ہو گیا تھا کہ یہ کام بھی سسٹر امینہ کے ذریعہ سے ہی ہو گا کیونکہ خلیفہ وقت کی دعائیں اور توجہ اور ہدایت لیکر آپ آئی ہیں۔

آپ نے چند دنوں کے بعد مجھے بتایا کہ Petro Polis میں میری ایک سہیلی کے خاوند اپنا آبائی مکان فروخت کرر ہے ہیں۔ اُن کو بزنس کے لئے فوری رقم درکار ہے ورنہ وہ شاید یہ نا بیچتے۔ شہر کے سنٹر سے ۱۰۔۱۵ منٹ کے فاصلے پر ہے۔ مین روڈ پر ہے اس روڈ پر آگے جا کر میڈیکل کالج ہے۔ مکان اونچی چوکی پر ہے۔ اور ساتھ گیسٹ ہاؤس بھی ہے۔ سرونٹ کواٹر بھی ہے۔ منی فٹ بال گراؤنڈ ہے ایک طرف پہاڑی ہے اور زمین اوپر تک پھیل گئی ہے۔ ہم نے جا کر دیکھی تو تینوں کو پسند آئی۔ مالک نے بتایا کہ وہ ٹمبر مرچنٹ ہیں اور یہ مکان اُن کے دادا نے پرتگال سے آکر ۱۵۰ سال قبل تعمیر کیا تھا اعلیٰ درجے کی لکڑی کا یہ بنا ہوا ہے جسے ابھی کئی سو سال تک کچھ نہیں ہو گا۔

میں نے جب بتایا کہ ہمیں اپنی مذہبی جماعت کے مرکز کے طور پر اسے خریدنا ہے تو کہنے لگے ہمیں صرف چند انٹیک چیزیں اٹھانی ہیں باقی سب کچھ ہم مشن کیلئے چھوڑ دیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ جب یہ بنایا گیا تھا تو ۳ لاکھ ڈالر اس پر خرچ آئے تھے۔ آپ اس کا تیسرا حصہ ہمیں دے دیں یعنی ایک لاکھ ڈالر۔ مجھے چونکہ یہاں کی جائیدادوں کی گرتی ہوئی قیمتوں کا اندازہ ہو چکا تھا۔ اس لئے میں نے کہا کہ یہ رقم جو آپ بتا رہے ہیں بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ وہ ہر ماہ دس ہزار ڈالر کم کرتے گئے یہاں تک کہ ۶۰ ہزار ڈالر پر آ گئے۔ پھر مکرم سید محمود احمد صاحب مرحوم کہنے لگے اب یہ جائیداد لے لینی چاہیئے۔ مزید کم کرانا بھی ظلم ہو گا۔ چنانچہ حضور پرنورؒ کی اجازت

سے یہ جائیداد خرید لی گئی جواب ہمارا مشن ہاؤس برازیل ہے۔ الحمدللہ علی ذالک۔

جنوبی امریکہ برازیل میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

عاجز نے رویاء میں دیکھا کہ لاطینی امریکہ میں جنگ بدر ہو رہی ہے اور پیارے آقا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ڈیوٹیاں لگا رہے ہیں۔ آپ نے سفید کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہیں اور میں ایک بچے کی طرح آپ کے ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے آرہا ہوں آخر میں مجھے فرمایا۔ وہاں شمال کی طرف چلے جاؤ۔ میں عرض کرتا ہوں جی ٹھیک ہے جانے لگا تو فرمایا۔ ٹھہرو۔ یہ میری بندوق لے جاؤ۔ (بندوق دو نالی تھی) اور فرمایا وہاں ایک دشمن اسلام رہتا ہے اس کا خیال رکھنا ہے۔ مجھے وینزویلا کے آگے کی طرف کوئی ملک نظر آیا۔

یہ رویاء میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں لکھی تو آپ نے مجھے جواب خط میں فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

T-6701

8.12.88

پیارے عزیزم اقبال احمد نجم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط محررہ ۸۸۔۱۱۔۱۶ موصول ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص اور جذبہ خدمت اور صحت میں برکت ڈالے اور ثمر دار زندگی سے نوازے۔ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ السلام کی زیارت اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اپنے لئے نئے مشن کی تیاری کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور ہر دیار میں کامیابیوں سے نوازے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

ایک دفعہ خاکسار نے دُعا کیلئے عرض کیا اور اپنی برازیل والی یہ رویاء بھی لکھی اور لکھا کہ میں سپینش میں سیرت وسوانح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھ رہا ہوں تو آپ نے اسے اور قرآن کریم کو بھی دو نالی بندوق سے تعبیر فرمایا۔ یہ مسودہ آج کل گوائٹے مالا میں چند مخلص احمدی دوست تیار کر رہے ہیں اور وہاں کے جنرل سیکرٹری Mr.Gonzalez کے زیر نگرانی یہ کام ہو رہا ہے۔

(از تحریر فرمودہ خط حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بتاریخ 92-12-8 از لنڈن)

چنانچہ جب ترجمہ قرآن کریم پرتگالی مکمل ہوا اور جماعت احمدیہ پرتگال بھی سسٹر امینہ رجسٹرڈ کروا آئیں اور مشن احمدیہ برازیل کا بھی سودا مکمل ہو گیا تو خاکسار کی گوائٹے مالا کی تقرری کے احکام موصول ہوئے اور نیز یہ بھی فرمایا کہ وہاں جا کر مسجد کی تعمیر کرانی ہے۔تب خاکسار کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ پرتگالی قرآن کریم کی اشاعت کیلئے میں اپنا مکان ربوہ والا فروخت کر کے پیش کر دوں۔ چنانچہ حضور پرنور رحمہ اللہ نے میری درخواست کے جواب میں فرمایا:

آپ نے قرآن کریم کی اشاعت کیلئے اپنا مکان بیچنے کے بارہ میں لکھا ہے۔ اسکی میں اجازت نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دلی آرزوئیں پوری فرمائے اور نیک تمنائیں قبول کرے...... بیعتوں کی بہت خوشی ہوئی۔ اللھم زدو بارک اللہ تعالیٰ آپ کا معین ومددگار ہو اور دنیا وآخرت کی حسنات عطا کرے۔آمین

والسلام خاکسار

T-1180

مرزا طاہر احمد

23.3.88 بنام مبلغ برازیل خلیفۃ المسیح الرابع

مجاہداوّل سنٹرل امریکہ گوائٹے مالا

برازیل سے نومبر ۱۹۸۸ء کے آخر میں گوائٹے مالا کا ویزا ملا اور عاجز گوائٹے مالا پہنچ گیا۔ یہاں پر کوئی ایک بھی احمدی نہیں تھا۔ یہاں سپینش بولی جاتی تھی۔ مکرم الیاس چوہدری صاحب اپنے والد صاحب کے پاکستان میں ساہیوال Case سے باعزت بری ہوجانے کے شکرانہ کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت سے مسجد کی تعمیر کرانا چاہتے تھے۔ ان کے کاروبار کے شریک ،مکرم راؤل ماسیلی صاحب کی مدد سے میونسپلٹی مکسکو Mixco میں زمین خریدی جاچکی تھی یہ جگہ شہر گوائٹے مالا اور شہر Antigua کے درمیان میں برلب سڑک واقع ہے اور دونوں طرف سے ۲۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہ ملک بہت خوبصورت ہے اور یہاں کا موسم سدا بہار کہلاتا ہے۔ اور یہ بلقانی پٹی میں واقع ہے۔

۱۴ر جنوری ۱۹۸۹ء کو میں جب گوائٹے مالا کے شہر کے فضائی مستقر Aurora پہنچا تو مکرم راول صاحب کی بیٹی جو ایک وکیل تھی مجھے لینے آئی۔ مگر ہم نے کبھی ایک دوسرے کو دیکھا نہیں تھا بلکہ فوٹو بھی نہیں دیکھی تھی۔ میں باہر نکلا تو ٹیکسی والے مجھ سے پوچھنے لگے کہاں جانا ہے تو میں نے انہیں بتا دیا کہ مجھے کوئی لینے آیا ہے۔ لیکن وہ سب حیران تھے کہ میں پھر جاتا کیوں نہیں چنانچہ جب سب لوگ چلے گئے تو ایک کار میں میرے قریب آئی۔ پوچھا گیا کہ کیا تم اقبال ہو؟ میں نے مثبت میں جواب دیا اور اس نے اپنا بتایا اور مجھے لیکر گھر پہنچی جہاں میرا استقبال بہت اچھا ہوا۔ گھر کیا تھا ایک محل ہی تھا۔ اور صرف چار پانچ لوگ تھے۔ میں چند دن اُن کے ہاں رہا پھر میں نے چاہا کہ میں اپنی رہائش لوں۔ انہوں نے بہت اصرار کیا کہ میں ان کے گھر میں ہی رہوں لیکن جس کام کیلئے میری تعیناتی ہوئی تھی وہ سب کچھ وہاں رہ کر کرنے میں دقّت محسوس کرتا تھا۔ پھر وہ مجھے گھر دکھانے کیلئے لے گئی۔ جہاں بھی وہ جاتی امراء کے علاقوں میں لے جاتی مکان کے کرائے

بڑے مہنگے ہوتے پھر میں نے اس کو سمجھایا کہ سنٹر میں ہو جہاں سے ڈاکخانہ اور مارکیٹ اور تمام ضروریات زندگی آسانی سے میسر آجائیں اور درمیانے درجہ کے لوگوں کا علاقہ ہو۔ اور ایک کمرے کی چھوٹی سی رہائش ہو جس کا کرایہ کم سے کم ہو۔ میں ایک ادنیٰ مزدور قسم کا مشنری ہوں کوئی نواب نہیں ہوں۔ وہ بہت ہنسی اور مجھے ایک ہوٹل Maya میں لے آئی جو کبھی نمبر ایک تھا مگر شیریٹن وغیرہ کی وجہ سے اب تیسرے درجے پر تھا۔ اس میں ایک کمرے کا چھوٹا سا فلیٹ دوسری منزل میں مجھے پسند آیا۔ الگ تھلگ سادہ سی رہائش بمع باورچی خانہ کی سہولت کے تھی۔ الحمدللہ میرے لئے کافی تھا۔

Mr. Bianky مسٹر بیانکی ایک اٹیلیئن آرکیٹیکٹ یہاں رہتے تھے۔ انہوں نے مسجد کا نقشہ بنایا تھا مسٹر Mr.Filepe انجینئر تھے اور مسٹر راؤل اور مسز کارولینا ان کی اہلیہ میری مددگار تھیں۔ ان کی وکیل بیٹی نے مشورہ دیا کہ مسجد کی گورنمنٹ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ عرب ۲۰ سال سے اجازت مانگ رہے ہیں اور انہیں اجازت نہیں مل رہی۔ ہر منسٹری میں یہودی مشیر ہیں، وہ مسلمانوں کی ترقی نہیں دیکھ سکتے۔ مسز کارولینا نے کہا اقبال تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہم تمہاری مسجد بنوا دیں گے۔ محترمہ وکیل صاحبہ فرمانے لگیں ایک دفعہ مسجد بن جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے گرا نہیں سکتی کیونکہ آئین میں مذہبی آزادی ہے۔

چنانچہ میں اور مسز کارولینا جا کر سیکرٹری میونسپلٹی مکسکو کو ملے خیر سگالی کے کچھ تحائف پیش کئے اور مسجد کا پلان اور پروگرام بتایا اور ان سب سے یہ خواہش کی کہ جب تک مسجد پوری طرح تعمیر نہ ہو جائے اس کی خبر باہر نہ نکلے تو بہتر ہے۔ وہ اس کارِ خیر میں ہمارے شریک ہو گئے اور عملی کاروائی کے شروع کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔

مکرم راؤل صاحب کیونکہ خود ٹمبر مرچنٹ تھے۔ انہوں نے سامنے جنگل چھوڑ کر پیچھے تعمیر مسجد کیلئے جگہ تیار کروائی جو تھوڑی اونچی جگہ تھی مگر جس وقت تک سامنے کا جنگل کٹتا، باوجود دو منزلہ

اونچی اور بڑی عمارت کے پھر بھی سڑک پر سے اوجھل ہی رہتی تھی۔ ۲۰ رفروری ۱۹۸۹ء کو پلیٹ فارم تیار کر کے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور ۲۲ رفروری سے اس کی زور شور سے تعمیر کا آغاز ہو گیا۔

مسجد بیت الاوّل گوائٹے مالا کا سنگِ بنیاد اور تعمیر

خاکسار کو معلوم تھا کہ مسجد بشارت سپین کی تعمیر میں مسجد مبارک قادیان کی اینٹ پر دُعا کر کے رکھی گئی تھی۔ لہٰذا خاکسار نے خواہش کی کہ حضورؒ دعا کر کے ہمیں بھی لاطینی امریکہ کی پہلی مسجد کیلئے مسجد مبارک قادیان کی اینٹ بھجوا دیں۔ اس پر جواب موصول ہوا کہ خود ہی دعا کر کے سنگ بنیاد کی اینٹ رکھ دو۔ چنانچہ آپؒ کی اجازت سے یہ کام کیا گیا۔ چنانچہ مکرم انجینئر صاحب مکرمہ وکیل صاحبہ اور اہلیہ راؤل مسیلی صاحبہ اور مکرم سید وسیم احمد صاحب نمائندہ مکرم الیاس چوہدری صاحب اور عاجز ہم پانچ افراد نے دعاؤں کے بعد اس پہلی مسجد لاطینی امریکہ کا سنگِ بنیاد رکھا جبکہ ایک مزدور گوائٹے مالن بھی ہمارے ساتھ تھا اور اس ویرانے اور جنگل میں خدائے قدوس کا نام بلند کرنے کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کے ساتھ اس خدا کے گھر کی پہلی اینٹ رکھ دی گئی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اور خلفاءِ احمدیت کی دعائیں قبول ہوکر یہ پہلی مسجد سینکڑوں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں مسجدوں میں تبدیل ہوتی چلی جائے اور ایک شمع سے ہزاروں نہیں لاکھوں شمعیں روشن ہوں۔ آمین اور یہ بھی دعا کی گئی حضرت مصلح موعودؓ کی زبان میں کہا ؎

لیں جائزہِ عشق میرے عشق سے عاشق
دل کو میرے عشاق کا پیمانہ بنادے
جو ختم نہ ہو ایسا دکھا جلوہِ تاباں
جو مر نہ سکے مجھ کو وہ پروانہ بنادے
دل میں میرے کوئی نہ بسے تیرے سوا اور

گر تو نہیں بستا اسے ویرانہ بنا دے
اے حسن کے جادو مجھے دیوانہ بنادے
اے شمع رُخ اپنا مجھے پروانہ بنا دے
(کلام محمود)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک رویاء جنوبی امریکہ کے متعلق

روزنامہ الفضل قادیان ۱۱ ماہِ ہجرت ۱۳۲۳ھ بمطابق ۱۱ رمئی ۱۹۴۴ء میں ایک لمبی رویاء جنوبی امریکہ کے متعلق شائع شدہ موجود ہے۔ جس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندان حضرت میاں طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) اور میاں انور احمد صاحب کا بھی ذکر ہے اور حضرت ام طاہرؒ کا بھی ذکر ہے اور یہ المبشرات میں بھی ۲۹۳ نمبر پر صفحہ ۲۰۸ سے لیکر ۲۱۲ تک درج کی گئی ہے۔ حضورؓ خود ہی اس خواب پر تبصرہ فرماتے ہیں:

فرمایا: اس خواب کے دو حصے ہیں ایک ہمارا جنوبی امریکہ میں ہونا اور دوسرا ایک شخص کا دکھایا جانا جس کو ہم نے پہلے غیر مسلم سمجھا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دل سے مسلمان تھا۔ دو حصے بتلا رہے ہیں کہ یہ خواب کسی اور واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے البتہ اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری تبلیغ کیلئے جو نئے راستے کھولنے والا ہے ان میں جنوبی امریکہ بھی شامل ہے کیونکہ میں نے دیکھا کہ جنوبی امریکہ کے ایک حصہ پر احمدی حکومت قائم ہوگئی ہے جنوبی امریکہ میں دس گیارہ ریاستیں ہیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ خواب کس حصہ کیلئے مقدر ہے۔

عاجز نے گوائٹے مالا کی واپسی پر یہ (رویاء حضرت مصلح موعودؓ) حضور کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اس رویاء کے پورا کرنے کیلئے بنیادی اینٹ بنادے اور اللہ تعالیٰ دنیا کے ان کناروں تک بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو پھیلا دے تو آپ نے اس کا جواب مجھے عنایت فرمایا۔ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لندن

21.2.1370/1991

پیارے عزیز اقبال احمد صاحب نجم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط اور الفضل سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی جو رویا آپ نے بھجوائی ہے وہ مل گئی ہے۔ یہ تو بڑی اہم رویاء ہے اور جنوبی امریکہ کے علاقوں میں احمدیت کے نفوذ کی بشارت اس میں عطا کی گئی۔ اللہ کرے کہ ہماری زندگیوں میں ہی ہماری توقعات سے بھی بڑھ کر شان کے ساتھ ان علاقوں میں اور ساری دنیا میں احمدیت پھیلے اور خوب خوب ترقی کرے۔ آپ کی نیک خواہشات بھی پوری فرمائے اور غیر معمولی مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ **کان اللہ معکم**

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفة المسیح الرابع

خلیفہ وقت کی ایک خواہش اور اس کی تکمیل

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام موصول ہوا کہ آپ نے لاس انجلیز کی مسجد کے افتتاح کیلئے جانا ہے اگر اس مسجد کا بھی ۸۰۔۹۰ فیصدی کام ہو چکا ہوگا تو وہ اس کا بھی آتے جاتے افتتاح فرما دیں گے۔ جونہی یہ بات میرے علم میں آئی تو میں نے مکرم انجینئر صاحب سے رابطہ کیا وہ اپنا پلان لیکر آ گئے۔ انہوں نے ۱۰ ماہ میں مسجد کی تعمیر کی تکمیل کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔ میں نے حضورؒ کے ارادے سے آگاہ کیا اور بتایا کہ ہمارے پاس صرف پانچ ماہ ہیں۔ رات دن دو شفٹوں میں کام کرنے کا پروگرام بنائیں فرمانے لگے تب بھی پانچ ماہ میں تکمیل نہیں ہوسکتی۔ میں نے پوچھا کہ کیوں اگر دونوں شفٹوں میں الگ الگ تازہ دم مزدور لگیں تو یہ کام ہو جانا چاہئے۔

فرمانے لگے یہ ٹراپیکل ریجن ہے اور یہاں پر تین چار ماہ سخت بارش ہوتی ہے اور ان شدید بارشوں میں تو کسی قسم کی تعمیر کا کام ممکن نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ حضور زمین پر خدا کے خلیفہ ہیں اور ہر شئی خدا کے کنٹرول میں ہے وہ اپنے پیارے خلیفہ کی خواہش پوری کرنے پر قادر ہے۔ آپ کا اور میرا کام یہ ہے کہ ان کی خواہش کے مطابق انتظام کو سیٹ کریں خدا تعالیٰ معجزات دکھائے گا اور ہمارے پروگرام کو اپ سیٹ نہیں ہونے دے گا۔ مجھے پوچھنے لگے یہ تمہارا ایمان ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ''ہاں'' کہنے لگے کہ پھر ہم تمہارے کہنے کے مطابق کر لیتے ہیں۔ چنانچہ رات دن دو شفٹوں میں کام شروع کر دیا گیا اور پچاس پچاس مزدور ہر دو شفٹ میں کام کر رہے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کی خواہش پوری کرنے کیلئے معجزانہ طور پر اس ملک میں بارش کو موخر کر دیا اور تین ماہ تک بارش نہیں ہوئی کیونکہ یہاں صرف مکئی کی فصل ہوتی ہے اور اس پر انحصار ہے معیشت کا تو یہ سمجھا جانے لگا کہ اس سال قحط پڑ جائے گا۔ تب میں نے دعا کی اے باری تعالیٰ ہم

یہاں پر قحط ڈالنے تو نہیں آئے تو ایسا کر کہ تمام ملک میں تو بارش برسا معمول کے مطابق ہماری مسجد پر نہ برسا تاکہ اسے مکمل کرلیں۔ چنانچہ پھر تمام ملک میں بارش شروع ہوگئی اور کئی ماہ تک ہم نے یہ نظارا دیکھا کہ مسجد پر بادل چھائے ہیں مگر بارش نہیں ہے۔

سُبحان اللّٰہ و بحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم۔

مکرم الیاس چوہدری صاحب مئی کے مہینے کے آخر میں آئے تو تین ماہ کے توقف کے بعد ملک میں بارشیں شروع ہوچکی تھیں۔ آپ نے شیریٹن سے فون کیا کہ تیار ہوجائیں مسجد چلیں گے چنانچہ آپ آئے تو متفکر پایا۔ اس وقت بارشیں ہورہی تھیں۔ ہم مسجد کی طرف کو چل پڑے سترھویں میل پر پہنچے تو بارش کم ہوگئی اور مسجد پہنچنے تک بارش کا نام ونشان بھی نہیں تھا مگر بادل تو تھے لیکن ان کو برسنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن نہیں تھا۔ پھر وہاں معمول کی کاروائی کے بعد اور ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد مکرم راؤل ماسیلی صاحب کے ہاں جانا تھا اور Antigua شہر میں ان کا ایک مکان تھا۔ وہاں چل پڑے وہ بیس میل آگے تھا۔ دو، تین میل تو بارش کا کوئی نام ونشان نہ تھا مگر اس کے بعد بارش ہی بارش تھی۔ وہاں شام کا کھانا کھا کر لوٹے اور مغرب عشاء مسجد میں ادا کی تو پھر وہی نظارا دیکھنے میں آیا آخر انہوں نے بات کی کہ ''یہ نظارا انہوں نے دیکھا ہے۔ شروع میں تو میں بہت متفکر ہوگیا تھا کہ یہ مسجد کیسے تکمیل کے مراحل طے کرے گی اتنی بارش میں لیکن اللہ تعالیٰ کا عجیب سلوک دیکھ کر تو مجھے کچھ اطمینان سا ہوگیا ہے'' میں نے انہیں بتایا کہ میں تو یہ نظارے تین چار ماہ سے دیکھ رہا ہوں۔ **الحمد للہ علی ذالک۔**

مزدوروں کے ساتھ بھی کافی تعلقات استوار ہوگئے تھے۔ محبت اور الفت کے تعلقات اور اولین بیعتیں بھی انہیں لوگوں میں سے ہوئی تھیں۔ آٹھ درخت پھل دار تھے۔ Aguacate (اگواکاتے) اسے وہاں کہتے ہیں Avocado انگریزی میں ہے۔ پہلے سال کا پھل مزدوروں میں بانٹ دیا گیا۔ لوگ بوریاں بھر کر لے گئے اور بہت خوش تھے یہ کافی مہنگا پھل

مارکیٹ میں تھا۔ اوراس سے ملک شیک بناتے ہیں اور سلاد میں بھی کھاتے ہیں اس میں کافی دھنیت ہوتی ہے۔

دوسرے سال کا پھل میں نے زیر تبلیغ احباب میں تالیف قلوب کے طور پر تقسیم کر دیا تھا۔ اور یہاں تحائف دینے کا بہت رواج ہے۔ سپین میں بھی تحائف دینے کا بہت رواج تھا مگر اب کم ہوتا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی مسلمانوں کے طور طریقوں کی ایک یادباقی رہ گئی ہے۔

اسی طرح مزدوروں کا دن دنیا میں منایا جاتا ہے۔ جب یہ دن آیا تو خاکسار نے ایک بکرا ذبحہ کر کے مشن کی طرف سے مزدوروں کو دیا جس پر انھوں نے بہت خوشی منائی اور میں دوپہر کا کھانا جب نگرانی کیلئے جاتا تو مزدوروں کے ساتھ بیٹھ کر کھاتا جو وہاں ایک ناقابل یقین بات سمجھی جاتی تھی کہ مالک اور مزدور مل کر ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ آپس میں فاصلہ رکھا جاتا تھا یا شاید انہیں انسان ہی نہیں سمجھا جاتا۔ یہ جو طبقاتی تقسیم انسان انسان میں کر دی گئی اسلام اسے مٹانے کیلئے تو آیا تھا اور مساوات کا درس اسلام نے دنیا کو دیا ہے اور انسانیت کی قدر و منزلت سکھائی ہے۔ ایک مزدور کو چن کر ہم نے سرونٹ کوارٹر دیا۔ حفاظت کی ڈیوٹی اس کی لگائی اور تنخواہ مقرر کی اور میں اور ڈاکٹر وسیم سید احمد صاحب اس کے ہاں ملنے گئے اور کہاں کہ ہم نے اس سے چائے پینی ہے تو وہ تو بے چارہ پاگل سا ہو گیا خوشی کے مارے کہ یہ لوگ میرے گھر میرے ساتھ چائے پینے آئے ہیں۔ ہم نے بہت روکا مگر وہ بسکٹ لینے کیلئے دوڑ گیا۔ یہ لوگ اعلیٰ اخلاق تو کیا معمولی اخلاق کے بھی بہت بھوکے ہیں۔

مکرم انجینئر صاحب اور ان کی اہلیہ بہت سوشل تعلقات سوسائٹی میں رکھتے تھے۔ اور ان کے بہت سے بچے تھے ان کے ہاں کوئی نا کوئی تقریب کچھ نا کچھ دنوں کے بعد منعقد ہوتی رہتی تھی اور وہ مجھے ضرور مدعو کرتے تھے۔ علاقہ کے انجینئر ڈاکٹرز پروفیسرز سے رات گئے تک کئی کئی گھنٹے تبادلہ خیالات کا موقع ملتا تھا چنانچہ ان کے ذریعہ بہت پڑھے لکھے لوگوں میں اسلام واحمدیت کی

تبلیغ پھیلی۔الحمدللہ۔

میں نے یہ طریق ہمیشہ رکھا ہے کہ جس ملک میں گئے کسی اچھے سے ادارے میں زبان دانی کیلئے کسی اعلیٰ کورس میں داخلہ لے لیتا ہوں۔ چنانچہ یہاں ایک ادارہ تھاIGA یعنی ادارۂ گواٹے مالن وامریکن۔اس میں میں نے انگریزی اور سپیش کے آخری کورسز میں داخلہ لے لیا تھا۔اس طرح سے علمی طبقہ میں جہاں وسیع واقفیت ہوتی ہے وہاں تبلیغ اسلام واحمدیت کے بھی مواقع پیدا ہوتے ہیں۔امریکن سفارت خانے سے ایک خاتون انگریزی پڑھانے آتی تھی۔زیادہ تر لکھ کر کچھ مختلف موضوعات پر پیش کرنا ہوتا تھا۔چنانچہ مجھے اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ساتھی طلباء کو کچھ بتانے کا موقع ملا۔میں نے اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی میں اسے پڑھنے کیلئے تحفۃً دی تو بہت خوشی ہوئی۔کچھ دن کے بعد میں نے پوچھا کہ کیسی لگی تو کہنے لگی بہت عمدہ اور کہنے لگی It is somthing like prophetic یہ پیغمبرانہ کلام کی مانند ہے۔

سپینش تو میں میڈرڈ میں ہی سیکھ آیا تھا لیکن میں نے اس ادارہ کے بھی تمام مہیا کورس پاس کر لئے جس پر انہوں نے مجھے ڈگری عطا کی۔اس میں کئی یہودی طلباء طالبات بھی تھے جن سے میری اولین واقفیت ہوئی۔

لاطینی امریکہ کی پہلی مسجد گواٹے مالا کی تکمیل کا اعلان پریس میں

مئی ۱۹۸۹ء کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے پیغام موصول ہوا کہ میں آرہا ہوں اس کیلئے تیاری کرو۔چنانچہ اذن کے ملتے ہی خاکسار نے پریس میں جا کر مسجد کی تکمیل کا اعلان کر دیا اور بتایا کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ مسجد کے افتتاح کے لئے جولائی کے پہلے ہفتہ میں تشریف لائیں گے۔

☆......اخبار Prensa Libre نے ۲ مئی ۱۹۸۹ء کو حضورؒ کی فوٹو دیکر لکھا:

طاہر احمد اس ملک میں تشریف لا رہے ہیں

اسلامی مذہب کے پیروکار مسجد کا افتتاح فرماویں گے۔احمد اسلام کے عظیم ترین رہنما ہیں

ترجمہ تلخیص:

آپ جماعت احمدیہ عالمگیر کے خلیفہ ہیں اور خلیفہ سپریم ہیڈ ہوتا ہے۔حضرت مرزا طاہر احمد جولائی کے پہلے ہفتے میں ہمارے ملک میں تشریف لائیں گے اور یہاں پہلی مسجد کا افتتاح فرمائیں گے جو کہ جماعت کے ایک ممبر نے گوائٹے مالا اور انٹی گوا سڑک پر بیسویں میل پر بنوائی ہے۔ یہ بات ہمیں اقبال احمد نجم نے بتائی جو اس مذہبی تنظیم کے یہاں کے مبلغ ہیں۔

اقبال نجم نے یہ بھی بتایا کہ اس موقع پر کئی اور علاقوں کے جماعت احمدیہ کے نمائندوں کے بھی آنے کی توقع ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح اسلام میں مہدی اور مسیح موعود کے خلیفہ ہیں جس کی بہت بڑی اہمیت ہے۔آپ نے بتایا کہ جون کے آخر تک ہماری اس سنٹرل امریکہ اور لاطینی امریکہ کی پہلی مسجد کی تعمیر تکمیل پذیر ہو جائے گی۔

مسجد کا افتتاح ہوگا

☆......Elgrafico نے ۶رمئی کی اشاعت میں خاکسار کی فوٹو کے ساتھ لکھا:

جولائی کے پہلے ہفتے میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی لاطینی امریکہ میں پہلی مسجد کا افتتاح فرمانے کیلئے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب جو اس جماعت کے سپریم ہیڈ ہیں تشریف لا رہے ہیں۔ یہ مسجد گوائٹے مالا شہر اور انٹی گوا شہر کی سڑک نمبر چار پر بیسویں میل پر واقع ہے۔ یہ بات ہمیں اقبال احمد نجم مبلغ جماعت احمدیہ نے بتائی جو لاطینی امریکہ کے مبلغ ہیں۔

افتتاح کے موقع پر خاص و عام کو اپنے بھائیوں کی طرح خوش آمدید کہا جائے

گا۔ اور ہماری بنیاد اس بات پر ہے کہ ہم سب سے محبت کرتے ہیں اور کسی سے نفرت نہیں کرتے۔ اس وقت دنیا میں ہماری تعداد دس ملین کے قریب ہے۔ ہم فنیٹک نہیں ہیں۔ ہم اپنے سے مختلف عقائد رکھنے والوں کو بھی سینے سے لگاتے ہیں بشرطیکہ سچی محبت بھائی چارہ اور آپس کا احترام ہو۔

☆......جون ۱۹۸۹ء کو بھی مسجد کی فوٹو دے کر یہی خبر دوہرائی گئی۔

اخبار Elgrafico نے اپنی ۶رمئی ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں اسی خبر کو بیان کیا اور جون ۱۹۸۹ء کو اس خبر کو دوہرایا

☆......۳رجولائی کو مسجد کا افتتاح ہوگا ۹رجون ۱۹۸۹ء کو خبر شائع کی گئی اور خاکسار کا ٹیلیفون بھی دیا گیا۔ تاکہ خواہش مند شمولیت رابطہ کرسکیں۔

☆......۲۹رجون کی اشاعت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی فوٹو کے ساتھ خبر شائع ہوئی جس میں تمام تعارف دوہرایا گیا۔

☆......4 مئی ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں اخبار Prensa Libre نے دو صفحے پر بہت بڑا مضمون شائع کیا جو ان کے نمائندے Alvaro Galvis نے لکھا۔ انہوں نے ملک کی بڑی بڑی شخصیات سے ملاقات کر کے مسجد کے متعلق آراء اکٹھی کیں۔ جو انہوں نے شائع کیں اور ۱/۴ صفحہ پر حضور کی ہاتھ سے تصویر بنائی ہے جس میں آپ قینچی سے افتتاحی فیتہ کاٹ رہے ہیں جلی عنوان انہوں نے مضمون کا بنایا ہے۔

☆......اسلام پھیلتا جا رہا ہے

☆......اور اب گوائٹے مالا میں بھی پہنچ گیا ہے

☆......جلد ہی یہاں پر پہلی مسجد کا افتتاح کیا جا رہا ہے

ترجمہ و تلخیص

عالمگیر جماعت احمدیہ اسلامی کے سپریم ہیڈ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے یہاں مسجد کے افتتاح کے لئے آنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی عقائد گوائٹے مالا میں پھیل رہے ہیں جس کی وجہ سے کیتھولک عیسائیوں اور سیاست دانوں میں فکر مندی کے آثار ہیں۔

☆......آیۃ اللہ خمینی اور سلمان رشدی کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اقبال احمد نجم نے کہا کہ میرے نزدیک کسی کے مقدس مذہب اور مقدس بانی کے متعلق ہنسی مذاق کرنا اور اسے غلط رنگ میں پیش کرنا سخت زیادتی اور ناانصافی ہے۔ مگر اس کا حل یہ نہیں ہے کہ اس کی موت کے فتویٰ کے ساتھ بیش قیمت انعام کا اعلان کر دیا جائے۔ جو ہتھیار استعمال کیا گیا ہے اس کا جواب اسی قسم کے ہتھیار سے دینا چاہئے یعنی جو غلط باتیں کہی گئی ہیں اس کا مدلل جواب سچائی کے اظہار کیلئے دیا جانا چاہئے۔ یہ بات ہمیں مسجد کے پہلے امام اقبال احمد نجم نے کہی۔

☆......Monsenor Gerardi نے کہا کہ مسجد کی تعمیر کسی طرح بھی چرچ کو گزند نہیں پہنچا سکتی۔ گوائٹے مالا کی جمہوری حکومت مذہبی آزادی کی ضمانت دیتی ہے اور اگر مسلمان ملک کے قانون کی پیروی کرتے رہیں تو ہمارا خیال ہے کہ کسی قسم کی مشکلات پیدا نہیں ہوں گی۔ جب اُن سے سوال کیا گیا کہ شہر آنتی گوا، جو رومن کیتھولک چرچ کا مرکز ہے اس کے پاس ہی مسجد کی تعمیر ہوئی ہے تو اس کی وجہ سے کیا انہیں کسی قسم کی مشکلات کا سامنا تو نہیں ہوگا۔ تو آپ نے جواب دیا کہ نہیں اور بتایا کہ ۸۰ فیصدی گوائٹے مالن رومن کیتھولک ہیں انہیں اپنے مذہب پر اب پہلے سے زیادہ عمل پیرا ہونا چاہئے ان دنوں میں ملک میں اور مذاہب بھی پیدا ہوئے ہیں لہٰذا مذہبی آزادی سے انہوں نے فائدہ اٹھایا ہے جو اچھی بات ہے۔

☆......کیتھولک چرچ کے Penado del Barrio نے جواب دیا:

میرے لئے یہاں مسجد کی تعمیر Surprise ضرور ہے مگر اُمید ہے کوئی مشکل نہیں ہوگی۔ میں مشرقی لوگوں کو جانتا ہوں وہ اپنی نسل کے اعتبار سے پھیلتے ہیں مثلا یہودیوں کو دیکھیں کبھی کوئی یہودی کیتھولک نہیں ملے گا۔ اس طرح عرب میں ہمیں عیسائی عرب ملتے ہیں۔

☆......Gal on سفیر صاحب نے کہا:

ہر مذہب کے پیروکو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی ہے۔ کل گوائٹے مالا میں اسرائیل کے سفیر صاحب نے یعنی عزرائیل گالون نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی آمد کی خبر کو سن کر کہا کہ یہاں عربوں اور یہودیوں کے آپس کے تعلقات اچھے ہیں۔ کاش کہ مسلمانوں سے بھی آئندہ ایسے ہی رہیں اور مرزا طاہر احمد کا یہاں آنا صرف مذہبی اغراض تک ہی محدود رہے۔

☆......قینونس نے کہا کہ گوائٹے مالا میں بہت سے مذاہب رہ سکتے ہیں۔ آپ ایک سیاست دان بھی ہیں اور مذہبی لیڈر بھی۔ آپ نے کہا کہ تمام مذاہب کی غرض لوگوں کو بہتر بنانا ہے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا ملک میں آنا کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ آپ اپنے ماننے والوں کو اپنے مذہب کا پیغام ہی دیں گے۔ باقی میں عیسائی مذہب کا پیروکار ہوں اور سیاسی لیڈر ہوں ایک دوسرے کے مذہب کا احترام ضروری ہے۔ ہر مذہب امن کی تلاش میں ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ اسلام بھی ایسا ہی چاہتا ہے اور خلیفہ گوائٹے مالا کے امن کیلئے دعا کریں گے۔ یہ بات قیونس ساگاستوم نے کہی۔ نیز آپ نے شیطانی آیات اور خمینی اور رشدی کا بھی ذکر کیا۔

☆......Jaime Russ Topolski یہودیوں کے مذہبی لیڈر نے کہا کہ جہاں تک ایک مسلمان لیڈر کے ملک گوائٹے مالا میں آنے کا تعلق ہے تو اللہ کا شکر ہے کہ ہم ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں آزادیٔ مذہب ہے۔ ہم یہودی اُن سب کے خلاف ہیں جو دوسروں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ اپنے مذہب پر عمل پیرا ہیں۔ مسلمان اگر دوسروں کے عقائد کا احترام کریں تو اپنے مذہب پر انہیں عمل کرنے کی آزادی ہونی چاہئے۔ آپ نے میکسیکو کے Benito Juarez کا قول بیان کیا کہ ناواقف کے حقوق کا خیال رکھنا دراصل امن کی ضمانت ہے اور کہا کہ ہم دوسروں کا احترام کرتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ یہ محمڈن بھی ہمارا احترام کریں گے۔

☆...... چنانچہ اس خبر کو پڑھنے کے بعد میں اخبار کے دفتر میں گیا اور میں نے کچھ وضاحتیں کیں۔ وہ اخبار نے ۶؍مئی ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور خاکسار کی فوٹو کے ساتھ شائع کیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

Prensa Libre۔6 مئی 1989

اقبال احمد نجم کی کچھ وضاحتیں بابت مسجد بیت الاوّل گوائٹے مالا

جماعت احمدیہ مسلمان کے مبلغ اخبار میں یہ واضح کرنے آئے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا نہیں بلکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے نبی یقین کرتے ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ اس لئے مسلمانوں کو محمڈن کہنا درست نہیں ہے اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے کسی نسل کا ملک کا مذہب نہیں ہے۔ اور اس کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مزید برآں آپ نے کہا جماعت احمدیہ ایک عالمگیر جماعت ہے جو ۱۲۰ سے زائد ممالک میں موجود ہے اور ہم جہاں رہتے ہیں وہاں کے قانون کا احترام کرتے ہیں

اوراس کے مطابق عمل پیرا ہیں۔اوراس طرح ہم سب مذاہب کا احترام کرتے ہیں اور دنیا میں کسی کے ساتھ بھی ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ہم احمدی محبت و پیار باہمی احترام اوردلیل وبراہین سے تمام مذاہب اور فرقوں کے ساتھ بات کرتے ہیں۔

اور جہاں تک مسجد کا تعلق ہے یہ کسی ملک کی نہیں ہے ایران یا کسی بھی دوسرے ملک کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ صرف خدا کا گھر ہے۔ یہ ان سب لوگوں کے لئے کھلی رہے گی جو ایک خدا پر ایمان لاتے ہیں جو لافانی اور خالق کائنات ہے اور جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو یہ کسی نسل یا ملک کا مذہب نہیں ہے ۔یہ ایک عالمگیر مذہب ہے جو تمام انسانوں کیلئے ہے۔ اس پر مراکش سے لیکر انڈونیشیا تک کے لوگ بلکہ دیگر مما لک کے لوگ بھی عمل پیرا ہیں۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبۃ الوداع میں اس بات کا اعلان فرمایا تھا کہ اسلام میں لوگوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جاتا اورکوئی نسلی امتیاز نہیں ہے سب برابر ہیں۔اورمسجد میں خاص طور پر مساوات کا سبق دیا جاتا ہے سب لوگ اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے ہیں۔

مزید یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خلیفہ ہم سب دس ملیئن احمدیوں کیلئے قابل احترام شخصیت ہیں جو دنیا کے سب مما لک میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر میں حقیقت واضح نہیں ہوتی اس لئے میں لاطینی امریکہ کا مبلغ ہونے کی حیثیت میں احتجاج کرتا ہوں کیونکہ آپ کی فوٹو کی بجائے ہاتھ سے بنایا ہوا کارٹون شائع کیا گیا تھا۔آپ جولائی کے پہلے ہفتہ میں تشریف لائیں گےاورمسجد کا افتتاح بھی فرمائیں گے اور ملک گوائٹے مالا کے لئے دعا بھی کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو برکت بخشے۔

جماعت احمدیہ گوائٹے مالا کے امیر اقبال احمد نجم اس موقع پر ان سب اشخاص کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے مسجد احمدیہ کے متعلق مثبت خیالات کا اظہار فرمایا اور کہا کہ میں پیشگی ان لوگوں کا بھی مشکور ہوں جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو اس ملک میں خوش آمدید کہیں گے۔

اخبار Prensa Libre ۔29 جون کی اشاعت میں جناب Pedro Julio Garzia ڈائریکٹر اور صحافیوں کے صدر کے ساتھ خاکسار اور مکرم وسیم احمد سید صاحب کی فوٹو شائع ہوئی ہے جو اس دوران لی گئی تھی جبکہ ہم نے ان کے ہاں Visit کی تھی۔ نیز انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور مسجد کی فوٹو بھی دی ہوئی ہے۔ اور تعارف بھی کرایا ہے۔

اس اخبار نے حضور کی گوائٹے مالا کی مصروفیات کا ذکر کیا ہے کہ آپ ۳ر جولائی ساڑھے آٹھ بجے فضائی مستقر Aurora پر اتریں گے اور ۱۳ بجے مسجد کا جا کر افتتاح فرماویں گے اور ۱۹ بجے ہوٹل Camino Real میں آپ کے اعزاز میں عشائیہ پیش کیا جائے گا جہاں وہ ایک لیکچر بھی دیں گے۔ ۴ر جولائی کو ملک گوائٹے مالا کے صدر سے اُن کے صدارتی محل میں ملاقات ہوگی اور بدھ ۵ر جولائی کو مسجد کے ساتھ ایک کلینک کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ ساڑھے دس بجے ایک پریس کانفرنس ہوگی۔ ساڑھے گیارہ بجے میونسپلٹی کے حال میں شہر کے میئر سے ملاقات ہوگی اور ۶ر جولائی کو آپ کی واپسی ہو جائے گی۔

اخبار الگرافیکو میں جماعت احمدیہ کے متعلق تفصیلی نوٹ

اخبار Elgrafico ۳ر جولائی ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا کہ آج حضرت مرزا طاہر احمد سپریم ہیڈ جماعت احمدیہ مسلمان انٹرنیشنل فضائی مستقر Aurora پر اُتریں گے۔ آپ کی آمد کا مقصد گوائٹے مالا کی پہلی مسجد کا افتتاح کرنا ہے۔ آپ ہمارے ملک میں تین روز قیام فرماویں گے۔ آپ کو ریپبلک حکومت گواٹے مالا کے صدر Lic Vinicio Arevalo بھی خوش آمدید کہیں گے۔ اس

طرح گواتے مالا شہر کے میئر بھی آپ کو خوش آمدید کہیں گے۔ اور آپ کو ایک خوش آئیند نو وارد قرار دیں گے۔

افتتاح مسجد ۱۲ بجے ہوگا اس طرح آپ پہلے ہسپتال کا سنگ بنیاد بھی رکھیں گے۔ یہ جماعت احمدیہ کا اس علاقے میں پہلا ہسپتال ہوگا جو ملک کے تمام لوگوں کی خدمت کرے گا۔ جب آپ تشریف لائیں گے تو فضائی مستقر پر پروٹوکول سیلون میں پریس کانفرنس بھی ہوگی اور مسجد کے افتتاح کے بعد بھی ایک پریس کانفرنس ہوگی۔ اور ہمارے ملک میں رہائش پذیر مسلمان احمدیوں کی طرف سے آپ کے اعزاز میں ایک عشائیہ کسی اچھے ہوٹل میں بھی پیش کیا جائے گا۔

گواتے مالا میں تقریباً تین صد خاندان ایسے ہیں جو اسلام پر عمل پیرا ہیں۔

اخبار Prensa Libre کی تین جولائی کی اشاعت میں ایک صحافی اربانو ماویل صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا:

لاطینی امریکہ - گواتے مالا میں پہلی مسجد بیت الاوّل کا افتتاح

آج سوموار کو بیت الاوّل پہلی مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔ یہ مسجد جماعت احمدیہ نے بنائی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے یہ مذہب آج سے ۱۴ صدیاں قبل معرض وجود میں آیا تھا۔ اس تقریب میں بہت سے معززین شامل ہوں گے اور حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح بھی جو اس جماعت کے بانی علیہ السلام کے چوتھے روحانی پیشوا ہیں شامل ہوں گے۔ آپ کی حیثیت اسلام میں ایسی ہی ہے جیسے رومن کیتھولک چرچ میں پوپ کی ہے۔ جماعت احمدیہ) قادیان -پنجاب) ہندوستان میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام جو کہ موعود و ریفارمر تھے کے ذریعہ سے عالم وجود میں آئی۔

جہالت کی وجہ سے مقدس آیات کا غلط مطلب سمجھ لیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اور قرآن کریم کو غلط معنی پہنا لئے گئے اور مسلمانوں کو محمڈن کہنا شروع کر دیا گیا۔ انہیں جہادی اور خون ریز اور تشدد پسند قرار دے دیا گیا خاص طور پر جب سے کہ خمینی کو طاقت حاصل ہوئی ہے، اس بات پر مہر ثبت کر دی گئی ہے۔

اسلام کو ماننے والوں کی تعداد دنیا میں ایک ہزار ملین ہوگی اور جماعت احمدیہ کی نمائندگی ۱۰ ملین احمدی کرتے ہیں۔ جو قرآن کریم کی تعلیم پر عمل پیرا ہیں اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی بات پر کان دھرتے ہیں۔ جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے اسلام میں بعد میں خلفاء ہی گورنر تھے اور ایران میں خمینی نے طاقت پکڑی تو سیاست میں مذہبی تشدد اور خون ریزی کو زیادہ داخل کر دیا گیا۔ لیکن ان کے علاوہ بھی کچھ لوگ ہیں جو ان باتوں سے اتفاق نہیں کرتے مثلاً جماعت احمدیہ ہے یہ مذہب میں کسی قسم کے تشدد کو روا نہیں رکھتی۔ یہ جماعت ۱۰۰ سے زیادہ ممالک میں قائم ہو چکی ہے جو پاکستان، ہندوستان، انڈونیشیا، افریقہ، مشرقی اور مغربی کے ممالک اور اسی طرح یورپ کے کئی ممالک میں بھی قائم ہے اور امریکہ اور ساؤتھ امریکہ میں بھی اُس کے طاقت ور گروپ ہیں اور ہنگری روس اور سپین میں بھی یہ موجود ہے۔

لندن میں ۱۹۲۴ء میں ان کا مضبوط سنٹر قائم ہوا۔ آج جیسے کوپن ہیگن۔ زیورک فرانکفورٹ اور ہیگ میں بھی ان کی مساجد موجود ہیں۔ اس جماعت نے مختلف شخصیات مختلف سیکٹر میں پیدا کیں ہیں جیسے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے اور پھر بعد میں آپ اقوام متحدہ کے صدر ہو گئے۔ اب آپ وفات پا چکے ہیں۔ اسی طرح نوبل پرائز یافتہ ڈاکٹر عبد السلام

ہیں جو پہلے امپیریل کالج لنڈن کے پروفیسر تھے۔ اور جماعت احمدیہ کے ایک فعال ممبر ہیں۔ پھر ڈاکٹر حضرت مرزا مظفر احمد صاحب ہیں جو عالمی بنک کے ڈائریکٹر رہے ہیں اور جماعت کے فعال ممبر ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سے ہیں مگر طوالت کے خوف سے ان کا ذکر ترک کیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں جماعت احمدیہ کئی درجن اخبار اور رسالے مختلف زبانوں میں شائع کرتی ہے جیسے ریویو آف ریلیجن انگریزی میں اور روزنامہ الفضل اردو میں اور سینارا اسلام انڈونیشئن میں اور البشریٰ عربی میں۔

اگر اسلام پر حملہ کرنے والے خومینی کی خونخواری کو پیش کرتے ہیں تو عیسائی دنیا کو بھی اپنا کروسیڈ کا زمانہ یاد کرنا چاہئے جبکہ وہ زور شمشیر سے ان کے پھیلاؤ کو روکتے رہے۔ اس موقع پر بائیبل کی وہ کہاوت صادق آتی ہے کہ پہلا پتھر وہ چلائے جو کہ گناہ سے پاک ہو۔ اگر عیسائی دنیا میں مدر ٹریسا جیسے وجود ہیں تو مسلمانوں میں بھی احمدیہ جماعت ہے جو امن اور انسانیت کی ہمدردی کے لئے وقف ہے۔

اخبار Elgrafico کی چار جولائی ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں مسجد اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تصویر شائع کی۔ اور لکھا (آپ کا تعارف اور جماعت احمدیہ کا تعارف اور مسجد کا محل وقوع اور تعارف) اور پھر لکھا کہ تقریب میں ملک کے نائب صدر Lic Roberto Carpio بھی شامل ہوئے اور یہ جماعت خاص مذہبی جماعت ہے اور سیاسی معاملات میں یہ کسی طرح کی مداخلت نہیں کرتی ان کا اصول یہ ہے کہ سب کیلئے محبت اور نفرت کسی سے نہیں۔

☆......اخبار Prensa Libre کی ۷ر جولائی ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں انہوں نے ایک تصویر افتتاح کے موقع کی دی ہے۔ جس میں لکھا ہے:

جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح مرزا طاہر احمد افتتاح کے موقع پر ملک کے نائب صدر Nicolle Lic Roberto Carpio سے گفتگو فرما رہے ہیں اور آپ کے دائیں Dr. Juan Roberto Rodriguiz Montoya وزیر صحت اور Carlos Gehlert Mata وزیر داخلہ و پروٹوکول اور Lic Alejandro Maldonado Aguirro جو آئینی عدالت کے پریزیڈنٹ (یعنی چیف جسٹس) اور کرنل Ronaldo Sandoval Gamarrra وافواج گوائٹے مالا کے ہیڈ ہیں یہ سب لوگ تشریف فرما ہیں۔

☆...... اخبار Prensa Libre کی ۲/ اگست 1989ء کی اشاعت میں انہوں نے حضور کے ساتھ چیف جسٹس صاحب اور نائب صدر صاحب کی فوٹو دی ہے جس میں آپ قرآن کریم سپینش کے تحائف انہیں دے رہے ہیں۔ نیز اس کے ساتھ تمام تفصیل بیان کرنے کے بعد لکھا کہ آپ کو ریپبلک گوائٹے مالا کے صدر Lic Vinicio Cerezo Arevalo نے بھی اپنے ہاں مدعو کیا اور میئر شہر Lic. Alvaro Arzu نے بھی۔

☆...... تین جولائی ۱۹۸۹ء کو ہی Prensa Libre اخبار کے تین فل صفحے خرید کئے گئے اور ان پر انجینئر اور آرکیٹیکٹ اور وکیل ماریسا ماسیلی گابرئیل انجینئر Roberto جنہوں نے بجلی کا کام مسجد میں کیا اور دیگر کام کرنے والوں مثلاً ٹمبر مرچنٹ راؤل ماسیلی وغیرہ کی طرف سے حضور کی بڑی بڑی فوٹوز اور مسجد کی فوٹوز چھاپی گئیں اور اس خوشی کے موقع پر حضور کو مبارکباد دی گئی اور اپنے ملک میں خوش آمدید کہا گیا۔

تقریب افتتاح مسجد بیت الاوّل

چنانچہ اس وسیع اشاعت کی وجہ سے خوب لوگوں کو اس کے متعلق معلوم ہو گیا تھا اور توجہ ہو گئی تھی اور باوجود چھٹی کا دن نہ ہونے کے اس تقریب میں لوگوں نے جوق در جوق شرکت کی حالانکہ یہ تقریب ہر دو بڑے شہروں سے بیس میل باہر نکل کر تھی۔ ہم نے چند ہزار اشتہار بھی تقسیم کئے تھے ہمارا توکل اور بھروسہ تو صرف خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔

حسبی رَبّی جل اللہ۔ مافی قلبی غیر اللہ

صدر مملکت نے بھی اس تقریب میں آنے کی حامی بھر لی تھی مگر عین موقع پر مزدوروں کا جلوس نکلنے لگا اور ان کو صدارتی محل میں ہی ٹھہرنا پڑا لیکن انہوں نے اپنی جگہ نائب صدر مملکت۔ چیف جسٹس مملکت اور صحت داخلہ اور پروٹوکول منسٹرز اور افواج کے چیفس کو بھجوا دیا جن کے ساتھ ان کا بہت سا عملہ بھی آ گیا۔ چنانچہ ہم نے چھولداری بڑی لگا کر جو پانچ صد کرسیاں رکھی تھیں وہ بھی کم پڑ گئیں اور ہزار کے قریب حاضری ہو گئی۔ لوگ کھڑے تھے۔ ٹی وی کے ڈائریکٹر صاحب جنہیں کئی دفعہ میں مل چکا تھا لیکن وہ اتنی اہمیت نہیں دے رہے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عمائدین اور بہت سے افراد کے آنے کا انتظام فرما دیا تو Media خود بخود ہی حرکت میں آ گیا اور پھر ڈائریکٹر صاحب میرے آگے پیچھے پھر رہے تھے اور میں مصروفیات کی وجہ سے بھاگا پھر رہا تھا۔ اس موقعہ پر ماسیلی خاندان نے بہت مدد کی اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ اور ان سے میرا E-mail پر تو آج تک رابطہ ہے۔ سب کیلئے مشروبات کا انتظام کیا گیا تھا۔

حضورؒ نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اور کیا چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ TV کا ڈائریکٹر ہے اور حضورؒ کا انٹرویو چاہتا ہے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے ہم اِدھر سے فارغ ہو کر TV میں ہی جائیں گے۔ یہ تیاری کریں۔

حضورؒ کا مسجد بیت الاوّل کا افتتاح فرمانا اور لاطینی امریکہ میں پہلی بار لوائے احمدیت کا لہرایا جانا

حضورؒ اپنے قافلہ کے ساتھ شیریٹن سے روانہ ہوکر ۱۱ بجے صبح مسجد میں پہنچے تھے اور تقریباً ایک گھنٹہ آپ نے اس کی محراب میں نوافل ادا فرمائے تھے۔ اس کے بعد سپین سے آئے ہوئے مکرم فضل الٰہی قمر صاحب نے اذان دی اور آپ نے سب مردوزن اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب یعنی مکرم نصیر احمد صاحب قمر حضور کا سیکورٹی کا عملہ مکرم میجر محمود صاحب افسر حفاظت اور اشفاق صاحب اور مکرم کریم حیات صاحب نیز مکرم الیاس چوہدری صاحب ان کی اہلیہ، والد صاحب اور والدہ صاحبہ ڈاکٹر کریم احمد صاحب امریکہ بمع اہلیہ، مکرم خادم حسین صاحب، مکرم ڈاکٹر نعیم اللہ صاحب امریکہ اہلیہ صاحبہ اور بیٹی اور ڈاکٹر مکرم سید جعفر علی صاحب بمع اہلیہ صاحبہ اور بیٹی اور بیٹا مکرم ڈاکٹر منصور عطاء الٰہی صاحب سپین حضور کے ترجمان اور مکرم ڈاکٹر وسیم احمد سید صاحب اور احسان الٰہی صاحب اور خاکسار کو ظہر وعصر کی پہلی نماز بیت الاول میں پڑھائی۔

آپ نے اِس کے بعد چھولداری میں تشریف لاکر دوستوں اور VIPs سے ملاقات کی۔ تقریب کا آغاز، تلاوت کلام پاک سے ہوا جو خاکسار نے کی۔ اور پھر نائب صدر مملکت نے کھڑے ہوکر حضورؒ کو خوش آمدید کہا اور یہ کہا کہ کیونکہ ہمارے ملک میں مذہبی آزادی ہے اس لئے آپ یہاں بلا کسی روک ٹوک کے تبلیغ کر سکتے ہیں۔ حضورؒ نے اس کا جواب دیا کہ آپ تو وہ آزادی ہمیں دے رہے ہیں جو ہمیں اپنے ملک میں بھی حاصل نہیں ہے۔ پھر آپ نے اولین عیسائیوں کا اور ان کی مشکلات کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ ہماری جماعت کے بانی علیہ السلام مثیل عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس لئے وہ سب مماثلتیں بھی موجود ہیں۔ آپ نے آخر میں شکریہ بھی ادا کیا۔ اس کے بعد آپ سب کو لیکر مسجد کے ساتھ دوسری منزل پر مشن ہاؤس میں چلے گئے اور

سب باقی لوگ چھولداری میں اس خوشی کے موقع پر منہ میٹھا کرنے میں مصروف ہو گئے۔ حضورؒ نے سب کو قرآن کریم سپینش اپنے دستخطوں سے بطور تحفہ کے دیئے۔ (یعنی نائب صدر اور وزراء اور وی آئی پیز ممبر پارلیمنٹ کو)

میرے نزدیک بہت اہم بات اس موقع پر یہ ہوئی کہ خلیفہ ٔوقت نے لوائے احمدیت لاطینی امریکہ کے پہلے ملک گوائٹے مالا میں اپنے دستِ مبارک سے بلند کیا اور لہرایا۔ اور ان کی اقتداء میں ملک کے نائب صدر نے گوائٹے مالا کا جھنڈا لہرایا۔ **الحمد للہ علی ذالک**۔ اور اس کے بعد حضورؒ نے ہاتھ اٹھا کر سب کے ساتھ دُعا بھی کروائی۔

حضورؒ کے ٹیلیویژن اور اخبارات میں انٹرویوز

حضورؒ مسجد بیت الاوّل سے سیدھے ٹیلیویژن Noite-7 میں تشریف لے گئے۔ آپ کا ڈیڑھ گھنٹے کا Live انٹرویو ہوا جو تمام ہمسایہ ممالک میں دیکھا اور سنا گیا۔ اس بات کا اندازہ اس طرح ہوا کہ بعد میں ہمسایہ ممالک سے ایسے خطوط موصول ہوئے۔ جن میں انہوں نے بھی اپنے ملک میں ایسی مساجد تعمیر کئے جانے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ (مثلاً مجھے یاد ہے کہ کولمبیا سے ایک خط بہت سے دستخطوں کے ساتھ آیا تھا) آپؒ کے جو انٹرویو ہوئے ان میں گوائٹے مالا کے صحافیوں کے علاوہ نیکاراگوا اور اسی طرح سالوادور اور کئی دوسرے ہمسایہ ممالک کے صحافیوں نے بھی آکر شرکت کی۔

چنانچہ اخبار Prensa Libre کی ۱۱ ستمبر ۱۹۸۹ء اور ۱۴ ستمبر ۱۹۸۹ء کی اشاعتوں میں دو اقساط میں بمع آپ کی فوٹو کے انٹرویوز شائع ہوئے تھے اور عنوان بنایا گیا تھا:

آپس میں مذہبی چپقلشیں نہیں ہوں گی نہ ہی یہودیوں اور مسلمانوں میں (طاہر)

ان انٹرویوز کو قومی معاملات کے صفحات پر چھاپا گیا تھا۔

(ترجمہ اور تلخیص: صفحہ اوّل از ۱۱ر ستمبر ۱۹۸۹ء)

یہودیوں کے متعلق کئے گئے سوال کے جواب میں آپؒ نے فرمایا:

میرا خیال نہیں ہے کہ مسلمان جماعت احمدیہ گوائٹے مالا اور یہودیوں کا آپس میں کوئی نزاع ہوگا کیونکہ جماعت احمدیہ اسرائیل میں بھی موجود ہے۔اور ہم نے یہودیوں کے ساتھ امن سے رہنا سیکھا ہوا ہے۔ہمیں یہودیوں کے ساتھ کبھی کوئی پرابلم نہیں ہوا کیونکہ ہمارے خیال میں یہودی بھی اچھے لوگ ہیں وہ بھی انسان ہیں۔ہم انہیں پسند کرتے ہیں۔ان کے اپنے پروگرام ہیں کیونکہ ان کے بھی حقوق ہیں اور ان کو بھی آزادی نصیب ہے باقی جو ہم قبول نہیں کرتے وہ اُن کا فلسفہ صیہونیت ہے جو کہ وہ دنیا کے گلے میں باندھنا چاہتے ہیں۔

سیاست کے متعلق سوال پر کہ کیا جماعت احمدیہ ۱۹۹۰ء کے انتخاب میں کسی گروپ یا کسی امیدوار کی حمایت کرے گی؟ آپؒ نے فرمایا:

ہمارے کوئی سیاسی عزائم نہیں ہیں۔بعض اوقات مذہب کو سیاست سے بالکل جدا حیثیت حاصل ہونی چاہئے۔ہم اس لئے آئے ہیں تاکہ لوگوں کو خدا تعالیٰ پر ایمان و یقین پیدا ہو کہ وہ موجود ہے اور ان میں بہت بلند اخلاقی قدریں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ہم سیاست سے اور سیاست دانوں سے تعلق تو رکھیں گے مگر براہ راست ہم ان کی سیاست پر اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔صرف یہ ہماری کوشش ہوگی کہ ہم کھوئی ہوئی اخلاقی قدروں کو ان کی مدد سے قائم کرسکیں اور

ان لوگوں میں مضبوطی سے وہ قدریں قائم ہوجائیں۔

اسلام اور کمیونزم پر سوال کے جواب میں آپ نے کئی باتیں بیان فرمائیں ان میں سے ایک یہ کہ ہم باہمی تعاون ایک دوسرے کی بھلائی کیلئے کر سکتے ہیں۔ جانور آپس میں تعاون کر لیتے ہیں تو انسان انسان سے کیوں تعاون نہیں کر سکتا۔ جہاں تک اصول کا تعلق ہے تو اس لحاظ سے تو کمیونزم ٹھیک کہتی ہے کہ بھوک ختم ہونی چاہیئے اور غریبوں کے پاس بافراغت ہو یا کم از کم اتنا ہو کہ وہ ایک معیاری زندگی گزار سکیں۔ اس معاملہ میں تو ہم ان سے تعاون کر سکتے ہیں۔ اور صرف اس معاملہ میں اور دیگر معاملات میں ہم ان سے بہت مختلف ہیں اور ان سے ہم تعاون نہیں کر سکتے۔

شیعہ ازم پر ایک سوال کے جواب میں آپؒ نے فرمایا:

یہ فرقہ بہت پرانا ہے بلکہ یہ پہلا فرقہ ہے جو اسلام میں پیدا ہوا۔ ہم ان سے مختلف سوچتے ہیں۔ مثلاً ان کے بنیادی عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ روحانی قدریں وراثت میں چلتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی وراثت آپ کے اہل بیت میں ہی چلنی چاہیئے لیکن ہم یہ سوچتے ہیں کہ روحانی قدریں ایک شخص میں اس کی ذاتی قربانی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کرتا ہے۔

حصہ دوئم از ۱۴ رستمبر ۱۹۸۹ء

ایک سوال پر آپؒ نے اسلام میں بنیاد پرستوں کے متعلق کہا:

یہ اُن لوگوں کا گروپ ہے جو اسلام میں آدھے راستے میں رہ گئے ہیں نہ تو وہ اسلام کے تزکیہ کے پروگرام پر پورے اترے ہیں اور نہ ہی موجودہ دور تک پہنچ سکے ہیں۔ اور یہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ انہوں نے بعض ایسے مکاتب فکر کی اندھا

دھند تقلید کی ہے جو انہیں اس بات کی اجازت ہی نہیں دیتے کہ مختلف خیالات کے متعلق بحث یا تبادلہ خیالات کیا جائے۔ یہ لوگ ایسے ہیں جن میں حوصلہ نہیں ہے اور برداشت نہیں ہے اور نہایت سطحی سوچ کے مالک ہیں اور اسلام نے جن بنیادی باتوں کی تعلیم دی ہے جو اسلام کی جڑ ہیں یعنی حوصلہ، صبر، برداشت، آزادیٔ خیال، آزادی اظہار ان چیزوں سے ہٹ کر انہوں نے فناٹک ازم اور نفرت کو جنم دیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ مذہبی ہیں ہی نہیں اور نہ ہی یہ اسلام کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کے اہل ہیں۔ انہیں اسلام کے تزکیہ کی طرف لوٹنا چاہئے کیونکہ اسلام یہ ہے کہ ہر ایک سے پیار کیا جائے اور کسی سے بھی نفرت نہ کی جائے۔

بعض لوگوں کے نزدیک صرف اُن کا مذہب ہی سچا ہے۔ اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

یہ سوچنا ہی غلطی ہے کہ صرف وہ ہی سچے ہیں اور دوسرے سب غلطی خوردہ ہیں۔ سچائی دنیا میں کبھی کسی کی جاگیر نہیں ہوتی۔ اگر یہ کوئی کہے کہ اسلام ہی سچائی پیش کرتا ہے تو دیکھنا پڑے گا کہ ۷۲ جو اسلام کے فرقے ہیں ان میں سے کون سا فرقہ ہے جو سچا ہے کیونکہ سچائی ایک ایسی بات ہے جو انسان کے اندرونے سے تعلق رکھتی ہے اور انسان آہستہ آہستہ سچائی کی طرف بڑھتا جاتا ہے اور اپنے اندر ہی اندر اس میں ترقی کرتا جاتا ہے۔

آپؒ نے مزید فرمایا:

یہودیت، عیسائیت وغیرہ اپنے اصل کے لحاظ سے تو سچائیاں تھیں اور اب بھی ان میں سچائی کا بڑا حصہ موجود ہے۔ سچائی ایک خوبصورتی ہے۔ کوئی شے مکمل طور پر خوبصورت ہوتی ہے اور کوئی بعض حصوں میں خوبصورت ہوتی ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

ہمارے خیال میں اسلام وہ آخری مذہب ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

اور اسلام اپنے اندر بین الاقوامی اور عالمگیر سچائیاں رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ اسلئے نازل فرمایا ہے تاکہ تمام انسانوں کو اس کے ذریعہ سے متحد کیا جائے۔

آپ جس تاثر پر حیران اور فکر مند تھے وہ یہ کہ لاطینی امریکہ میں تمام قدرتی وسائل موجود ہیں اس لئے یہاں بھی زندگی امریکہ جیسی ہونی چاہئے۔ مگر صورت حال یہ ہے کہ اگر یہ اپنی زمین کا ایک ایک انچ بھی فروخت کر دیں تو امریکہ کے بنکوں کا قرضہ چکانے کے قابل نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لاطینی امریکہ کے ممالک اور غیر ترقی یافتہ ممالک خراب معاشیات کی وجہ سے نقصان اٹھا رہے ہیں اس لئے ذمہ دار عالمی بنک اور عالمی بنکاری کا نظام ہے جن کے ذریعہ سے معاشی سیاست ملکوں میں عمل پذیر ہے یہ مقروض ممالک کو جو کچھ کہتے ہیں وہ وہی کچھ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

جنگ اور امن کے متعلق آپ نے اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا کہ اس کا تعلق سپر پاورز سے ہے۔ وہ جو اختلافات کا بیج بوتے ہیں تو انہیں پھر ان کی وجہ سے جو پھل لگتا ہے وہ جنگوں کو جنم دیتا ہے۔ پس ہمیں اس بات کا تجزیہ کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ اختلافات کی وجوہات کیا ہیں۔ اور اس کا حل کیا ہے اور اس کے لئے ہمیں ایک بااخلاق دنیا جنم دینی ہے۔ درحقیقت بات یہی ہے کہ لاطینی امریکہ کے ممالک ہوں یا دیگر مشرقی ممالک ہوں وہ اخلاقی طاقتوں کو کھو بیٹھے ہیں اور اپنے اندر اخلاقی طاقتوں کو پیدا کرنے کے لئے انہیں بہت سخت کوشش کرنی پڑے گی۔ یہ بات ہم نے اپنے تجربہ سے معلوم کر لی ہے کہ جن ممالک نے ہمارے داعیان کو قبول کیا ہے وہ اخلاقی سرچشموں کی طرف لوٹے ہیں اور انہوں نے اپنے اندر اخلاقی قوتوں کو ترقی دی ہے ایک بیمار پر آسانی سے بکٹیریا حملہ آور ہو جاتے ہیں اور وہاں پر اپنی کالونی بنا لیتے ہیں اور ایک سٹرانڈ والا جسم

موت سے ہمکنار ہوجاتا ہے۔ایک ملک اپنی اخلاقی طاقت سے کسی کو اپنے اوپر سوار ہونے نہیں دے گا جیسے کہ گدھ وغیرہ پرندے مردہ پر سوار ہوجاتے ہیں۔ اوراس کو ختم کر کے دم لیتے ہیں۔ پس ہم جو پیغام دیتے ہیں وہ یہی ہے کہ اپنے اندروہ اخلاقی طاقتیں پیدا کریں۔ پس اس بات کا ہمیں یقین ہے کہ وہ معاملات جن کی وجہ سے دنیا پریشان ہے دور ہوجائیں گے۔

آپ نے کہا کہ میرے نزدیک اظہار خیال کی آزادی بہت ضروری ہے۔ پریس کی آزادی کے متعلق آپ بات کر رہے تھے کہ اس کی آزادی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے۔ایک جنگ مقدس جوضروری ہے وہ یہ بھی ہے کہ اظہار خیال کی آزادی کے لئے جدوجہد کی جائے۔حقیقت یہی ہے کہ ایک انسان خدا کے سامنے ہی جواب دہ ہے کسی حکومت یا کسی شخص کوکسی کے احساسات کسی کے جذبات اوراس کے اظہار خیال کی طاقت کو ماؤف نہیں کرنا چاہئے۔ جوایسا کرتے ہیں وہ دراصل اپنے جھوٹے خداؤں کی پرستش میں لگے ہوتے ہیں اورنہیں چاہتے کہ اس بات سے کوئی انہیں آگاہ کرے اور خدا کی دی ہوئی طاقتوں کو یعنی عقلمندانہ کانشس کو ہی جڑ سے اکھیڑ دینا چاہتے ہیں۔

اس مضمون کو بدلتے ہوئے سوال کیا گیا کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیھم السلام نے معجزات دکھائے۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا مکہ کو بغیر کسی خون خرابے کے فتح کر لینا ایک معجزہ تھا۔(کیونکہ اس دور میں جنگوں اوراس کے نتیجہ میں خون خرابے کا عام رواج تھا)

آپ نے فرمایا کہ میں یہ سوال سن کر بہت متاثر ہوا ہوں کیونکہ میں اس سوال میں بڑی عقل ودانش دیکھ رہا ہوں۔ایسے حالات میں جب کہ جنگیں مسلسل کی جاتی تھیں آپ کا بغیر کسی خون بہانے کے امن وامان قائم کر دینا بلاشک ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔

آپ نے بتایا کہ وہ بھی معجزات دکھا سکتے ہیں مگر پہلے تو یہ جاننا چاہئے کہ معجزاہ ہوتا کیا

ہے۔معجزہ عام حالات سے ہٹ کر خاص بات کا وقوع پذیر ہونا ہوتا ہے اور یہ طاقت کسی انسان میں نہیں ہوتی بلکہ یہ بات خدا کی طاقت سے ہے اور اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔انسان تو خدا تعالیٰ کا ایک آلہ ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا مظاہرہ کرتا ہے۔اور ایک اچھائی کو ظاہر فرماتا ہے پس میں نے بھی بعض روحانی بیماروں کو اور بعض جسمانی بیماروں کو اچھا کیا ہے جن میں سے وہ بھی تھے جو کینسر کے آخری مرحلہ میں تھے یا جذام کی آخری حد تک پہنچے ہوئے تھے اور یہ میں دُعا کے ذریعہ سے کرسکا ہوں۔اور اللہ تعالیٰ ہی قبولیت دُعا کے ذریعہ سے ایسے نشان دکھاتا ہے۔

سوال کیا گیا کہ مقدس جنگ کیا ہے؟ جیسا کہ بعض کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔آپ نے جواب دیا کہ مقدس جنگ پر تو میں یقین کرتا ہوں مگر جنگ پر نہیں۔وہ کسی طرح بھی مقدس نہیں ہے بعض لوگوں کے نزدیک تو وہ مقدس ہے درحقیقت جنگ مقدس یہ ہے کہ ایک قربانی کی جائے جس کے ذریعہ سے خدا کیلئے دوسروں کو جیتا جائے۔اس جنگ میں اس شخص کو دکھ برداشت کرنے ہوتے ہیں۔جیسے ہماری جماعت دکھ سہہ رہی ہے۔ گھروں سے بے گھر ہونا، آتش زنی، ڈاکے، لوٹ مار، شہادتیں اور سزائے موت۔یہ سب کچھ برداشت کرنے کے لئے ایک شخص یا جماعت تیار ہوتی ہے۔یہ تو ایک مقدس جنگ یا مقدس جدوجہد ہے اللہ کی راہ میں مگر وہ جنگ جس کے ذریعہ سے صرف خون بہایا جاتا ہے کیسے مقدس ہوسکتی ہے؟ ہم مذہب کی تبلیغ کیلئے اور عقائید کو پھیلانے کیلئے کسی قسم کے جبر اور زبردستی کے قائل نہیں ہیں۔مذہب کو پھیلانے کا صرف اور صرف ایک ذریعہ ہے اور وہ ہے دوسروں کو دلائل سے قائل کرنا۔ہمارے ہاں مقدس جنگ کا مطلب ہے ذاتی قربانی نا کہ دوسروں پر بلاوجہ کی چڑھائی یہ بھولنا نہیں چاہئے کہ ایک وقت تھا جب صلیبی جنگیں وارد کی گئیں اور صلیب نصف ہلال کے خلاف جنگ آزما تھی اور رچرڈ ہرٹ آف لائن کو عیسائیت کا عظیم ہیرو قرار دیا جاتا تھا اور صلاح

الدین کی مسلم ہیرو کے طور پر بہت تعریف کی جاتی تھی۔عیسائی بھی مسلمان بھی برابر غلطی سے تلوار چلانے لگے۔ مذہب کی ترویج کیلئے اور اسطرح ہیرو کہلانے لگے۔تاریخ لکھتے وقت عیسائی یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہ بھی اسی قسم کے خیالات سے دوچار رہے ہیں۔اور وہ بھی ان سیاسی جنگوں کو مقدس قرار دیتے رہے ہیں جو مسلمانوں کو مقدس جنگوں کے حوالے سے ملزم قرار دیتے ہیں اور انہیں غیر انسانی اور ظلم قرار دیتے ہیں۔ یہ غلطی دونوں سے ہوئی ہے تاریخ کو انصاف سے پیش کرنا چاہئے اور اس بات کو تسلیم کرنا چاہئے کہ دونوں طرف سے برابر کی غلطی ہوئی ہے۔

آپ نے یہ بھی ذکر کیا کہ سلطان محمد دوئم نے جس نے ۱۴۵۳ میں قسطنطینیہ فتح کیا نصف ہلال کو بطور نشان کے اختیار کیا اور یہ پیشگوئی کی کہ اس کے ذریعہ سے مغرب پر اِسلام غالب آجائے گا اور زمین کی ہر قوم ان کے زیر نگین آجائے گی۔

میرے خیال میں مغرب کا ایسے زیر نگین آنا تو ناممکن ہے۔مگر ہاں ایک طرح سے ممکن ہے اور اس کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے کہ اسلام مغرب کے لوگوں کے دل جیت لے گا اور یہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہوگا۔سلطان محمد دوئم تو ایک سیاست دان تھا اور اس نے ایک سیاسی پیشگوئی کی تھی لیکن میں ایک مذہبی انسان ہوں اور مذہبی پیشگوئیوں پر ایمان رکھتا ہوں۔اسلام کے بانی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے کھول کر صاف طور پر یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں اسلام کی آخری فتح کیلئے تلوار استعمال نہیں کی جائے گی بلکہ محبت اور برہان سے کام لیا جائے گا۔

دوران گفتگو دریافت کہا گیا کہ گوائٹے مالا میں کثرت عیسائیوں کی ہے اور کچھ عرب کیتھولک بھی ہیں اور تھوڑی تعداد میں یہودی بھی ہیں۔آپ ان کو کیا پیغام دیں گے کیا آپ پسند کریں گے کہ وہ آپ کے ساتھ شامل ہوجائیں۔

آپ نے فرمایا جماعت احمدیہ اعلیٰ اور مضبوط اخلاق اپنانے کا پیغام دیتی ہے جوکہ

گوائٹے مالا اوراس طرح دوسرے مما لک کے لوگوں کیلئے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ اپنے اندر ایک اخلاقی انقلاب لائیں اور ہمیں امید ہے کہ اس رو سے وہ ہماری بات ضرور سنیں گے۔ یہ تو منافقت ہوگی کہ اگر میں یہ نا کہوں بلکہ میں پسند کروں گا کہ گوائٹے مالا کے لوگ چاہے وہ بنیادی طور پر عیسائی ہوں یا مسلمان یا کوئی اور وہ ہماری جماعت میں آکر متحد ہو جائیں۔ بنیادی طور پر ہر مذہب پھیلنا چاہتا ہے اور یہ ہی طریق ہے جس کے ذریعہ سے اچھی باتیں جو ہمارے پاس ہیں ہم دوسروں کو اس میں شریک کر سکتے ہیں۔ پس ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ ایک ضرورت ہے کہ ہم پوری پاکیزگی دوسروں کو دے سکیں۔ اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ کوئی سیاسی پلان یا کوئی دھوکہ بازی کا پروگرام یا کوئی غیر محتاط بات بیچ میں حائل نہ ہو۔ آپس کے تعلقات پورے طور پر بے تکلفی کے ہوں لوگوں کو اپنی طرف سے پورا احترام دیا جانا چاہئے اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہمارا عمل ہونا چاہئے۔ اسی طرح ہی زمین کے دوسرے حصوں میں تقریباً ۱۲۰ مما لک میں ہم موجود ہیں جہاں بھی ہماری جماعت پائی جاتی ہے جماعت احمدیہ کا ہر جگہ پر پیغام محبت کا پیغام ہے امن کا پیغام ہے۔

حضرت خلیفہ مرزا طاہر احمد صاحب نے انٹرویو کے آخر میں فرمایا کہ میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ آپ لوگ اسلام کو اور اسلام کی مقدس کتاب قرآن کریم کو اچھی طرح سمجھیں اور قرآن کریم کھلے دل کے ساتھ اور آزاد روح کے ساتھ مطالعہ کریں تا کہ دل آپس میں محبت اور بھائی چارہ میں مل جائیں اور خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہماری پہلے سے زیادہ امداد فرمائے اور ہم نئی نسلوں کے لئے ایک بہتر دنیا پیش کرنے والے ہوں جس میں تشدد نہ ہو منشیات نہ ہوں۔ غربت نہ ہو اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہوئے ہم میں اسقدر اخلاقی طاقت ہو کہ ہم اس کے ذریعہ سے زیادہ ترقی کرنے کے قابل ہوں اور یہ بات ہمارے لئے خوشی اور سکون کا باعث ہوگی۔

حضور رحمہ اللہ کے اعزاز میں ایک خصوصی عشائیہ

حضور رحمہ اللہ Noitesiete ٹیلیویژن سے انٹرویو کے بعد اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے۔ ہوٹل Camino Real میں آپ کے اعزاز میں ایک عیشائیہ ترتیب دیا گیا تھا جس میں ڈیڑھ سو کے قریب معززین کو دعوت دی گئی تھی۔ تمام وزراء اور ان کے نائبین تمام ممالک کے سفراء، شہر کے انجینئر، ڈاکٹرز اور پارلیمنٹ کے بعض ممبران اور علمی طبقہ سے تعلق رکھنے والے جرنلسٹ، پروفیسر صاحبان اور امریکہ، کینیڈا، سپین اور انگلستان سے آئے ہوئے احمدی بمع بیگمات کے مدعو تھے۔

ہمیں معلوم ہوا کہ ڈاک کے محکمہ نے ہڑتال کی ہوئی ہے چنانچہ متبادل انتظام کیا گیا۔ دعوت نامہ لکھ کر تیار کیا گیا اور DHL کے ذریعہ سب کو بھجوایا گیا۔ الحمدللہ۔ سب کو یہ بروقت پہنچ گیا اور سب مدعووین تشریف لے آئے۔

ہوٹل والوں کی طرف سے دریافت کیا گیا کہ کراکری جو استعمال ہو اور پھول جو رکھے جائیں ان کا رنگ کیا ہونا چاہئے اور رومال رکھے جائیں گے اور سجاوٹ کیلئے جو دسترخوان ہوں گے ان کا رنگ بھی دریافت کیا گیا ہے۔ چنانچہ انہیں یہ جواب دیا کہ سفید رنگ کے پھول ہوں اور سفید ہی کراکری ہو کیونکہ سفید امن و آشتی کا رنگ اور نشان ہے اور شیڈ کپڑوں سے جو دینے ہیں وہ نیلے رنگ کا دیں کیونکہ گوائٹے مالا کے جھنڈے کا رنگ نیلا ہے۔ جس پر درمیان میں Quitzal آزاد منش چڑیا لمبی دم والی بیٹھی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق ہی سجاوٹ کی گئی تھی جو بہت بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ پھر حضورؒ نے بعد تلاوت ہستی باری تعالیٰ پر سیر حاصل تقریر فرمائی جو کہ ساتھ ساتھ آپ کے ترجمان ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب نے جو خاص طور پر سپین سے دعوت دیکر بلوائے گئے تھے۔ ترجمہ کے وہ ہر پروگرام میں آپ کے ساتھ ساتھ رہے۔

حضور کی تقریر بڑی مدلل تھی۔ اس کی بہت تعریف کی گئی۔ تقریر کے بعد کھانا تناول کیا گیا

اور خاص طور پر برطانیہ اور بولیویا اور دیگر مما لک کے سفراء اور مملکت گوائٹے مالا کے وزراء نے آپ سے ملاقات کی۔ یہ وزراء بعد میں بھی جب تک حضور گوائٹے مالا میں رہے بار بار تشریف لاتے رہے اور حضور بڑی فراخ دلی سے کئی کئی گھنٹے ان سے ملاقات فرماتے رہے۔

وزیر صحت سے ملاقات اور احمدیہ کلینک کا سنگ بنیاد

۵ رجولائی کو حضورؒ نے وزیر صحت سے ملاقات فرمائی۔ آپ افتتاحی تقریب میں بھی تشریف لا چکے تھے۔ ایک احمدیہ کلینک کے سنگِ بنیاد کا پروگرام تھا۔ امریکہ سے مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب کی سرکردگی میں ڈاکٹروں کی ایک ٹیم اس بات کا جائزہ لیکر اپنی رپورٹ دے چکی تھی اور حضورؒ نے حکومت کو جماعت کی طرف سے طبی خدمات کی پیش کش فرمائی تھی۔ وزیر موصوف نے خوشی سے اسے قبول کیا اور پورے تعاون کی یقین دہانی کروائی لہٰذا حضور نے مسجد کے پہلو میں ایک کلینک کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر ان مزدوروں کو مدعو کیا گیا جنہوں نے مسجد بیت الاوّل کی تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ حضور پر نورؒ نے انہیں سب کو اپنی طرف سے انعام بھی دیا۔ جو ان کی ایک ہفتے کی مزدوری کے برابر تھا۔ سنگ بنیاد کے بعد آپ سے سب مزدوروں نے باری باری ملاقات بھی کی انجینئر Mr. Filpe conjolun اور Mr.Bianqui آرکیٹیکٹ بھی موجود تھے۔

حضورؒ کی طرف سے خدام کی ایک دعوت

حضور پرنور رحمہ اللہ مسجد بیت الاوّل سے قریب ترین ایک ہوٹل Lostilos میں سب احمدی دوستوں کو، جو دور و نزدیک سے تشریف لائے ہوئے تھے، دعوت دی اور گھل مل کر خدام سے باتیں کیں۔ یہ پیار محبت کی مجلس ہمیشہ کیلئے ایک یادگار بن گئی۔ حضورؒ نے عاجز کو بھی بعض ہدایات سے نوازا۔ اور فرمایا کہ یہاں بیعتیں ہوں گی لیتے جائیں۔

پھر آپ Antigua شہر بھی گئے جو 1773 میں ایک زلزلے کی وجہ سے تباہ ہو گیا تھا۔ آپ

نے وہاں پر میوزیم بھی دیکھا اور وزیٹرز کی کتاب میں دستخط بھی فرمائے اور خاکسار کو بھی اس پر دستخط کرنے کو کہا۔ مکرم راؤل ماسیلی صاحب نے اپنے گھر میں سب کو مدعو کیا ہوا تھا۔ آپ کی اہلیہ نے خاص طور پر اپنے ہاتھ سے بڑے بڑے کیک بنائے ہوئے تھے۔ سب نے وہاں چائے پی اور پھر واپسی ہوئی۔ مسجد میں نماز مغرب عشاء پڑھتے ہوئے شیریٹین میں جہاں سب لوگ ٹھہرے ہوئے تھے واپس آ گئے۔

حضورؒ کے دورہ سے متعلق مختلف تاثرات

حضرت امیر المؤمنین رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورہ گوائٹے مالا کی جسقدر مقبولیت ہوئی اور جو خوشکن نتائج اور اثرات ظاہر ہوئے وہ بلاشبہ ایک الٰہی نشان سے کم نہیں ہے۔

حضورؒ کے لئے شیریٹن میں ہم نے آخری منزل کا فلیٹ لیا ہوا تھا۔ جتنے دن آپ گوائٹے مالا میں رہے سب نمازیں آپ کی اقتداء میں سب احمدی پڑھتے رہے۔ پولیس کے اعلیٰ افسر، جو صدر مملکت کی سیکورٹی کی ڈیوٹی دیتے تھے، حضورؒ کی سیکورٹی پر مامور تھے۔ یہ Mr. Guillermo Juachin صاحب بعد میں احمدی ہو کر میرے دست راست ہو گئے تھے۔ انہیں حضورؒ کی صحبت صالح بہت نصیب ہوئی اور ان کی تقدیر بدل گئی۔

ایک اخباری نمائندے کے تاثرات

گوائٹے مالا کے معروف اخبار Prensalibre کے ایک معروف اخباری نمائندے کا ذکر کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

> ''اس اخباری نمائندے نے کہا کہ جب مجھے پتہ چلا کہ آپ ایک مسجد کے افتتاح کیلئے تشریف لا رہے ہیں۔ تو مجھے یوں ہی خیال آیا کہ میں جو زائچہ نکالتا رہتا ہوں اور ستارے پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں اور اس میں میں سارے ملک میں

مشہور بھی ہوں۔تو کیوں نہ اس دن کا زائچہ نکال کر دیکھوں کہ یہ دن کیسا ہے؟ جب میں نے زائچہ نکالا تو مجھے پتہ چلا کہ گوائٹے مالا کی تاریخ میں یہ سب سے معزّز دن ہے۔انہوں نے کہا کہ اس وقت ہی میرے دل میں یہ جاگزیں ہوگیا کہ یہ کوئی اہم واقعہ ہے اور اس کا تعلق آپ سے ہے۔چنانچہ انہوں نے جماعت کے متعلق بہت اچھا مضمون اپنے اخبار میں شائع کیا جس سے تمام گوائٹے مالا میں احمدیت سے غیر معمولی دلچسپی پیدا ہوگئی۔'' (الفضل ۲۳/اگست ۱۹۸۹ء)

پولیس کا کردار اور تاثرات

حضور رحمہ اللہ کی حفاظت کا جو یہاں کی پولیس کے ذریعہ سے انتظام کیا گیا تھا اس کے متعلق آپؒ نے فرمایا:

ہمارے پورے دورے کے دوران پولیس Scot ہمیشہ مسلسل ہمارے ساتھ رہی تھی۔ اور جس سڑک پر سے بھی گزرتے تھے ساری دوسری ٹریفک مسلسل بند کردی جاتی تھی۔ ایک دلچسپ تجربہ وہاں یہ ہوا کہ ہمارے سیکورٹی چیف جو تھے انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنی چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ بڑی خوشی کے ساتھ پڑھیں۔ جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے کہ میری بیوی نہایت کٹر کیتھولک ہے۔ وہ ہمیشہ مجھے کہا کرتی ہے کہ فلاں جو منسٹر (مذہبی لیڈر/عیسائی پادری) آئے تھے انہوں نے بہت اچھی سرورس کی ہے اور اس کا دل پر بڑا اثر ہوا ہے۔تم بھی کبھی آؤ۔

انہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ جو دو تین دن گزارے ہیں اور آپ کی نمازیں دیکھی ہیں تو میں نے اپنی بیوی سے جا کر کہا کہ تمہیں پتہ ہی نہیں کہ روحانیت کیا ہوتی ہے۔تم احمدیوں کو نماز پڑھتے دیکھ لو تو تمہیں پتہ لگے کہ دل کی کیا کیفیت

ہوتی ہے اور اس قدر میرے دل پر اثر ہے کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ چنانچہ پھر انہوں نے ہمارے ساتھ نمازیں پڑھیں۔

(نوٹ) یہ سیکورٹی چیف Juachin Gillermo بعد میں احمدی ہو گئے تھے۔ (الفضل ۲۳ اگست ۱۹۸۹ء)

وزیر صحت کا بیان

گوائیٹے مالا کے وزیر صحت نے حضورؒ کے دورے کے دوران کئی بار آپ سے ملاقات کی۔ دوران ملاقات انہوں نے بار بار حضورؒ سے یہ کلمات کہے۔:

''مجھے آپ کی ذات میں خدا کی محبت اور خدا کی Wisdom دکھائی دیتی ہے۔اس لئے آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ کبھی مجھے دعاؤں میں نہیں بھولیں گے''

(الفضل ۲۳ اگست ۱۹۸۹ء)

وزیر خارجہ کی درخواست

آپؒ کی ۵ /جولائی کو کھانے کے بعد وزیر خارجہ گوائیٹے مالا سے ملاقات ہوئی۔ گوائیٹے مالا کے وزیر خارجہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے مسجد کی افتتاحی تقریب میں شامل نہ ہوسکے تھے۔ انہوں نے اپنے نائب وزیر کو بھجوا دیا تھا۔ انہوں نے جب تفصیلات انہیں جا کر بتائیں تو ان کے دل میں بھی ملاقات کی خواہش پیدا ہوگئی وہ وقت مانگ کر آپ سے ملاقات کے لئے آئے اور دو گھنٹے تک ٹھہرے رہے اور جاتے ہوئے یہ کہا کہ

''حضورؒ میری درخواست ہے کہ آپ ہمیشہ مجھے اپنے دل میں جگہ دیں''

(الفضل ۲۳ اگست ۱۹۸۹ء)

حضورؒ نے ان لوگوں کے اس قدر ادب واحترام اور عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

آپ بتائیں کہ اس میں کسی کوشش کا کیا دخل ہے۔ احمدی وہاں تھے نہیں۔ ان کے کردار کا کیا سوال تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتے بھیجے ہوئے تھے جو دلوں میں تبدیلی پیدا کررہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدہ کیا تھا کہ تیرے دشمن ذلیل ہوں گے اور تیرے نام کو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ یہی وہ وعدہ تھا جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے غلام کی عزت کی صورت میں ظاہر ہونا تھا۔ ورنہ میں کیا اور میری حقیقت کیا۔

(الفضل ۲۳ اگست ۱۹۸۹ء)

گوائٹے مالا کے اندرون کی ویزٹ

۵ رجولائی کی شام کو قافلہ Atitlan کے لئے روانہ ہوا۔ ۱۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر یہ جگہ ہے۔ یہ ایک بہت بڑی جھیل ہے بیضوی شکل کی ایک رات وہاں پر ہم نے گزاری اور ایک سٹیمر میں اس جھیل کی سیر بھی کی اور حضورؒ نے مختلف گروپ بنا کر فوٹوز بھی بنوائیں۔ آپ نے کافی وقت وہاں مراقبہ میں بھی گزارا اور بعد میں بتایا کہ میں نے ایک صدی کا پروگرام سوچ لیا ہے۔ پوچھا تو کہنے لگے اپنے موقع پر بتائیں گے۔ یہاں پر دعاؤں میں وقت گزرا۔ یہاں پر غار ہیں جن میں مقامی لوگ اپنے آبائی مذاہب پر (چھپ کر) عمل کرتے ہیں۔ ان کے ہاں الہام اور روحوں کا تصوّر بھی پایا جاتا ہے۔

وہاں پر لئے جانے والی ایک فوٹو کتاب A Man of God کی بھی زینت ہے۔

گوائٹے مالا میں اولین تبلیغی مساعی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورے سے اسلام واحمدیت کی وسیع اشاعت اور تبلیغ ہوئی۔ خاکسار نے اخبارات میں اسلام کے متعلق مضمون لکھوائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو کے ساتھ اپنے ڈاک کے پتہ کے ساتھ اشتہارات شائع کرائے تا کہ

متلاشیان حق رابطہ کریں۔ چنانچہ گوائٹے مالن لوگوں نے دور ونزدیک کے دیہاتوں اور شہروں سے میرے ساتھ رابطہ شروع کردیا۔بعض دن ایسے بھی آئے کہ پچاس پچاس خطوط موصول ہوئے۔جنہیں بذریعہ ڈاک لٹریچر بھجوایا گیا اور فون کر کے چیک کیا جاتا کہ لٹریچر پہنچا ہے یا نہیں۔ یہ پتہ لگا کہ ہمارالٹریچر ڈاکخانہ میں کوئی روکتا ہے چنانچہ جا کر ہیڈ آفس میں انچارج سے بات کی گئی اوران سے مطالبہ کیا کہ جب ملک میں مذہبی آزادی ہے تو ایسا کون کرتا ہے اور کیوں کرتا ہے۔انہوں نے باقاعدہ کارروائی فرمائی اور جو ایسا کرتا تھا اُسے وہاں سے تبدیل کردیا اور میرے پاس آکر معذرت کی گئی۔

سچ تو یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے فرشتے اپنا کام کررہے ہوتے ہیں وہاں شیطان بھی اپنا کام کررہا ہوتا ہے میری مخالفت شروع ہوگئی۔بعض لوگوں کی طرف سے فون پر موت کی دھمکیاں ملنے لگیں اورلٹریچر سے خائف ہوکر یہ کہا جانے لگا کہ شیطانی لٹریچر ملک میں کیوں پھیلا رہے ہو؟

چنانچہ ابتداء میں ’’اسلام کیوں‘‘؟ کا سپینش ترجمہ کئی ہزار کی تعداد میں چھپوایا گیا تھا اور ’’میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں‘‘؟ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتابچہ اور’’اسلام اور احمدیت‘‘Mr. Luis J. Hamman اور Mr. James A Michner کے تراجم اکٹھے شائع کئے گئے تھے۔ یہ لٹریچر مفید ثابت ہوا۔اور بیعتوں کا آغاز بھی ہوگیا۔سیکورٹی چیف صاحب بمع اپنے پانچ ساتھیوں کے کچھ وکلاشہراور کچھ شہر کے ڈاکٹرز نے اور ایک یہودی خاندان کے چند افراد نے بیعت کرلی۔اسطرح سے لٹریچر کا مطالبہ کرنے والوں کی تعداد آہستہ آہستہ ایک ہزار تک پہنچ گئی اور مسجد میں گروپ کی شکل میں سینکڑوں لوگ ہر ماہ آنے لگ گئے اور بیسیوں لوگ ہر ماہ ملاقات کرتے اور گفتگو کر کے اپنی معلومات میں اضافہ کرتے۔ ہر طرف نزولِ ملائکہ تھا،لوگوں میں ایک تبدیلی پیدا ہورہی تھی اوراحمدیت کی قبولیت کیلئے زبردست رجحان پیدا ہوگیا تھا اور یہ حضورؒ کی دعاؤں کا اثر تھا اور حضرت مصلح موعودؓ کی رویاء کی سچائی کا ثبوت تھا اور سب سے بڑھ

کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے الٰہی وعدوں کا پورا ہونا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے...... اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔'' (تذکرہ الشہادتین صفحہ ۲۶)

پھر فرماتے ہیں:

''آخر توحید کی فتح ہوگی......نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ نہ وہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہوگا...... وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی...... لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔''

(تبلیغ رسالت صفحہ ۸)

مشن احمدیہ گوائٹے مالا کی رجسٹریشن میں دقت

ملک میں مذہبی آزادی تو تھی مگر جب ہم نے باقاعدہ جماعت احمدیہ کو رجسٹرڈ کرانا چاہا تو وزیر قانون کے ایک مشیر صاحب نے روڑے اٹکانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ میں ان سے ملا اور ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' انہیں دی تو کہنے لگے احمدیوں کی لسٹ بنا کر لائیں۔ وہ بنا کر لے گیا تو کہنے لگے ان کا نیشنل نمبر بھی ساتھ لکھ کر لائیں۔ وہ لے گیا تو کہنے لگے کہ ان کے نام تو عیسائیوں جیسے ہیں۔ نیشنل نمبر کے ساتھ ان کے پرانے نام آگے نئے اسلامی نام لکھے گئے تھے۔ غرضیکہ

انہوں نے کافی تنگ کیا۔ اس وقت مجھے براز یل میں دیکھی ہوئی اپنی رویاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی ہدایات فوراً یاد آجاتی تھیں۔ لیکن مجھے یہ احساس تھا کہ آپ کی دی ہوئی بندوق میرے پاس ہے اس لئے گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ البتہ میں محتاط ہو کر کام کرتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے سیکورٹی چیف صاحب کو فرشتہ بنا کر میری حفاظت پر مامور کیا ہوا تھا وہ بڑے فدائی احمدی تھے۔ ایک دفعہ اپنے گھر بھی لیکر گئے اور میری دعوت بھی کی۔ مجھے بتایا کہ شہر میں ایک گروپ کی طرف سے آپ کی مخالفت کی جارہی ہے۔ محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔ ایک دن کہنے لگے تم صبح کے وقت سیر کرنے نکلتے ہو، اکیلے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ پھر جب میں نے رُک جانے سے انکار کیا تو فرمایا کہ چند ہیٹ مختلف قسم کے خرید لو اور راستہ بدل بدل کر ہیٹ بدل بدل کر جایا کرو۔

بیعتیں ڈھڑا دھڑ ہو رہی تھیں۔ گروپ کے گروپ سکولوں کالجوں کے آرہے تھے اور حضرت صاحب میرے کام پر خوش تھے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خوشنودی

یہاں آپ کے چند خطوط اقتباس کرتا ہوں، آپ نے لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیارے عزیزم اقبال احمد نجم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی رپورٹ کارگزاری ماہ نومبر موصول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو ثمر بار کرے اور گوائٹے مالا میں مضبوط جماعت قائم کرنے کی توفیق بخشے۔ جو اپنے اخلاص، ایمان اور تعداد میں ہمیشہ ترقی کرنے والی ہو۔ آپ بفضلہٖ تعالیٰ اچھا کام کر رہے ہیں۔ کام جاری رکھیں...... اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

T-9769

27 Dec 1989

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

پیارے عزیزم اقبال احمد نجم مبلغ انچارج گوائٹے مالا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی رپورٹ کارگزاری بابت ۱۶ تا ۳۱ دسمبر ۸۹ء موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ۔آپ کی رپورٹ پڑھ کر مسرت ہوئی۔ ماشاء اللہ آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کی سعی کو قبول فرمائے اوراس کے بہترین نتائج برآمد فرمائے۔

جماعت میں نئے داخل ہونے والے دوستوں کی تربیت کی طرف آپ خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔اس سے بھی بہت خوشی ہوئی۔اللہ کرے کہ جماعت میں داخل ہونے والا ہر فرد داعی الی اللہ بن جائے تاکہ وہ نورِ احمدیت کو دوسروں تک پہنچانے والا بن جائے۔

آپ نے لکھا ہے کہ آپ نے اپنا چندہ تحریک جدید اور وقف جدید ادا کر دیا ہے۔ نیز ۶ مرحومین بزرگان کی طرف سے بھی آپنے چندہ تحریک جدید ادا کیا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کے اموال اور نفوس میں بہت برکت ڈالے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت سے رکھے اور فعال لمبی عمر عطا فرمائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

T-688

29 JAN 1990

مکرم مبارک احمد صاحب ساقی ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے اپنے ایک خط میں تحریر کیا
:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

T-9490

19 Dec 1989

مکرم محترم مولانا محمد اقبال نجم صاحب مشنری انچارج گوائٹے مالا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے ارسال کردہ خط موصول ہوا......

اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ خلیفہ وقت کی شفقتیں اور عنایات آپ کو بکثرت حاصل ہیں اور انہی کی برکت سے آپ ایک تاریخی رول ادا کر رہے ہیں۔ بہت کم مبلغ ہیں، جن میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ اس طرح تگ ودو اور محنت سے کام کریں۔آپ کے ذریعہ تو اب گوائٹے مالا میں اچھی خاصی جماعت بھی بفضلہٖ خدا پیدا ہوگئی ہے۔

بہرحال ہم سب آپ کی دعاؤں کے محتاج ہیں۔

والسلام

خاکسار

مبارک احمد ساقی

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے افتتاح کے بعد جا کر عاجز کے نام ایک خط بھجوایا۔جس کا متعلقہ حصہ ترجمہ کر کے گوائٹے مالن اخبارات میں بھی چھپوایا گیا جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔(خط اصل انگریزی میں ہے۔)

ترجمہ اردو

T-8020

9.10.89

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیارے امیر صاحب گوائٹے مالا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کے محبت بھرے استقبال،مہمان نوازی اور شفقت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔جو آپ نے میرے دورہ کے دوران مجھ سے روا رکھی جبکہ میں صد سالہ جشن تشکر منانے کے سلسلہ میں آپ کے خوبصورت ملک میں سال ۱۹۸۹ء میں آیا تھا۔ احمدیت کی تاریخ کا یہ ایک اہم واقعہ تھا اس کی شاندار مقبولیت سے میں بہت خوش ہوا ہوں۔الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایک نئی بیداری پیدا ہوئی ہے۔اور ہمارے ممبران ایک غیر معمولی جوش اور ولولہ کے ساتھ آگے بڑھے ہیں اور جماعت ایک چھلانگ کے ساتھ دوسری صدی میں داخل ہو کر ایک نئے دور میں داخل ہو گئی ہے۔اور ہمارے مقدس بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' وہاں پر بھی پوری ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔

فالحمد للہ علی ذالک۔

میں آپ سب کے ساتھ ایک گہری محبت محسوس کرتا ہوں۔ اور جب بھی میں اسے یاد کرتا ہوں تو میرے جذبات ایک دعا میں ڈھل جاتے ہیں۔ پس میری خواہش ہے کہ اور میری دعا ہے کہ اس کی راہ میں آپ تیزی سے آگے بڑھیں اور اپنے آپ کو اس مقدس للہی فریضہ یعنی اسلام واحمدیت کے پیغام کو پہنچانے کا دنیا میں حقدار ثابت کریں، اور اخلاص ومحبت کے ساتھ اس ذمہ داری کو جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد کی ہے ادا کرنے والے ہوں اور یہ کہ آپ کی طرف سے ہمیشہ اچھی خبریں ملتی رہیں۔ آپ سب کیلئے میں ایک للہی رفتار کے ساتھ تبلیغی مساعی میں شاندار ترقی اور صحت وتندرستی اور کشائش کی دعا کرتا ہوں۔

میرا محبت بھرا اسلام سب کو پہنچا دیں۔

والسلام

آپ کا خیر خواہ

مرزا طاہر احمد

(حضورؒ نے اپنے ہاتھ سے بھی اس خط پر تحریر فرمایا ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیارے عزیزم اقبال احمد نجم۔گوائٹے مالا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط محررّہ ۸۹۔۱۲۔۲۶ موصول ہوا۔جس کے ساتھ تین اخبارات کے تراشے بھی منسلک تھے۔آپ کے دل کے دورہ کی پریشانی کی خبر ملی تھی۔فوری تبشیر کو کاروائی کی ہدایت کی تھی۔اللہ تعالیٰ صحت وعافیت دے اور خیر وعافیت سے بچوں میں لے کر جائے۔

سب دوستوں کو نئے سال کی مبارکباد دے دیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

آپ ماشاء اللہ اچھا کام کررہے ہیں مگر آپ کی بیماری کی وجہ سے بہت تشویش رہتی ہے۔**رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق** کی دعا بہت کیا کریں۔اللہ جب تک وہاں رکھے خیر وعافیت سے رکھے اور جب گھر لیکر جائے تو خیر وعافیت سے خوشیوں اور برکتوں اور پیار کے ماحول میں لیکر جائے۔

کانفرنس امن ومحبت میں شمولیت

شہر کے ایک ناموروکیل مکرم جے آرتوروآبریل طولیدوJ. Arturo Abril Toledoایک دن مجھے ملنے آئے اور کہنے لگے کہ مجھے آپ احمدیوں کالٹریچر پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے اور میں بہت متاثر ہوں۔ میں ایک عرصہ سے کوشاں ہوں کہ امن ومحبت کے متعلق بین المذاہب ایک کانفرنس کا انعقاد کروں، مگر مجھے کامیابی نہیں ہورہی۔ اگر آپ اس سلسلہ میں میری مدد کریں تو مجھے امید ہے کہ ہم اس میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ ہم احمدی تو ایک لمبے عرصہ سے اسطرح کی مذاہب عالم کواکٹھا کر کے ''پیشوایان مذاہب'' کانفرنس کرتے آرہے ہیں۔ یہ تو ہمارا آئیڈیا ہے جس کی تکمیل کرنا آپ چاہتے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں آپ کی پوری مدد کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تواس میں کامیابی ہوگی۔

پھر وہ ایک دن ہمیں اپنے ریڈیو پر لے گئے جس پر ہمیں عوام کے سوالات کا براہِ راست جواب دینے اور اسلام واحمدیت کا نقطہ نظر امن اور محبت کے متعلق بتانے کا موقع ملا۔ **الحمد للہ علی ذالک۔**

ابتداء فروری ۱۹۹۰ء میں Bella Arte کے ہال میں، جو وزارتِ اطلاعات کے ساتھ منسلک تھا، یہ کانفرنس منعقد ہوئی۔۔اس میں ۳۵ مذاہب کے نمائندوں نے اپنے مذاہب اور تعلیم کی روسے امن وامان اور پیار ومحبت کے اختیار کرنے سے متعلق تقاریر کرنی تھیں۔ عاجز کی تقریر آخری تھی اور اس کے بعد مکرم وکیل صاحب یعنی Coordinator صاحب نے سب کا شکریہ ادا کرنا تھا۔ اڑھائی ہزار افراد نے اس میں شرکت کی۔ خاکسار نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کر کے اسلام کا مطلب اور **السلام علیکم** کرنے کے ارشاد اور قرآنِ کریم کی پیار وامن کی تعلیم اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار ومحبت کیلئے کوشش اور عمل خصوصاً فتح مکہ کا ذکر کیا کہ کیسے آپ نے محبت سے اپنے دشمنوں اور خون کے پیاسوں کے دل جیت لئے۔ چنانچہ تقریر کا اچھا اثر ہوا اور مجھ سے سورۃ فاتحہ کی تلاوت دوبارہ کرائی گئی اور کئی عربوں نے ریکارڈ بھی کی۔

۱۵ر فروری کے اخبار Prensa Libre نے خاکسار کی فوٹو اور مسجد کی فوٹو کے ساتھ خبر شائع کی۔

جلسہ سالانہ ۱۹۸۹ء میں نمائندہ گوائٹے مالا کی شمولیت

اس موقع پر جماعت احمدیہ گوائٹے مالا کے ایک نمائندے نے شمولیت بھی کی اور گوائٹے مالا کے اخبارات میں اس بات کا ذکر بھی کیا گیا کہ ہمارے ملک کے لئے ۱۵ر ہزار نمائندگانِ جماعت احمدیہ عالمگیر نے اپنے صد سالہ جوبلی جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ میں (منعقدہ بمقام لنڈن یوکے) دُعا کی ہے۔

ایک مخصوص گروپ کی طرف سے خاکسار کی مخالفت

جیسے کہ میں نے لکھا ہے کہ جہاں پھول وہاں کانٹے۔ مقبولیت کی وجہ سے مخالفت بھی ہونی بعض لوگوں کی طرف سے ایک قدرتی بات تھی لیکن للہی قافلے ان مخالفتوں سے کب رُکا کرتے ہیں وہ تو اپنی منزل پر پہنچ کر ہی دم لیتے ہیں۔

ایک دن سیکورٹی انچارج گجر موخواچین عیسیٰ صاحب صبح صبح تشریف لائے اور کہنے لگے کہ کیا تم نے صبح چھ بجے کی خبریں سنی ہیں۔ میں نے نفی میں جواب دیا تو فرمانے لگے کہ آج تمہارے متعلق خبر نشر ہوئی ہے میں نے پوچھا کیا ہے تو بتانے لگے کہ یہی کہ بعض نامعلوم اشخاص نے اقبال احمد نجم کو جو مسلمانوں کے لیڈر ہیں موت کی دھمکی دی ہے۔ مجھے کہنے لگے اب تمہیں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ کہنے لگے اس بات کا قوی امکان ہے کہ جنہوں نے خبر نشر کی ہے ان کی

طرف سے ہی دھمکی بھی ہو۔اس خبر کے متعلق میں نے اپنی وکیل صاحبہ سے بات کی تو وہ ریڈیو اسٹیشن پہنچ گئیں اور ڈائریکٹر صاحب سے صبح کی خبروں کا بلیٹن مانگا۔انہوں نے اس کی فوٹو کاپی دینے سے انکار کر دیا۔اس پر انہوں نے کہا کہ تم نے یہ خبر لگائی ہے اس کا Source بتائیں۔وہ بھی انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا۔جس پر برآفروختہ ہو کر وہ یہ دھمکی دے آئیں کہ اگر اقبال نجم کو کوئی نقصان پہنچا تو وہ نیکاراگوا سے کمانڈوز لا کر انکا ریڈیو اسٹیشن اڑوا دیں گی۔انہوں نے مجھے آ کر تسلی دی اور بتایا کہ وہ کیا کر آئی ہیں۔میں نے ان کو کہا کہ یہ دھمکی والی بات صحیح نہیں ہوئی۔ ہم تو امن پسند اور امن پرست لوگ ہیں۔

چند دنوں کے بعد بڑی عمر کے چند بزرگ تشریف لائے جو امریکہ کی بعض یونیورسٹیوں کے ریٹائرڈ پروفیسر صاحبان تھے۔ باتوں ہی باتوں میں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ فری میسن تنظیم کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔انہوں نے مجھے کہا کہ وہ ایک تحفہ میرے لئے لائے ہیں۔میں نے پوچھا وہ کیا ہے تو کہنے لگے ہم آپ کیلئے ایک کار لائے ہیں۔میں نے کہا وہ کیوں؟ تو فرمانے لگے آپ نے ہمارے ملک میں اتنی عمدہ عمارت ایک مسجد کی شکل میں بنوائی ہے۔اس لئے میں نے عرض کیا کہ آپ کا ملک تو اسرائیل ہے اور میں نے یہ مسجد جو بنوائی ہے۔یہ تو خدا کا گھر ہے اور میں تو صرف خدا تعالیٰ سے ہی اس کے بدلے میں تحفہ لینا چاہتا ہوں اور کسی سے کچھ نہیں لینا چاہتا اور ویسے بھی ہم احمدی مبلغ اپنے خلیفہ کے علاوہ کسی سے کچھ نہیں لیتے۔ پھر ہم نے بعض کتب کا تبادلہ کیا اور پھر وہ اٹھنے لگے تو مجھے جاتے ہوئے یہ دعوت دے گئے کہ ان کا ایک گیسٹ ہاؤس ہے اور وہ لوگ Week End پر وہاں جمع ہوتے ہیں وہاں آئیں اور جتنے دن چاہے رہیں اور ہمیں تبلیغ بھی کریں۔میں نے شکریہ ادا کیا اور انہیں رخصت کیا۔

کچھ دن قبل میرے ایک دوست تھے جرنلسٹ اور وہ علم نجوم کے بھی ماہر تھے اور میرا ان کی دکان پر آنا جانا بھی تھا۔اس کی دکان پر جبکہ وہ بند تھی کسی نے Burst مارا اور دروازہ چھلنی کر دیا اور

اس بات میں Message یہ تھا کہ ''وہ ہماری مدد سے باز آجائیں۔''

میں نے سکیورٹی انچارج عیسیٰ صاحب سے رابطہ کیا اور مشورہ کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ نے ان لوگوں کی دعوت پر وہاں ہرگز نہیں جانا کیونکہ وہاں جانا بہت نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اور بعض کیلئے ہوا ہے۔ نیز انہوں نے یہ مشورہ بھی دیا کہ جو حالات یہاں بیت رہے ہیں۔ ان سے حضرت صاحب کو آگاہ کریں اور دعا کی درخواست کریں۔ چنانچہ تمام حالات حضرت صاحب کی خدمت میں بھی لکھ دیئے گئے اور دعا کی درخواست بھی کر دی گئی۔

جب یہ سب باتیں حضرت صاحب تک پہنچیں تو آپ کا پیغام موصول ہوا کہ احتیاط کریں اور تیاری کریں سپین سے مبلغ صاحب آرہے ہیں۔ ایک ماہ اکٹھے رہنا ہے اور تمام تعلقات اور واقفیتیں جو آپ نے وہاں بنائی ہیں، انہیں سب منتقل کرنی ہیں اور پھر وہاں سے آنا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ میں انتہائی قربانی دینے کیلئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا ''نہیں'' چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق عمل کیا گیا۔ اسی دوران مکرم وکیل صاحب J.Arturo Toledo کی ''امن اور محبت کانفرنس'' آگئی اور اس کی وجہ سے احمدیت کی مقبولیت میں اور اضافہ ہوگیا۔ آخری سے پہلے دن ایک دعوت میں ہم نے جانا تھا Avenida Reforma ہم نے ایک جگہ سے پار کرنی تھی یعنی (مین سڑک) وہاں پر ایک صاحبہ درخت کے نیچے ہمارا انتظار کر رہی تھیں۔ جونہی ہم سامنے آئے انہوں نے کار ہماری کار میں دے ماری لیکن ان کا نشانہ خطا گیا اور ان کی کار ہمارے پچھلے حصہ پر لگی جہاں لوہے کی Rod ہوتی ہے ہماری کار بمع ہمارے بچ گئی مگر ان کی کار دوہری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت فرمائی۔ بعد میں جب ہماری وکیل صاحبہ اور اُس خاتون کے والد صاحب آئے اور پولیس میں کاغذات جمع کرائے گئے تو وکیل صاحبہ نے بتایا کہ یہ تو ہمارے لاء کالج کے پرنسپل صاحب کی بیٹی ہے اور ان کا بھی اُسی دھڑے سے تعلق ہے تو بات تمام کھل گئی کہ آخری دم تک مخالفت کی کوشش ہوئی مگر جسے اللہ رکھے

اسے کون چکھیؔ۔

میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ادنیٰ ترین غلام اور آپ کے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح کا حقیر ترین خادم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام فرمایا تھا:

''فری میسن مسلط نہیں کئے جائیں گے۔'' (تذکرہ صفحہ ۳۳۶)

اور اس کے صدقے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ادنیٰ ترین غلام اور نمائندے کی بھی حفاظت فرمائی۔

سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد۔

PUERTO, BARIO, SALEJA, SALANO, میں تو بڑی جماعتیں بن گئی ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اب ایک نیا سنٹر QUITZALTENANGO میں بنایا جا چکا ہے۔

ربوہ کے میرے مکان پر معاندین کا قبضہ اور تکلیف دہ صورت حال

احمدیوں پر ظلم اور زیادتی کا ایک طریق یہ بھی پاکستان میں اختیار کیا جا رہا تھا کہ ان کی جائیدادوں پر قبضہ کر کے ان سے ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا تھا۔ چنانچہ ربوہ میں بہت جگہوں پر ایسا ہوا۔ خاکسار کے مکان پر بھی میری عدم موجودگی میں ایک غیر احمدی شخص نے دھوکہ سے داخل ہو کر قبضہ کیا ہوا تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک کمرہ جو میں نے بند کر رکھا تھا اور اس میں میری لائبریری اور بہت سا سامان پڑا تھا، تالا توڑ کر وہ بھی سب خرد برد کر لیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں پولیس بھی حسب معمول کوئی مدد نہ کر رہی تھی بلکہ پولیس اور اسٹیشن والی مسجد کے غیر احمدی مولوی صاحب کی ملی بھگت سے یہ سب کام ہوا تھا اور وہ برملا کہتے تھے کہ یہ مکان احمدیوں کے مولوی کا ہے اور اسے چھوڑنا نہیں ہے۔ سات آٹھ سال سے وہ میرے مکان پر ناجائز قابض تھے۔ خاکسار کی گوائٹے مالا سے ۲۲ فروری ۱۹۹۰ء کو واپسی ہوئی اور اس تکلیف دہ امر کا سامنا کرنا پڑا۔ مشورہ سے مقدمہ کیا گیا اور حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کیا گیا کیونکہ دعا کے علاوہ

اور چارہ بھی کوئی نہیں تھا۔

مقدمہ ناجائز قبضہ مکان اور واگذاری کے مطالبہ پر تھا۔ جواب دعویٰ میں کہا گیا تھا کہ عاجز نے پچاس ہزار روپے لئے ہیں۔ پچاس ہزار مزید لیکر مکان ان کے نام کرنا ہے جو میں کرتا نہیں ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ یہ سب جھوٹے کاغذات تیار کئے گئے ہیں۔ میں نے کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا اور نہ ہی پچاس ہزار روپے لئے ہیں اگر ایسا خرید وخروخت کا کوئی سودا ہوا ہے تو صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کا اجازت نامہ دکھایا جائے کیونکہ یہ تمام جائیداد ان کی ملکیت ہونے کی وجہ سے انکی اجازت کے بغیر اس کی خرید وفروخت ممکن نہیں۔ یہ اجازت نامہ وہ پیش نہ کر سکے اور فیصلہ یہ ہوا کہ موصوف کرایہ دار تھے اور جیسا کہ وہ خود اقراری ہیں کہ پانچ صد روپے ماہانہ کرایہ پر وہ اس میں داخل ہوئے تھے۔ جبکہ مالک مکان ایک ہزار ماہانہ کرایہ پر بتاتا ہے۔ لہٰذا پندرہ دن کے اندر اندر موصوف ایک ہزار روپے ماہانہ کے حساب سے پانچ سال کا کرایہ عدالت میں جمع کرادے اور مالک مکان فی الحال پانچ صد روپے ماہانہ کے حساب سے لے لے اور وہ جب ایک ہزار روپے کرایہ ماہانہ کا ثبوت پیش کر دے گا تو بقیہ رقم لینے کا حق دار ہوگا۔

چنانچہ مطلوبہ رقم عدالت میں مقررہ مدت تک جمع نہ کرائی گئی تب عدالت نے فیصلہ دے دیا کہ مکان پر قبضہ کرلیا جائے۔ جب اس غرض کیلئے گئے تو مکان پر تالا تھا اور موصوف راتوں رات ٹرک پر اپنا اور میرا سامان لادکر مکان سے جا چکا تھا۔ پھر باقاعدہ تالا شکنی اور عدالت سے اجازت اور بیلیف حاصل کر کے مکان پر قبضہ کیا گیا۔ مکان کی حالت اندر سے ایک خرابے سے زیادہ نہ تھی۔ فرش اور دیواروں سے سیمنٹ اُدھڑا ہوا تھا۔ میرا اسٹور اور پیٹیاں سب خالی تھیں۔ بل ادا نہ کئے۔ جس کی وجہ سے بجلی پانی سب منقطع تھے۔ نلکا غائب تھا۔ ایسی حالت دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔ یہاں میں نے ۱۳ سال طالب علمی کے گزارے تھے اور آج اس کا یہ حال ہوگیا تھا۔

حضورؒ کی خدمت میں رپورٹ بھجوائی گئی تو حضورؒ نے جج صاحب کا شکریہ ادا کرنے کیلئے

ارشاد فرمایا۔جس پر عمل کیا گیا کیونکہ ایسے حالات میں کسی کا صحیح فیصلہ کرنا بھی اس کی greatness ہے۔

ابھی یہ مقدمہ چل رہا تھا کہ حکم ملا کہ میں ویزا لیکر لنڈن پہنچ جاؤں۔چنانچہ فوراً تعمیل کی گئی اور ۲۷ مارچ ۱۹۹۱ء کو انگلستان پہنچ گیا۔ وہاں جاکر معلوم ہوا کہ برازیل جانا ہے۔ چنانچہ ۲/اپریل ۱۹۹۱ء کو جناب ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب کے خط کے ساتھ ان کے سفارت خانہ میں ویزا کیلئے درخواست دے دی گئی۔انہوں نے پوچھا کہ آپ پاکستان سے آرہے ہیں وہاں سے ویزا لیکر کیوں نہیں آئے؟ اصولاً اپنے ملک سے ویزا لیا جاتا ہے۔انہیں اس کا جواب لکھ کو بھجوایا گیا جسے انہوں نے قبول نہ کیا۔پھر ارشاد ہوا کہ ارجنٹائین کا ویزا حاصل کیا جائے، چنانچہ یکم مئی ۱۹۹۱ء کو دفتر کے خط کے ساتھ وہاں کیلئے درخواست دی گئی تو ان کا جواب یہ آیا کہ ارجنٹائن کیلئے آپ نے ایک دفعہ برازیل سے درخواست دی تھی وہ ہمارے پاس موجود ہے۔آپ پولیس کا پاکستان سے کریکٹر سرٹیفکیٹ اور چند ایک اور کاغذات جوانہوں نے لکھ کر دئے وہ لیکر بھجوا دیں تو آپ کو ریذیڈینس ویزا دے دیا جائے گا۔لیکن ان کاغذات کے مہیا کرنے میں شائِد دقّت تھی۔ پھر فرمایا گیا کہ گوائٹے مالا کیلئے ویزا کی درخواست دی جائے چنانچہ یکم مئی ۱۹۹۱ء کو یہ درخواست دی گئی اور جب یہ درخواست وہاں پہنچی تو کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں چلی گئی جو دوبارہ مجھے ویزا دینا نہیں چاہتا تھا چنانچہ میرے خلاف اخبار میں یہ چھپوایا گیا کہ اقبال نجم پھر آرہا ہے یہ لوگ ۸ دن کا ویزا لیکر آتے ہیں اور یہاں کالونی بنا کر بیٹھ جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ اورنئی منتخب حکومت کو میرے متعلق منفی رپورٹ دیکر عاجز کو non Persona grata یعنی ناپسندیدہ شخصیت قرار دیکر ویزا دینے سے انکار کردیا گیا انہیں سابقہ وزارت داخلہ کے سیکرٹریان کے دستخطوں والا سرکاری لیٹر بھی دکھایا گیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ تمہارا ملک ہے جب چاہے یہاں آؤ۔لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔تب دفتر نے واپس مجھے پاکستان بھیج دیا جس کا مجھے افسوس ہوا کہ ایک

خدمت کا موقع پیدا ہورہا تھا جو رہ گیا۔ چنانچہ ۲۲رجون ۱۹۹۱ء کو واپس آ گیا۔ جولائی کا جلسہ انگلستان بھی نہ دیکھ سکا اور پاکستان پہنچا تو مجھے مربی راولپنڈی مقرر کیا گیا۔

بطور مربی راولپنڈی میں میری تقرّری

خاکسار جون ۱۹۹۱ء تا دسمبر ۱۹۹۳ء راولپنڈی میں رہا یہاں پر مکرم عبد السلام صاحب طاہرؔ (مرحوم) میرے جامعہ احمدیہ کے کلاس فیلو مرّبی ضلع تھے اور میں ان کا نائب مقرر ہوا تھا۔ رہائش میری بیت العطا میں تھی جو اندرونِ کمیٹی چوک اولین گیسٹ ہاؤس راولپنڈی تھی ۔ یہ کرنل میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم سابق امیر جماعت راولپنڈی کا مکان تھا جو انہوں نے جماعت کو دے دیا تھا۔

یہ بہت بڑا مکان دو منزلہ تھا جس میں ربوہ سے آئے ہوئے ۱۵-۱۰ نوجوان بھی رہتے تھے۔ یہاں پر ہی گول کمرے میں پہلی منزل میں فروکش ہوا ۔ جمعہ یہاں کی عید گاہ میں جو سیٹلائیٹ ٹاؤن میں تھی پڑھا کر آیا کرتا تھا۔ ضلع کی جماعتوں کے دورے بھی کرتے تھے۔شہر کی مرکزی مسجد میں حاضری کیلئے خاص کوشش کی گئی تھی ۔ہمیں کافی کامیابی ہوئی خصوصاً صلوٰۃ الفجر میں۔

تقریباً چھ ماہ بیت العطاء میں رہتے ہوئے ہوگئے تھے ۔ رمضان المبارک آیا اور ہر دو مربیان کو درس کا موقع ملا۔آخری عشرہ آیا اور عید کے قریب تمام نوجوان عید کرنے ربوہ چلے گئے۔اتنی بڑی حویلی میں صرف میں ہی اکیلا تھا ۔رات کو تہجد کیلئے بیدار ہوا اور مناجات میں مصروف تھا اور مجھے ان دنوں قلق بھی تھا کہ انگلستان بلوایا گیا اور تین ملکوں میں جانے کا موقع تھا مگر کہیں بھی نہ جاسکا اور قادیان کا ویزا بھی نہ لگا۔دل میں سوال پیدا ہورہا تھا کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض تو نہیں ہوگیا ہے؟ اس کا جواب جلد ہی مجھے لیلۃ القدر کی رات کو مل گیا۔ میں نے فضاء میں بلندی میں ایک آواز سنی جس کی گونج مجھے کائنات میں محسوس ہوئی۔ وہ تھی **السلام علیکم**

میں تو دیوانہ سا ہوگیا باہر آیا اوپر کی منزل پر چڑھ گیا اور چھت پر جا کر سجدہ ریز ہوگیا۔ دل میں جو وسوسے پیدا ہو رہے تھے ان کا ازالہ ہوگیا۔ الحمدللہ علی ذالک۔ میرا خدا مجھ سے راضی تھا۔ میرے روئے روئے میں اس کی حمد و تسبیح کے نغمے الاپے جا رہے تھے اور میری روح وجد میں رقص کناں تھی۔

اے خدا، اے چارہ سازِ ہر دلِ اندوہ گیں
اے پناہِ عاجزاں، آمرز گار مزنبیں
از کرم آں بندہِ خودرا، بہ بخشش ہانواز
و ایں جُدا افتاد گاں را، از ترحم ہابہ بیں

(درثمین فارسی صفحہ ۹۵)

قربان تسُت ، جان من ، اے یا رمحسنم
بامن کدام فرق تو کردی، کہ من کنم
ہیچ آگہی نبود، زِعشق وفا مرا
خود ریختی، متاعِ محبت بدامنم
ایں خاک تیرہ راہ، تو خود اکسیر کردۂ
بود آں جمالِ تو کہ نمود است احسنم
ایں صیقل دِلم، نہ بزہدو تعبد است
خود کردۂ، بلطف وعنایات روشنم
صد منّتِ توہست، بریں مشتِ خاک من
جانم رہینِ لطفِ عمیم تو، ہم تنم
در کوئے تو اگر سرِ عُشّاق را زنند
اوّل کسے کہ ، لاف تعشق زند منم

(درثمین فارسی ۱۳۳)

خاکسار راولپنڈی سے ربوہ کے مکان کی پیروی کیلئے چنیوٹ تاریخ پڑنے پر جاتا رہا اور بالآخر ۲۹ر دسمبر ۱۹۹۳ء کو ربوہ والے مکان پر قبضہ مل گیا۔ **الحمدللہ علیٰ ذالک۔**

میں اسے مرحوم خالہ جان کی امانت سمجھتا رہا ہوں۔ اس سے آمدہ رقم کو ایک کاروبار میں لگایا ہوا تھا اور جو رقم بھی حاصل ہوتی تھی چندہ وصیت ادا کرنے کے بعد دیگر مدات میں ادا کر دیتا تھا تاکہ خالہ جان کی روح کو ثواب پہنچتا رہے۔ یہ رقم اپنی ذات پر استعمال نہیں کرتا تھا۔

ایک دفعہ اس طرح میرے پاس سات ہزار پونڈ جمع ہو گئے۔

میں نے اس رقم سے پریمیم بانڈز بھی خرید کئے تھے جو بھی انعام نکلتا چندہ میں دیتا رہتا تھا چنانچہ میں نے دیکھا کہ ایک گائے ذبح کر رہا ہوں۔ گائے کے ۷ حصے قربانی کے ہوتے ہیں چنانچہ میں نے یہ رقم حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں پیش کر دی جس کے متعلق آپ نے مجھے لکھا کہ ''افریقہ کی مساجد کی مدّ میں یہ رقم دے دی گئی ہے''۔

بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ افریقہ میں ایک مسجد کیلئے ایک ہزار پونڈ دیئے جاتے ہیں۔ بہت مسرت ہوئی کہ الحمدللہ۔ اسطرح سے سات مساجد کی تعمیر میں شمولیت کا شرف حاصل ہو گیا ہے اور مرحومین کو اور آئندہ نسلوں کو اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔ **الحمدللہ ثم الحمدللہ۔**

راولپنڈی میں ایک صاحب تھے۔ انہوں نے زرعی زمین خرید کر کے ایک کالونی بنائی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ اس کے قریب سے موٹر وے پشاور کے لئے گزرے گی تو اس جگہ کی بہت قیمت ہو جائے گی۔ عیدگاہ میں وہ ہر جمعہ کو مجھے اعلان کرنے کیلئے دیتے کہ احمدی اس کالونی میں پلاٹ خرید کریں، جماعت کا اس میں بہت فائدہ ہے وغیرہ وغیرہ...... میرے سامنے یہ بات تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسجد کو بہترین جگہ اور مارکیٹ کو بدترین جگہ قرار دیا ہے۔ ایک شخص نے اناج لاکر مسجد میں ڈھیر کر دیا تھا فروخت کرنے کیلئے تو آپ نے بہت ناپسند فرمایا تھا اور کہا تھا کہ تمہیں اس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ اسی اصول کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس پرانے

طریق کو تبدیل کر دیا تھا کہ جو مسجد کے ساتھ دکانیں بنائی جانے لگی تھیں تا کہ اُن کے کرایہ سے مسجد کا خرچ نکل آیا کرے۔ آپ نے بہترین کو بدترین سے ملانا مناسب نہیں سمجھا۔ میں بھی پلاٹ خرید کرنے سے متعلق اعلانات کو مسجد میں کرنا مناسب نہیں سمجھتا تھا اور اسے کاروبار کے مترادف سمجھتا تھا۔ اور یہ اعلان نہیں کرتا تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ہم نے تربیت حاصل کی تھی وہ کہا کرتے تھے کہ مربی نے ہر بڑے چھوٹے آدمی کی تربیت کرنی ہوتی ہے۔ میں نے بھی ایک پلاٹ اُس کالونی میں خرید تو لیا تھا مگر مسجد میں یہ بزنس کرنا میں ناجائز سمجھتا تھا کہ لوگوں کو مسجد میں پلاٹ خریدنے کیلئے سبز باغ دکھائے جائیں۔ بعد میں نہ تو پشاور والی موٹر وے وہاں سے گزری اور نہ کوئی فائدے والی بات ہوئی اور ۱۰۔۱۵ سال کے بعد وہ پلاٹ اسی پرانی قیمت پر واپس ہوئے۔ میں بھی ۲۰۰۴ء میں وہی پلاٹ اس کی قیمت خرید پر لوٹا کر کے انگلستان آیا تھا۔ میں نے یہ بات اس لئے یہاں درج کی ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ بعض اوقات مربی کو تربیت کیلئے بھی بعض مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

لاہور میں بطور مربی کے تقرری

۱۹۹۳ء سے لیکر ۱۹۹۶ء تک خاکسار اسلام پورہ (سنت نگر) لاہور میں مربی سلسلہ رہا۔ اس حلقہ نے مسجد اور مربی ہاؤس نیا تعمیر کیا تھا۔ راولپنڈی سے میرا یہاں تبادلہ ہوا تھا۔ مکرم عبدالستار خادم صاحب مرحوم ابا جان کے راولپنڈی کے کولیگ یہاں رہتے تھے۔ انہوں نے مجھے آتے ہی ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا اور شفقت پدری سے نوازا۔ ان کے بیٹے مکرم ڈاکٹر عبدالوحید صاحب قائد ضلع لاہور تھے اور یہ بھی سنت نگر میں رہتے تھے۔ سمن آباد اور ریواز گارڈن کے حلقہ جات بھی میرے پاس تھے۔ اول الذکر دو حلقوں میں باری باری جمعہ پڑھاتا تھا۔ ابا جان بھی فیصل ٹاؤن لاہور میں قیام پذیر تھے۔ خاکسار کو تین سال ان کی خدمت کا موقع بھی ملا۔ وہ بیمار رہتے تھے ان کو ہومیو ادویہ پہنچاتا رہتا تھا۔ وباللہ توفیق۔ میری بیٹی مونا ایم ایس سی کر رہی تھی ۔ پہلے وہ ابا جان کے پاس کچھ عرصہ رہی پھر میرے پاس آ گئی۔ رمضان المبارک میں میں نے

خاص طور پر اس کے اچھے مستقبل اور رشتہ کیلئے دُعا کی تو مجھے بتایا گیا کہ رشتہ آرہا ہے چنانچہ ہفتہ کے اندر اندر مکرم رانا محمد عامر صاحب انگلستان کا رشتہ آگیا جو میں نے طے کر دیا۔

سنت نگر کے قیام کے دوران ہی یہ تقریب عمل میں آگئی۔اب یہ دونوں خوش وخرّم انگلستان میں زندگی گزار رہے ہیں۔ان کے ماشاء اللہ چھ بچے ہیں اور آخری دو توام وقفِ نو کے طلحہ رانا اور عنیقا رانا ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کو دین و دنیا کی حسنات سے نوازے دولتِ علم سے مالا مال فرمائے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔آمین۔

اللہ تعالیٰ نے لاہور کے اس حلقہ میں بھی خاکسار کو نو مبائعین عطا فرمائے اور دریا کے ساتھ یہ علاقہ لگتا ہے چنانچہ ہم تبلیغ کیلئے وہاں جھگیوں میں جایا کرتے تھے چنانچہ ایک رپورٹ پر حضور رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لندن

14.8.93/9158

پیارے عزیزم اقبال احمد نجم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔اللہ آپ کی رویاء کو مبارک فرمائے اور محنت،خلوص سے خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ ۲۳ بیعتوں کے پھل پیش کرنے کی بے حد خوشی ہے۔ مبارک ہو۔ اللھم زو دبارک و ثبت اقدامھم۔اللہ تعالیٰ مزید بیعتوں کی توفیق بخشے۔تمام احباب کو بہت بہت محبت بھرا اسلام اور بچوں کو پیار۔

والسلام   خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

C/o مکرم یونس جاوید صاحب

48 مہتاب سٹریٹ۔ چوہان روڈ

اسلام پورہ۔ لاہور

جنوری ۱۹۹۶ء میں ایک رات خاکسار کو دل کی تکلیف ہوگئی۔ خاکسار نے فون پر مکرم ڈاکٹر عبدالوحید صاحب کو آگاہ کیا۔ آپ فوراً تشریف لے آئے اور مجھے لیکر کارڈیالوجی پنجاب پہنچ گئے۔ مگر انہوں نے فوری توجہ نہ دی جس پر آپ مجھے لیکر وہاں سے میوہسپتال چلے گئے۔ وہاں مجھے داخل کرلیا گیا اور چلنے پھرنے سے روک دیا گیا۔ وہاں پر مکرم ڈاکٹر ضیاءاللہ سیال صاحب اور مکرم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب احمدی تھے جنہوں نے میرا خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ تینوں ڈاکٹروں کو جزاءِ خیر عطا فرمائے۔ آمین

کارڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ نے مجھے آپریشن کرانے کا مشورہ دیا۔ خاکسار کو بہت فکر دامن گیر ہوئی اور دعاؤں کی طرف بہت توجہ ہوئی۔ میں نے ۳؍جنوری کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو دیکھا مجھے آپ نے فرمایا کہ ''نجم صاحب گھبرانے کی ضرورت نہیں ابھی تو آپ نے جماعت کی بہت خدمت کرنی ہے''۔

میرا دل بہت مطمئن ہوگیا۔ وہاں سے ڈسچارج ہوکر میں نے اپنے دوست مکرم محمود ایاز باجوہ صاحب چوبرجی کوارٹر لاہور کے گھر میں کچھ دن قیام کیا۔ وہاں پر آکر ڈاکٹر صاحبان بھی مجھے دیکھتے رہے۔ اس گھرانے نے میری بہت خدمت کی اور خیال رکھا۔ مجھے بیماری کا بالکل احساس ہونے نہیں دیا۔ مجھے ایسے لگا جیسا کہ میں اپنے ہی گھر میں ہو۔ں اللہ تعالیٰ ان سب کو بھی بہت جزاءِ خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

پھر میں یہاں سے اپنے فزیشن مکرم جناب ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کو ملنے راولپنڈی گیا اور نئے گیسٹ ہاؤس میں، جو پرانا فروخت کر کے خریدا گیا تھا پشاور روڈ پر، جا ٹھہرا۔ ڈاکٹر

صاحب نے بڑے پیار اور ہمدردی سے میرا معائنہ کیا اور ایک نسخہ لکھا۔ میں نے استعمال کرنا شروع کیا۔ آپ نے بتایا کہ آپریشن دوبارہ کرنے میں تو بہت خطرہ کی بات ہے۔ تین دن کے بعد فرمایا کہ آپ نماز کے بعد ۱۵ منٹ صبح پیدل چلیں اور اسے ۵ منٹ روزانہ بڑھائیں۔ چنانچہ ۱۰ دن کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب آپ بالکل خطرے سے باہر ہیں۔ مبارک ہو۔ چنانچہ اسطرح کے معجزات زندگی بڑھائے جانے کے خاکسار نے کئی بار دیکھے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ اور اسطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمودہ بار بار سچ ہوتے ہوئے مشاہدہ کیا۔ مجھے ۱۹۹۶ء میں شوگر ہوگئی جس کی وجہ سے یہ پرابلم پیدا ہوئی۔ چنانچہ عاجز کو یہ فرمایا گیا کہ ''شوگر کا خیال رکھو باقی سب خیر ہے۔'' جو نسخہ شوگر کا حضور رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا استعمال کیا گیا تھا وہ مندرجہ ذیل ہے۔ احباب کے فائدے کی خاطر لکھے دیتا ہوں۔

☆......تین دن ایک خوراک پھر ہر ہفتے ایک خوراک 1. Natrum Sulf 200

☆......تین بار دن میں 2. Calc Phos + Nat Phos + Kali phos 6X

☆......چند قطرے پانی میں دن میں تین بار 3. Syzygeum Jambo lanum

☆......یہ میں نے اپنے تجربہ کی بنا پر شامل کی تھی 4.Uranium Nitricum 3x

تقرری بطور مربی ضلع اسلام آباد اور افغانوں میں بکثرت بیعتیں

مکرم جناب سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے خاکسار کو بلا کر فرمایا کہ تم جہاں جاتے ہو وہاں بیعتیں کرواتے ہو۔ میں تمہیں مربی ضلع اسلام آباد مقرر کرتا ہوں وہاں سال میں ۵۹ بیعتیں ہیں۔ اس کیلئے جا کر کوشش کرو۔

یہ میرے لئے ایک امتحان تھا اور اس سلسلہ میں ہمیشہ کی طرح میرے لئے میرے اللہ کے سوا کوئی میرا مددگار نہیں۔ میں اسلام آباد جا کر گیسٹ ہاؤس 1012 سیکٹر G/10/4 میں ٹھہرا۔ اور دعائیں شروع کر دیں۔ وہاں پر محمد عارف صاحب ایک مخلص نوجوان گیسٹ ہاؤس کے منتظم

تھے۔

ایک دن کہنے لگے کہ مربی صاحب میں نے ایک عجیب خواب ۲۲ اپریل ۱۹۹۶ء کو دیکھا ہے کہ میں اور اقبال نجم مربی صاحب ہیں اور ہم لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہے ہیں اور میں لوگوں کو پکڑ پکڑ کر آپ کے پاس لا رہا ہوں اور آپ انہیں کہہ رہے ہیں کہ امام مہدی آ گئے ہیں ان کی بیعت کر لیں ۔ یہ کہہ کر آپ چلے جاتے ہیں اور میں ایک سائیکل پر چل پڑتا ہوں۔ میرے آگے پیچھے دو دوست بیٹھے ہیں اور ایک بچہ بھی ہے۔ اور میں انہیں تبلیغ کر رہا ہوں اچانک حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے سائیکل پر تشریف لاتے ہیں اور میرے دوستوں کو ایک کو آگے اور ایک کو پیچھے بیٹھا کر چل پڑتے ہیں۔ ان کا ایک ہاتھ میرے سائیکل پر ہے اور دیگر سائیکل اور گاڑیاں تو ایک طرف کو گر گئی ہیں ۔ البتہ ہمارے سائیکل سہولت اور تیزی سے چل رہے ہیں اور حضورؒ تشریف لے جاتے ہیں ۔ تو لوگ گھروں سے یہ کہتے ہوئے باہر نکل آتے ہیں کہ ''زلزلہ آ گیا ہے'' اور میں کہتا ہوں کہ زلزلہ اس لئے آیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیحؒ یہاں سے چلے گئے ہیں۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

چنانچہ یہ رویا مکرم عارف صاحب کی میں نے حضور پر نورؒ کی خدمت میں لکھ بھیجی اور دعا کیلئے درخواست کی تا اللہ تعالیٰ یہاں کوئی نئی پاکٹ ہمارے لئے کھولے اور ہمیں بہت سی بیعتیں عطا فرمائے اور اسلام و احمدیت کا بول بالا ہو۔

چنانچہ اس دوران مربی ہاؤس-10/4 آئی خالی ہو گیا اور میں وہاں پر منتقل ہو گیا۔ میں الصبح سیر کرنے نکلا کرتا تھا افغانی نوجوان سائیکلوں پر اپنے وطن کی یاد میں گیت گاتے ہوئے گروپ کے گروپ جا رہے ہوتے تھے ۔ یہ لوگ 8-آئی کی پشت پر برساتی نالے کے دونوں طرف دور تک ہزاروں کی تعداد میں خیمہ زن تھے اور 6/1 آئی کے ساتھ سے ہی ان کی آبادی شروع ہو جاتی تھی ۱۰۔ ۱۲ سال سے یہ لوگ پاکستان میں تھے اور یہاں کی زبان بھی سیکھ لی تھی اور ان کی

عورتیں گھروں میں کام کرتی تھیں اور مرد مزدوری کرتے تھے۔ کچھ نے بھینسیں پالی ہوئی تھیں اور موٹر سائیکلوں پر پھر کر ہمارے سیکٹرز میں دودھ بیچتے تھے چنانچہ میں نے سوچا ان میں تبلیغ کی سکیم بنائی جائے۔

چنانچہ ہم نے دعوت الیٰ اللہ شروع کی اور ان میں دعوۃ الامیر فارسی تقسیم کی رات کو ضیافت اور اُن میں تبلیغ کے پروگرام شروع کئے مگر ہوشیاری سے کیونکہ وہاں پر جاسوسی بھی کی جاتی تھی اور نگرانی بھی ہوتی تھی۔ہم نے وہاں میڈیکل سنٹر کھولے چنانچہ ان میں بیعتیں شروع ہو گئیں۔ میں انہیں یہی سمجھاتا تھا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام آ گئے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ نے انہیں مان لیا تھا جس کی وجہ سے آپ لوگوں نے ان پر ظلم کیا اور اس ظلم کی پاداش میں آپ لوگ اَب دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہو۔بعض ان میں سے خوست کے علاقے کے تھے اور وہ اس بات کو جانتے تھے،بعض تو دھاڑیں مار مار کر رونے لگ جاتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اُن کے اندر ایک احمدیت کیلئے نرم گوشہ پیدا فرما دیا۔ ہر تین ماہ کے بعد ربوہ میں مکرم ناظر صاحب دعوت الی اللہ کے ساتھ میٹنگ ہوتی تھی۔ ہماری کامیابیاں سب طرف پھیل گئیں اور دوسرے ضلعوں میں بھی اسی طرز پر کام شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ مرکز میں افغان ڈیسک بھی بن گیا۔ پہلے سال ہمیں ۷۰۰ بیعتیں ملیں۔الحمد للہ۔ جب یہ خبر لنڈن پہنچی تو وہاں سے ایک فیکس ۷ رمئی ۱۹۹۷ء کو آئی کہ:

''۷۰۰ بیعتوں سے تو وہاں پر آگ لگ جائے گی۔ بہت احتیاط کریں''

چنانچہ پرابلم تو پیدا ہونے شروع ہو گئے۔دیگر سیاسی اور مذہبی تنظیموں نے حسد کی وجہ سے ہماری مخالفت شروع کر دی۔ افغانیوں کو کہتے احمدیوں سے ادویہ مت لو۔ان کا کھانا مت کھاؤ۔ یہ کافر ہیں۔افغانی جواب دیتے کہ یہ کلمہ گو ہیں۔ یہ کیسے کافر ہیں؟۔

ہم نے ان کو بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو قائداعظم کو بھی کافر اعظم کہتے تھے تو ہمیں تو کافر کہنا

ان کے لئے آسان ترین ہے۔عیسائیوں کے لگائے ہوئے نلکوں سے پانی پینا تو جائز سمجھتے ہیں مگر ہم اگر افغانیوں کو ادویہ دیتے ہیں تو وہ حرام سمجھتے ہیں۔

ایک اشتہار کی ہمارے خلاف تقسیم

ظلم کے خلاف پاسبان

کافروں کی مسلمانوں کے خلاف ایک اور یلغار

غیرت مند مسلمان بہنوں، بھائیو اور ساتھیو!

اسلام کے نام پر بے پناہ قربانیوں کے ساتھ بننے والا ملک پاکستان جس کے بننے سے پہلے انگریز نے اسلام کے خلاف بے پناہ سازشیں کیں جن میں سرفہرست قادیانیوں کی سازش ہے جو کہ کافر قرار دیئے جانے کے باوجود ایک بار پھر سرگرم ہیں۔ واضح قانون موجود ہے کہ اگر کوئی قادیانی کسی مسلمان کو قادیانی بنانے کی کوشش کرے تو اس کو تین سال کی سزا دی جاسکتی ہے۔مگر قادیانی اس کے باوجود مسلمانوں کو اسلام سے مرتد کر رہے ہیں۔ان کے مذہب کا دارومدار ہمارے علماء کی شان میں گستاخی کرنا ہے بالخصوص مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالستار نیازی، مولانا مودودی ۔ یہ اپنا کام یوں کرتے ہیں کہ قادیانی ڈاکٹر دیہاتی علاقوں میں فری میڈیکل کیمپ لگاتے ہیں۔لوگوں کی مالی امداد بھی کی جاتی ہے۔میڈیکل کیمپ کے ساتھ ان کا مرّبی بھی موجود ہوتا ہے جو کہ لوگوں سے تعلقات بنا کر ان کو قادیانیت کی دعوت دیتا ہے۔ایک اہم بات جس کی اطلاع ضروری ہے کہ قادیانیوں کا مرکز ربوہ کی بجائے اب اسلام آباد بن چکا ہے۔ یہ لوگ نوجوانوں کو پیسہ اور لڑکی کا رشتہ دیکر گمراہ کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ پڑھی لکھی مسلمان لڑکیوں کی شادیاں قادیانی

لڑکوں سے پیسے کی چمک دکھا کر کر دیتے ہیں اور اس طرح قادیانیوں کی قوت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ قادیانی بہت پر امید ہیں کہ ان کا ملعون مرزا طاہر پاکستان آنا چاہتا ہے۔لیکن اس سارے سلسلے میں سب قادیانی ملوث نہیں۔ ان کی ایک تنظیم ہے تحریک جدید۔ اس کی مزید تین شاخیں ہیں۔تحریک لجنہ یہ عورتوں میں کام کرتی ہے۔تحریک خدام یہ نوجوانوں میں کام کرتی ہے۔تحریک اطفال بچوں میں کام کرتی ہے۔تحریک لجنہ کی سربراہ ایک بڑے ڈاکٹر کی بیوی ہے ہم بہت جلد ان لوگوں کے ناموں کی فہرستیں، جو اس گناہ میں ملوث ہیں، عوام تک پہنچا دیں گے۔ اس کام سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ایک قانون موجود ہے اور اس قانون کی کھلی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور ہم قانون کی پاسداری چاہتے ہیں۔ اس لئے عوام الناس سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ مل کر حکومت سے مطالبہ کریں کہ ایسی سرگرمیوں میں ملوث قادیانیوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

مبشر اقبال (صدر پاسبان)

منجانب: احمد ہاشمی، ملک عمر فاروقی، سہیل اقبال، ناصر خان، واصف ملک، کامران خان، طاہر صدیق۔

ایک بار مجھے واپسی پر میرے گھر کے دروازے پر ایک مجسٹریٹ اور مسلح سپاہیوں نے روک لیا اور سوال جواب کرتے رہے۔ میں نے انہیں ترکی بترکی سنائیں جس پر انہوں نے مجھ پر تو ہاتھ نہیں ڈالا البتہ میری نگرانی سخت ہوگئی۔

ماشاء اللہ ہماری لجنہ، خدام، انصار سب ہی اس کام میں ایک سکیم کے تحت مصروف کار تھے۔ اس حبس کے زمانہ میں لجنہ نے نواحی گاؤں میں مقامی آبادی کے اشتراک سے جلسہ ہائے سیرت النبیؐ شروع کئے۔ جن کا بہت اچھا اثر پڑا۔ مجھے یاد ہے کہ یکم جون ۱۹۹۷ء کو جگیوٹ گاؤں میں لاؤڈ سپیکر پر سیرۃ النبیؐ کا جلسہ ہوا جس میں خاکسار نے تقریر کی اور تمام لوگوں نے سنی اور

بہت حیران ہوئے کہ احمدی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افضل الرسل اور خاتم النبیین مانتے ہیں۔اس میں سو سے زیادہ غیر احمدی شریک ہوئے۔ چنانچہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سب کے کام میں بہت برکت ڈالی اور احمدیت کا بہت بول بالا ہوا۔ **الحمدللہ علی ذالک۔**

مجموعی طور پر احمدیوں کی عبادت میں حسن آیا، اسلام آباد کے ہر سیکٹر میں ایک ایک نماز سنٹر تھا اور ایک جگہ نماز ہوتی تھی۔ چنانچہ ہر سیکٹر میں ۲، ۲۔ ۳، ۳ نماز سنٹرز بنائے گئے تاکہ زیادہ سے زیادہ احمدی سہولت سے نماز باجماعت ادا کرسکیں اور فجر اور عشاء کا اہتمام بھی کیا گیا۔مغرب تو پہلے ہی ہوتی تھی ۔اس طرح سے روحانی قوت میں بھی بہت اضافہ ہوا۔مکرم عبدالواحد صاحب ورک مرحوم ناظم انصاراللہ ضلع کے ساتھ تقریباً روزانہ ہی دورے ہوتے تھے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو بلندی درجات عطا فرمائے۔آمین۔

اسی طرح ہر جگہ پر درسوں کا بھی اہتمام کیا گیا۔مکرم چوہدری علیم الدین صاحب امیر جماعت اسلام آباد تھے۔ بہت ہی مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے۔آپ ۱۹۹۸ء میں کینیڈا گئے اور پھر وہاں ہی انتقال فرما گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ کا جسد خاکی لایا گیا اور ۳ ستمبر ۱۹۹۸ء کو خاکسار نے ان کا جنازہ پڑھایا اور ان کے بعد مکرم منیر احمد صاحب فرخ امیر جماعت اسلام آباد بنے۔اللہ تعالیٰ آپ کو فعال لمبی زندگی سے نوازے۔آپ بھی بہت فدائی احمدی اور دل و جان سے جماعت کیلئے قربانی کرنے والے وجود ہیں۔اللھم زد فزد۔

۱۹۸۸ء میں حسب سابق ۹۰۰ بیعتیں افغانیوں کی ہوئیں۔ لجنہ اور انصار نے ان کی تربیت کے پروگرام بنائے۔آئندہ کیلئے پروگرام یہ آرہا تھا کہ ایک بڑا جرگہ ہو اور سب کو بادلائل ثابت کیا جائے اور سب افغانی احمدی ہوجائیں تو ایک مسجد ان کو بنا کر دی جائے اور ایک فارسی خواں معلم ان کو مہیا کیا جائے۔اس کاروائی میں آٹھ نو ہزار افغانیوں کے جماعت میں داخل ہونے کا امکان پیدا ہو رہا تھا مگر حالات کے تقاضہ کے پیش نظر اتنے بڑے پروگرام کی پلاننگ کی

اجازت نہیں ہوسکی۔ و اللہ بصیر بالعباد۔

اس دوران میرا بیٹا محمود اقبال بھی ایک سال میرے پاس رہا اور B.Com میں پڑھتا رہا۔

مکرم سید محمود احمد صاحب (مرحوم) برازیل سے پاکستان آئے تو خاکسار کو ملنے بھی اسلام آباد تشریف لائے اور کچھ دن میرے ہاں قیام فرمایا۔

مکرم جمشید صاحب (جمی) بھی قریب ترین ہمسایہ اور دوست تھے۔ مکرم خالد محمود صاحب/ 10/1 آئی بھی بہت تعاون فرماتے تھے۔ ہمارے سیکٹر کے صدر مکرم ملک ظہیر احمد صاحب تھے۔/ 10/1 آئی میں دعوت الیٰ اللہ افغاناں کے سلسلہ میں ابتدائی طور پر مکرم مسعود اعوان صاحب نے رابطے کئے اور میرے ساتھ تعاون کیا۔ ان سب سے ہی تعلق رہا۔ الحمد للہ جہاں بھی فرائض منصبی ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ اللہ تعالیٰ نے سلطان اور نصیر عطا فرمائے، الحمد للہ۔ اور بھی بہت سے دوست ہیں۔ سب کا تو ذکر ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہی جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

۱۱/اکتوبر کو میں لاہور پہنچا تھا اور ۱۲/اکتوبر کو اسلام آباد میں زلزلہ آ گیا تھا یعنی جنرل مشرف صاحب نے حکومت سنبھال لی تھی اور مکرم محمد عارف صاحب کی رویاء پوری ہوگئی تھی۔

اکتوبر ۱۹۹۹ء میں اسلام آباد سے گلشن راوی لاہور تبادلہ ہوگیا۔ اسلام آباد میں ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا موصول ہوا تھا۔ اسے بیان کئے دیتا ہوں:

آپؒ نے تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لندن

1.2.97/64148

پیارے عزیزم اقبال احمد نجم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے ۸۰ بیعتوں کی خوشخبری ملی ۔ ماشاء اللہ بہت خوشکن رپورٹ ہے۔ **الحمدللہ۔ثم الحمدللہ۔اللھم زد بارک و ثبت اقدامھم۔** جزاکم اللہ تعالیٰ واحسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جماعت کیلئے مفید وجود بنائے اور دوسروں کیلئے روشنی اور ہدایت کا مینار ثابت ہوں ۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو نیکی اور تقویٰ کی راہوں پر آگے بڑھائے اور مقاصد کو پورا فرمائے۔ نیک تمنائیں پوری ہوں تمام احباب جماعت کو محبت بھرا اسلام اور عید مبارک۔

خاکسار

مرزا طاہر احمد

مربی ضلع اسلام آباد

خلیفۃ المسیح الرابع

جب میں لاہور گلشن راوی پہنچا تو شیزان کا حلقہ بھی میرے پاس تھا۔تین حلقے تھے۔باری باری جمعہ پڑھاتا تھا۔شیزان میں مکرم مبارک احمد کاہلوں صاحب سے کافی تعلق رہا اور گلشن راوی میں مکرم خواجہ ارشاد صاحب جو آج کل صدر حلقہ ہیں سے بہت تعلق رہا ہے۔تقریباً ایک سال کے بعد یورپ کے سفر کا پروگرام بنا سکا۔کوشش تو دیر سے کر رہا تھا کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ملاقات کو بہت دیر ہو گئی تھی۔

میرا یورپ کا پہلا سفر 2001ء

حضرت خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ کی ملاقات کوتقریباً دس سال ہو چکے تھے اور بہت تشنگی محسوس ہورہی تھی۔ ناروے اور انگلستان دونوں ملکوں میں جانا چاہتا تھا۔ ناروے میں میرا بھائی تھا۔ اور اس نے مجھے سپانسر کیا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ میں عیدان کے ساتھ گزاروں۔ مگر ویزا ملنے پر بہت دیر ہوگئی۔ اسی اثناء میں انگلستان سے مکرم رانا محمد عامر صاحب کا فون آیا کہ مجھے نیشنلٹی برٹش مل گئی ہے اور میں اب آپ کو سپانسر کرسکتا ہوں۔ چنانچہ سپانسر کے انتظار میں تھا اور عید بھی ۱۷ دسمبر کوگزرگئی۔ بالآخر میں ۲۳ دسمبر کو اوسلو ناروے کے لئے روانہ ہوسکا اور اپنی ایئر لائین کی بے قاعدگیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جن کی وجہ سے تو انسان کا حشر نشر ہی ہو جاتا ہے۔ آخر خدا خدا کر کے اوسلو پہنچا جہاں پر میرا بھائی اور بھاوج اور بچے میرے منتظر تھے۔ کئی دفعہ اپنے آپ کو برفوں میں گھرا دیکھتا تھا سو یہ بات بھی یہاں آ کر پوری ہوگئی۔ درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے منفی ۱۳ تھا۔ سوائے برف کے ہر طرف اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ شجر وحجر سب برف کی دبیز چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔ دریا نالے سب منجمد تھے۔ برف پوش راستے طے کرتے ہوئے گھر پہنچے۔ الحمدللہ۔

گزشتہ صدی کا آخری اور نئی صدی کا پہلا جمعہ بیت النور ناروے میں ادا کیا۔ مکرم سید کمال یوسف صاحب مبلغ سلسلہ خطیب تھے۔ آپ کی پرتاثیر خطابت نے دلوں کی سرزمین پر ایک لرزا ساطاری کردیا۔ الوداعِ عصر اور استقبال عصر کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے گزشتہ راستغفار اور آئیندہ راعزم صمیم کی نصیحت فرمائی گئی تھی۔

آپ ہی سے جناب ثاقب زیروی صاحب ایڈیٹر لاہور کی دائمی جدائی کا قصہ سنا۔ آنجناب کی نصف صدی پر پھیلی ہوئی خدمات کا ذکر ہوا۔ میرے والد مرحوم بھی آپ کے ساتھ کچھ عرصہ کام کرتے رہے ہیں۔ آپ کی ترنم ریزیوں کے تصور سے ہی کانوں میں نقرئی گھنٹیاں سی بجنے لگیں مگر اب یہ ہی کہا جاسکتا تھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شاکرولاّ کشادہ دومنزلہ صاف ستھری آرام دہ رہائش گاہ تھی۔ یہاں مجھے اپنی سپینش میں

لکھی ہوئی کتاب Elsanto Profeta Mohammad پر نظر ثانی کا موقع ملا۔(یہ کتاب اب گوائٹے مالا میں تیار ہو رہی ہے) چار ہفتے جلد گزر گئے۔Holman Kolleil ایک دن گئے جہاں عالمی سکیٹنگ کے مقابلے ہوتے ہیں۔Drammen کا مقام بھی ایک دن دیکھا۔سات چکر لگا کر پہاڑ کی چوٹی پر جا کر گردو پیش کا بہت عمدہ نظارہ کیا۔ راستہ کئی ٹنل میں سے گزرتا ہے جہاں ٹپکنے والے منجمد پانی کے ہار آپ کا استقبال کرتے ہیں۔ یہاں الگ پہاڑی Sipral پر پرانے وقتوں کی یادگاری توپ غلاف میں لپٹی ہوئی استیادہ ہے۔سامنے درختوں کے جھرمٹ میں یہاں کا دریا منجمد پڑا تھا اور یہاں کے مردوزن تتلیوں کی طرح برف پر سکیٹنگ کے مزے لیتے پھر رہے تھے۔ یہاں کی میونسپلٹی ٹرکوں کے ذریعہ پھسلن سے بچانے کیلئے برف زدہ سڑکوں پر بجری بکھیرتی پھرتی تھی۔ برف سے لدے ہوئے درخت بھی بہت بھلے معلوم دیتے تھے۔

یہاں کے مرکزی پارک فراگنر میں نئی صدی کا استقبال دیکھنے گئے۔درجہ حرارت اس روز منفی ۲۵ تھا۔آتشبازی کا بھی نظارہ کیا گیا اور ان کے کلچر کا بھی اور پھر جلد گھر کو لوٹ آئے۔

یہاں پر مقیم بہت سے میرے اور میرے بھائی کے دوستوں نے مجھ ناچیز سے بہت اظہار محبت فرمایا اور اپنے ہاں مدعو کیا۔ ان میں مکرم مقصود ورک صاحب اور ان کے سویڈیش نومسلم احمدی داماد مسٹر میغل صاحب جنہوں نے سپین ، برازیل اور گوائٹے مالا کے دورِ قیام کے متعلق حالات دریافت کئے۔مکرم زرتشت منیر صاحب امیر جماعت ناروے نے بھی بہت عزت افزائی فرمائی۔اسی طرح میرے عزیز دوست مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب بھی یہاں پر مقیم ہیں۔

ناروے میں آمد کے فوراً بعد ہی یعنی ۲۷ ردسمبر کو برٹش ایمبیسی میں ویزے کی درخواست دے دی گئی تھی۔انہیں پاکستان میں دیئے جانے والی درخواست اور سپانسر کا حوالہ دے دیا گیا تھا۔ پاکستان اور یورپ میں سفارت خانوں کے سلوک میں اور عملہ کے برتاؤ میں زمین و آسمان کا فرق محسوس کیا۔مولا نے کرم کیا اور مجھے UK کا ویزا مل گیا۔ ۱۸ رجنوری کو دوستوں سے بیت النور میں

رخصت ہوا۔ وہاں انصار اللہ نے بھی اپنے جلسہ میں میری تقریر کا اہتمام کیا ہوا تھا۔

۱۹ ر جنوری کو سیکنڈے نیوئین ایئر لائنس کے ذریعہ روانہ ہو کر لنڈن ایئر پورٹ پر اُترا جہاں میری بیٹی ربیعہ عامر اور رانا محمد عامر صاحب اور بچے وجیہہ، ذکاء اور مناحل منتظر تھے۔ میری نواسی گلابوں کا گلدستہ لئے میری منتظر کھڑی تھی۔ اپنے پیاروں سے ملنے کا بھی کیا لطف ہوتا ہے۔

۲۴ ر جنوری کو حضور پر نورؒ سے ملاقات کی منظوری ہوئی۔ کئی بار نماز کی ادائیگی کیلئے مسجد فضل حاضر ہوتا رہا اور حضورؒ کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ اپنے دوست مکرم امام صاحب عطاء المجیب صاحب راشد سے ملاقات ہوئی۔

۲۴ جنوری کا دن مسرتوں کا دن تھا۔ آج ایک لمبے عرصہ کے بعد میری ملاقات خلیفۂ وقت اپنے روحانی بادشاہ سے ہونی تھیں جن کی حکومت ہمارے دلوں پر ہے۔ میرے ہمراہ میری بیٹی داماد اور نواسیاں اور نواسہ بھی تھے سب کی خوشیاں دیدنی تھیں۔ میری بیٹی اور داماد بھی میری طرح لمبے عرصہ سے اس ساعت سعد کے منتظر تھے۔ بہت باتیں سوچی تھیں مگر بوقت ملاقات قوت قدسیہ کا ایسا رعب کے سب دل کی دل میں ہی رہ گئیں۔ حضورؒ نے فرمایا ''نجم صاحب آپ ریٹائر ہو کر آگئے ہیں کیا؟'' میں نے حضورؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ ابھی تو دو سال رہتے ہیں حضور! آپؒ نے فرمایا اچھا خیر ہے۔ بچوں کو آپ نے چاکلیٹ دیں۔ تین فوٹو لئے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ نے اپنے بابرکت ہاتھ میں میرا ہاتھ خوب مضبوطی سے پکڑ لیا۔ مجھے یوں لگا کہ ایک روحانی قوت کا کوندا سا لپک کر مجھ میں سرایت کر گیا ہے۔ بعد میں مجھے ۸ ہفتے لنڈن میں رہنے کو ملے۔ عیدالاضحیٰ اور سات جمعے حضورؒ کی اقتدا میں ادا کئے اور ہر ہفتے ۲۔۴ دن بیت الفضل کے قریب گیسٹ ہاؤس میں رہتا تھا تاکہ زیادہ سے زیادہ نمازیں آپؒ کی اقتداء میں ادا ہو سکیں۔ دو بار آپؒ کی مجلس عرفان میں بھی بیٹھا جن دنوں میں گیسٹ ہاؤس میں بیت الفضل کے قریب ٹھہرا ہوا تھا۔ ہر ہفتہ مکرم امام صاحب کے ساتھ ناشتہ کرنے کی دعوت ملی ہوئی تھی۔

جہاں ۹ بجے مکرم امام صاحب کا فون آجاتا کہ آجائیں اور ناشتہ میں آپ نے میری شوگر کی رعایت رکھتے ہوئے خوب اہتمام کیا ہوتا تھااور بھاوجہ صاحبہ نے کبھی بیسن کی روٹی اور کبھی میتھی کی روٹی تیار کی ہوئی ہوتی تھی۔طالبعلمی کے دور کی آپؒ کے ہاں کی آپ کے والد صاحب بزرگوارم مرحوم کی مہمانوازیوں کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔

ناروے سے میرے بھائی کا فون آیا۔عیدالمبارک کے بعد کہنے لگا کہ بھائی جان آپ کی دعائیں جوآپ نے یہاں کی تھیں، رنگ لانے لگی ہیں۔چنانچہ بتایا کہ میں نے ایک گھر اور یہاں پرخریدلیا ہے۔خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ حسناتِ دارین عطافرمائے۔آمین۔

شاہدرہ لاہور میں میری تقرری

۱۱رمارچ ۲۰۰۲ءکو میں واپس آیا تو میری تقرری گلشن راوی سے شاہدرہ میں ہوگئی تھی اور رچنا ٹاؤن میں مربی ہاؤس تھا، جہاں میں نے رہنا تھا۔مربی ہاؤس خالی ہونے میں جو وقت لگا اس دوران میں گلشن راوی میں مکرم خواجہ ارشاد صاحب کے گھر رہا بالکل اپنے گھر کی طرح۔اللہ تعالیٰ ان سب کو جزاءعطافرمائے۔آمین۔

ان دنوں میں مکرم مبارک احمد صاحب امیر جماعت سپین کے بھائی طاہر صاحب کا ولیمہ ربوہ میں ہوا تھا۔میں خواجہ صاحب کے ساتھ جاکر اس میں شریک ہوا تھا۔رچنا ٹاؤن فیروز والہ کے قریب اور شاہدرہ کے ساتھ واقع علاقہ ہے۔یہ ملاؤں کا علاقہ ہے اور یہاں کے احمدی شیخوپورہ کے ضلع اور دیگر قریبی اضلاع سے آکر آباد ہوئے ہیں۔یہاں تربیت کی بہت ضرورت تھی کیونکہ جب سے لاہور میں آیا تھا مربّی ضلع صاحب کی ماہانہ میٹنگ میں جوبھی یہاں کا مربی ہوتا تھا وہ چندایک مسائل کا ضرور ذکر کرتا جوتربیت میں کمی کے باعث تھے جس کی وجہ سے کام کرنے میں مشکل پیدا ہوتی تھی۔اب مجھ سے خود ان کا واسطہ آن پڑا تھا۔چنانچہ خاکسار نے مکمل جائزہ لیکر ان چندایک لوگوں کا تعین کیا کہ جو پرابلم کی وجہ تھے اور مرکز کو آگاہ کیا۔ان میں ایک دو

تو کہتے تھے نحن مصلحون اور ایک دو کہتے تھے انا خیر و منه۔ چنانچہ مکرم ناظر صاحب اعلیٰ نے اس معاملہ میں پوری دلچسپی لی اور مکرم امیر صاحب ضلع لاہور کو کاروائی کیلئے لکھا۔ چنانچہ رمضان کا مہینہ تھا۔ان چند لوگوں کو بلا کر واعظ و نصیحت اور محاسبے اور محاکے کا سلسلہ کئی دن تک چلتا رہا اور بالآخر کافی حد تک کامیابی ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک۔

تربیت کے علاوہ دعوت الی اللہ کی بھی یہاں مہم چلائی گئی اور فری ہومیو ڈسپنسری سے بھی بلا تفریق مذہب ملت علاقہ کے لوگوں کو فائدہ پہنچایا گیا جس کا ذکر مکرم عبدالکریم قدسی صاحب جو میرے قریب رہتے تھے اور یہاں کے سیکرٹری مال تھے الوداعی پنجابی نظم میں کیا، جو کتاب ہذا میں الوداعی تقریب کے حوالے سے دی گئی ہے۔آپ اس میں کہتے ہیں:

سیوا کیتی رج کے جگ دی ہومیوپیتھی نال

ایہہ تغمہ اد تغمہ جس وچ ہیرے ہین جڑے

چنانچہ رچنا ٹاؤن کے علاوہ، فیکٹری ایریا اور شاہدرہ میں بھی باری باری جا کر جمعہ پڑھایا کرتا تھا۔ بہت ہی مخلص اور فدائی احمدی جماعتوں سے تعلق ہوا اور سب کو ہی بہت محبت کرنے والا پایا۔

اس دوران میں ایک غیر معمولی واقعہ جو ہوا وہ مکرم عطاء الحفیظ صاحب زعیم رچنا ٹاؤن کی شہادت کا واقعہ ہے آپ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کے بھتیجے تھے۔آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ ایک برف خانہ چلا رہے تھے اور اس کی چھت پر رہتے تھے بڑے پر جوش فدائی احمدی تھے اور دعوت الیٰ اللہ کرتے رہتے تھے۔ ۱۳/۱۴ ستمبر ۲۰۰۲ء کی درمیانی شب کو ڈاکوؤں نے جو ہمسایہ گاؤں سے تعلق رکھتے تھے، کھڑکی کے راستے آپ کے گھر میں داخل ہو کر قیمتی اشیاء زیور وغیرہ لوٹ کر جاتے ہوئے آپ کو گولی مار کر شہید کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

رچنا ٹاؤن میں خاکسار نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ربوہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ اس کی خبریں الفضل ۱۹/ستمبر ۲۰۰۲ء ۔اساس ۱۶/ستمبر ۲۰۰۲ء اور اخبار خبریں

۱۵/جنوری ۲۰۰۲ میں شائع ہوئیں۔

مارچ ۲۰۰۳ کے آخر میں جماعت احمدیہ پاکستان کی مشاورت ہوئی جس میں تمام مربیان شامل ہوئے۔مکرم ناظر صاحب اعلیٰ موجودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ہم مربیان سے مسجد مبارک میں خطاب فرمایا اور ہمارے ساتھ دارالضیافت میں ایک فوٹو بھی کھچوائی۔اس کے چند ہفتوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب خلافت کیلئے چن لیا۔مجھے وہ وقت یاد ہے جب آنجناب نے مجھے شرف مصافحہ بھی عطا فرمایا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ لنڈن میں ۱۹/اپریل ۲۰۰۳ء کو حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔چنانچہ خاکسار کو مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ربوہ کی طرف سے زیر چھٹی نمبر 5016/20.4.03 اطلاع موصول ہوئی کہ عاجز مجلس انتخاب کا ممبر ہے۔اگر ویزہ ہے تو جلد تر عازمِ سفر ہوں۔چنانچہ خاکسار نے اپنا پاسپورٹ حصول ویزہ کیلئے وکالتِ تبشیر میں جمع کرایا لیکن ویزہ جلد لگ نہ سکا۔چنانچہ پھر خاکسار نے اپنے طور پر کوشش کی اور کچھ توقف سے پہنچ گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔الحمدللہ علی ذالک۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات

اور میرا دوسرا سفر یورپ

خاکسار ۷راگست ۲۰۰۳ء کو لنڈن کیلئے روانہ ہوا اور سلو Langley میں اپنی بیٹی مونا کے گھر قیام کیا۔ اگلے روز جمعہ تھا۔ مسجد فضل لندن گئے اور جمعہ ادا کیا حضور کی اقتداء میں اور ۱۰راگست کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ میں نے رانا عامر صاحب کا تعارف بھی کرایا کہ یہ میرے Son in law ہیں تو حضورؒ نے فرمایا داماد بیٹا ہی ہوتا ہے۔ ایک تصویر بھی حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بنوائی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ پھر ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے مزار پر دعا کرنے کیلئے اسلام آباد گئے اور مجھے حضرت صاحب کے ساتھ گزارے ہوئے تمام گزشتہ لمحات ایک ایک کر کے یاد آنے لگے۔ آپ کی محبتیں اور شفقتیں اور عنایات سب ایک ایک کر کے یاد آرہی تھیں۔ آپ کے بلندی درجات کیلئے دعا کی اور پھر سوگوار دل کے ساتھ گھر کو لوٹے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپؒ کی تدفین اور انتخاب خلافت بالتفصیل ایم ٹی اے کے ذریعہ پاکستان میں دیکھتا رہا تھا۔ خلافت خدا تعالیٰ کا ایک عظیم احسان اور بہت بڑا انعام ہے جو ہم احمدیوں کو حاصل ہے۔ رسالہ الفرقان نومبر ۱۹۶۳ء میں محترم حکیم ماسٹر عبدالرحمن صاحب خاکی بی اے راولپنڈی کی ایک غزل شائع ہوئی تھی، وہ یہاں پیش کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی یہ نظم ارسال کی گئی تھی۔ آپ کا جواب ازراہ شفقت موصول ہوا تھا وہ بھی لکھے دیتا ہوں، ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا:

غم سے گزریں حضرت مسرور کی باتیں کریں

آؤ اپنے عہد کے مامور کی باتیں کریں
وادیٔ ایمن میں بیٹھیں طور کی باتیں کریں

اِک جہاں ہے ظلمت چاہِ ضلالت میں اسیر
نار سے اس کو نکالیں نور کی باتیں کریں

ہر غلط فہمی کو اُن کی دور کرنے کیلئے
مہدیٔ موعود کے منشور کی باتیں کریں

خوف باطل کا نہ ہو اعلائے حق کی راہ میں
دار پر بھی حضرت منصورؒ کی باتیں کریں

وہ جو تھا دستور دیں خیر القروں کے دور میں
عہدِ حاضر میں اسی دستور کی باتیں کریں

گرچہ ہے سیلِ حوادث رہزنِ تسکین دل
غم سے گزریں حضرت مسرور کی باتیں کریں

اِک نگاہِ لطف کی ہے آرزو خاکیؔ مجھے
آپ ان سے طالب مہجور کی باتیں کریں

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم وعلی عبدالمسیح الموعود

خدا کے فضل ورحم کے ساتھ

ھــــــو النــاصــر

لندن:15.11.06

مکرم اقبال احمد صاحب نجم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس کے ساتھ آپ نے فرقان رسالے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام انی معک یامسرور کے حوالے سے شائع ہونے والی ایک نظم کا تراشہ بھجوایا ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اچھا ہے۔ اس سے بہتوں کے اعتراض دور ہو جائیں گے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کی تمام نیک خواہشات پوری فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

۱۸/اگست کو ہنسلو میں مجلس سوال و جواب کا ایک پروگرام تھا۔ خاکسار نے دوستوں کے سوالات کے جوابات دیئے ۔ ۲۰/اگست کو جرمنی کیلئے روانہ ہوا ۔ وہاں کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا پروگرام تھا کیونکہ یوکے جلسہ سالانہ میں تو ویزے کی تاخیر کی وجہ سے شامل نہ ہوسکا

تھا۔ اپنے برادر نسبتی مکرم عطاء الرحمن صاحب صدیقی کے ہاں قیام کیا۔وہ New Anspach (نیوان پاخ) میں رہتے تھے، نیز اسی طرح مکرم منیر الدین خان صاحب اپنے ہم زلف کے ہاں بھی کچھ دن قیام کیا۔سب اکٹھے تینوں دن جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے من ہائیم جاتے رہے۔ اپنے مبلغین کرام دوستوں سے ملاقات ہوئی جو وہاں پر منتقل ہو گئے اور ۳۰۔۳۵ سال کے بعد ضلع شیخوپورہ کے احمدیوں سے ملاقات ہوئی۔ایک دن مکرم شیخ سعید صاحب آف شیخوپورہ والد مکرم شیخ منیر احمد صاحب مربی سلسلہ سے ملنے ہائیڈل برگ بھی گئے۔

میری عدم موجودگی میں مربی ہاؤس لاہور رچنا ٹاؤن میں معاندین نے آگ لگادی

۳/۴ ستمبر کی درمیانی رات کو کسی شخص نے مربی ہاؤس میں گھس کر پیٹیوں میں سے سب سامان باہر نکال کر اسے کمروں میں ڈھیر کر کے آگ لگادی اور اس طرح جماعت کا بہت نقصان کیا۔میں نے ایک رویا بھیانک سی کچھ دن پہلے دیکھی تھی کہ قریب رہنے والی ایک فیملی کے ایک فرد سے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے آپ پر افسوس ہے کہ اتنا قریب ہو کر بھی آپ نے مربی ہاؤس کا خیال نہیں رکھا۔انا اللہ و انا الیہ راجعون۔جب میں پہنچا تو یہی صاحب مجھے ملے تو میں نے وہی خواب والی بات دوہرائی کہ آپ نے مشن ہاؤس کا خیال نہیں رکھا۔ یہ خواب من وعن پوری ہوگئی۔ یہ بھی احمدیوں کی دشمنی کی ایک مثال ہے کہ انکی املاک کو نقصان پہنچایا جاتا ہے اور احمدیوں کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا۔اللہ تعالیٰ ظالموں کو عقل دے آمین۔

حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ ۳۱/اگست کو فرانس تشریف لے جاچکے تھے۔خاکسار ۳/ستمبر کو HAN ایئر پورٹ سے ناروے Torp کے لئے روانہ ہوگیا۔جہاں میرا بھائی مجھے لینے آیا ہوا تھا۔ اس دفعہ ہم سویڈن بھی گئے۔ دوستوں سے ملے ملائے۔ ۱۷/ستمبر کو ناروے سے جرمن آیا اور

۲۱ستمبر کولنڈن پہنچ گیا۔الحمدللہ۔

ناروے کا گزشتہ سفر دسمبر میں ہوا تھا جبکہ انتہائی سردی کا موسم تھا۔اس دفعہ یہاں موسم بہار کا موسم تھا۔ ہر طرف سرسبز تھا اور خوبصورت پھول کھلے ہوئے تھے۔ پہاڑی جھرنے ترنم ریز تھے اور دریا اور سمندر کے تو اپنے ہی رنگ تھے۔ درخت پھلوں سے لدے ہوئے تھے اور رنگا رنگ پرندے ہر طرف اٹھکھلیاں کرتے پھرتے تھے۔جو درخت پہلے برف کی چادر میں لپٹے دیکھے تھے اب یوں لگتا تھا کہ بیدار ہو کر انگڑائیاں لے رہے ہیں اور ہر طرف قدرت اپنے حسن بے پایاں کے ساتھ جلوہ افروز تھی...... بالآخر ۳۰ستمبر کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے الوداعی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔میرے ساتھ مکرم رانا عامر صاحب بھی تھے ۔اب واپسی کی تیاری تھی۔معلوم ہوا اسی اثناء میں کہ مسجد بیت الفتوح جو یورپ کی سب سے بڑی مسجد جماعت احمدیہ یوکے کو بنوانے کی توفیق ملی ہے،اس کا افتتاحی کا پروگرام آرہا ہے۔لہٰذا اس کیلئے ٹھہر گیا۔ ۳اکتوبر ۲۰۰۳ء کو اس تقریب میں شمولیت کا اعزاز حاصل ہوا۔ الحمدللہ علی ذالک۔ ۵اکتوبر کو بحرین شارجہ سے ہوتا ہوا،۱۶اکتوبر کو لاہور پہنچ گیا۔الحمدللہ علی ذالک۔

جب گھر پہنچا تو آتش زدگی پر ہونے والے نقصان پر بہت افسوس ہوا۔سب سامان جل کر راکھ ہو گیا تھا اور تمام مکان میں سے کئی ماہ تک جلن کی بو آتی رہی۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔تمام دیواریں سیاہ تھیں اور غیر احمدیوں کی سیاہ کرتوتوں کی غمازی کر رہی تھیں۔میں نے ان کے ساتھ کیا برا کیا تھا؟ فری ڈسپنسری ہومیوپیتھی کی دن رات چلا رہا تھا اور رات ہو یا دن جسے ضرورت پڑتی بھاگا آتا تھا فوراً اُسے دوائی بنا کر دی جاتی تھی۔اپنے پرائے سب کو محبت سے گلے لگاتا تھا۔بہت سے مریض ٹھیک ہوئے (مولا کریم کی مہربانی سے)۔مجھے یاد ہے ہمارے جرنل سیکرٹری مکرم ارشاد عالم صاحب کو ہرنیا کی تکلیف ہوگئی۔آپریشن کرانے جا رہے تھے۔میں نے کہا ٹھہر جائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ کا نسخہ ہرنیا کا بنا کر دیتا ہوں۔ چنانچہ ان کے

Symptoms دیکھ کر مناسب نسخہ دیا گیا اور انہیں آرام آ گیا اور اپریشن کی ضرورت نہیں پڑی۔
اسی طرح مکرم عبد الکریم قدسی صاحب کی خوش دامن گاؤں سے تشریف لائیں تو انکو گھٹنوں میں 15 سال سے تکلیف تھی۔ چنانچہ انہیں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا نسخہ دیا گیا تو انہیں بھی آرام آ گیا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

توسیع مسجد رچنا ٹاؤن اور سالانہ جلسہ

یوکے میں ہونے والے جولائی کے سالانہ جلسہ سے قبل مسجد رچنا ٹاؤن میں توسیع بذریعہ وقارعمل کی گئی تھی۔رات کے ایک دو بجے تک وقار عمل ہوتا تھا جس میں خدام انصار اور بعض اطفال نے بھی رات دن محنت کی اور اس کی مکمل رپورٹ بغرض دُعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوائی گئی۔اس کا جواب مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب مکرم منیر احمد جاوید صاحب کی طرف سے یہ موصول ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لندن۔19.8.02

مکرم اقبال احمد صاحب نجم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ملاحظہ فرمالیا اور خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے دعا کی۔ ماشاء اللہ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ سب اخلاص سے وقارعمل کرنے والوں کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ان کے گھروں پر اپنی رحمت کی بارش برسائے۔اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔دینی ودنیوی ترقیات عطا کرے اور ہر آن حامی وناصر رہے۔آمین۔

خاکسار

منیر احمد جاوید

رچناٹاؤن میں ہمارے پاس مسجد کے ساتھ ایک بڑا پلاٹ بھی تھا۔ جہاں تقریبات اور جلسہ سالانہ کے اجتماع ہوتے تھے نیز عید الاضحیٰ پر گائے وغیرہ کی قربانیاں بھی وہاں ہی کر کے ان کی تقسیم ہوتی تھی۔ مگر اس علاقہ میں مُلّا بہت چھائے ہوئے تھے اور جماعت کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتے تھے۔ کوشش کی گئی کہ یہاں کی جماعت تربیتی اور قوتِ روحانی میں اتنی مضبوط ہو جائے کہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وہ بات میرے ذہن میں رہتی تھی ''کہ نجم صاحب آپ ریٹائر ہو کر آ گئے ہیں'' لہٰذا ۲۰۰۴ء اپریل میں قوائد کے مطابق میری ریٹائرمنٹ تھی۔ دفتر کا مجھے خط آیا اور میں نے ریٹائرمنٹ کے لئے خواہش کا اظہار کر دیا۔ واقف زندگی تو خدمت سے کبھی ریٹائر نہیں ہوتا، میں اِسی خیال کے ماتحت انگلستان میں جا کر خدمت سلسلہ کرنا چاہتا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہی دیا ہوا یہ آئیڈیا تھا جس کی تکمیل چاہتا تھا۔ چنانچہ خاکسار نے راولپنڈی کی کالونی احمد باغ والا پلاٹ قیمت خرید پر لوٹا یا اور اس کی رقم سے انگلستان کے لئے تیاری کی۔

میری ریٹائرمنٹ و انگلستان میں میری منتقلی اور الوداعی تقریبات

جب میرے حلقہ والوں کو معلوم ہوا کہ میں جانے کی تیاری کر رہا ہوں تو انہوں نے اپنی محبت کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ حلقہ شاہدرہ، حلقہ فیکٹری ایریا اور رچناٹاؤن کی مجالس عاملہ نے الوداعی تقریبات منعقد کیں۔ رچناٹاؤن کے عبدالکریم صاحب قدسی نے اپنے جذبات کا اظہار اپنی پنجابی نظم کے ذریعہ سے کیا اور فیکٹری ایریا کے صدر مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ صاحب نے بھی ایک غزل لکھی۔ اس میں آپ نے حلقہ کی طرف سے سب کے جذبات کی بھی نمائندگی فرمائی ہے اور اپنے جذبات کا بھی اظہار فرمایا ہے۔

مکرم میاں عبدالماجد صاحب فیکٹری ایریا شاہدرہ اوران کی تمام فیملی بھی میرے مہربانوں میں سے ہیں۔انہوں نے بھی الوداعی دعوت کا اہتمام کیا تھا۔

مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی پنجابی الوداعی غزل

محترم مولانا اقبال احمد نجم صاحب دی الوداعی پارٹی وچ پڑھی گئی

وقف دے پینڈے اوکھے نالے لمے ہن بڑے
دریاواں نوں ترن لئی جیویں کچے ہون گھڑے

عزت نال نبھایا اپنا چالیہہ سال دا وقف
۳۴سال مربیؔ رہ کے لئے ثواب بڑے

ایہہ تلوار دی دھار تے ٹُرنا لنگھنا چنگل چوں
تکھیاں سولاں ، کنڈے مل کے بیٹھے رہن تھڑے

سیوا کیتی رجھ کے جگ دی ہومیوپیتھی نال
ایہہ تمغہ اوہ تغمہ جس وچ ہیرے ہن جڑے

اوہ دریا اقبال نجم نے تریا، جس دے وچ
ادھ وچکارے رہ جاندے ہین تارُو بڑے بڑے

قُدسی چنگا اس نوں منیے چنگا جدھا اخیر
بھریا اس دا بھریا جانو جس دا توڑ چڑھے

(عبدالکریم قدسی۔ چناب اکیڈمی مکان نمبر ۲ گلی نمبر ۸ رچنا ٹاؤن شاہدرہ لاہور ۳۵)

مکرم صدر صاحب فیکٹری ایریا کی الوداعی غزل

حافظ و ناصر خدا

(برموقع ریٹائرمنٹ مکرم اقبال احمد نجم صاحب مربی سلسلہ۔حال شاہدرہ۔لاہور)

جس نے یورپ میں بھی جا کر دیں آذانیں برملا
ان کو ہم نے بھی کہا اھلاً و سھلاً مرحبا

اب بظاہر مسکرا کر کہہ رہے ہیں الوداع
میری آنکھوں میں سمندر آنسوؤں کا ہے چھپا

کہتے ہیں ہوتی نہیں سیدھی کبھی بھی چوب خشک
آپ نے پر خشک شاخوں کو بھی سیدھا کر دیا

نجم بھی اس فوج کے ہیں ایک سپاہی لاجرم
اک خلیفہ نے سنی تھی جس کی ٹاپوں کی صدا

جس جگہ تثلیث کا بجتا تھا گھنٹہ روز وشب
اس جگہ توحید کی اَب گونج ہے صبح ومسا

تھے جہاں یکتائے دنیا، لاتعلق دین سے
آپ کے جانے سے گونجی واں صدائے لاالہ

ابن مریم اور مریم اور اک روح القدس
کہتے تھے کہ ہے خدا ان تین میں سے تیسرا

جہاد اصغر کیلئے طارق گیا اسپین میں
جہاد اکبر میں نجم کو حصہ وافر ملا

پیدرآباد کی مسجد بنائی آپ نے
خلیفہ رابع نے کیا خود جاکے جس کا افتتاح
آپ اور مسجد بشارت لازم و ملزوم ہیں
یہ حقیقت ہے جسے مانے گا یورپ برملا
اب یہاں دوسال سے خدمات میں مصروف ہیں
دل کی گہرائیوں سے ہیں ممنون اہل شاہدرہ
آپ کی شفقت کبھی بھی ہم بھلائیں گے نہیں
آپ کی شفقت سے ہم میں آگیا اک ولولہ
اپنی کوہتائیوں سے ہم آگاہ ہیں اور معترف
استفادہ جس طرح کہ حق تھا ہم نے نہ کیا
دیکھتا ہوں نام میں ان کے بلندی کا نشان
ہم ہوئے انجم نما، اقبال بھی بالا ہوا
نجم ہی ، اقبال بھی ہیں اور مہر وماہ بھی
اُن کے آنے سے ہمارا آشیاں روشن ہوا
اے میرے بھائی نجم ہوں آپ پر لاکھوں سلام
یاد رکھنا ہم کو بھی بھائی ! بہ ہنگام دُعا
ہوں سدا بھائی ہمارے شادماں و شاد کام
جس جگہ بھی جائیں واں ہو حافظ و ناصر خدا

(آمین)

از۔مکرم ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ صاحب صدر حلقہ فیکٹری ایریا۔شاہدرہ۔ ۲۰۰۴۔۷۔۱۲

مربی کا ایک اور فرض

جماعت میں رشتے کرانا بھی مربی کا ایک اہم کام سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ خاکسار نے کوئی ۲۰۰ سے زائد رشتے پاکستان کے قیام کے آخری سالوں میں کرائے ہوں گے اور سب ہی اللہ کے فضل سے کامیاب ثابت ہوئے ہیں۔ مجھے کسی مربی صاحب نے لاہور میں ایک دفعہ پوچھا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ کے کرائے ہوئے رشتے ناکام نہیں ہوتے۔ تو بات یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی ہدایات پر عمل کیا جائے تو ضرور کامیابی ہوتی ہے اور بنیادی سٹیٹس اور سب سے بڑھ کر تقویٰ وطہارت اور اخلاق واطوار اور جماعتی خدمت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ سوشل طور پر کفویت نیز ظاہری شکل وصورت کا خیال رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ جب ایسا کیا جائے گا تو ضرور کامیاب رشتے طے پائیں گے ورنہ مشکلات دامن گیر ہو جاتی ہیں۔

انگلستان میں آمد اور جلسہ سالانہ میں شمولیت

خاکسار ۲۳ رجولائی ۲۰۰۴ء کو لنڈن پہنچا اور سلو میں اپنی بیٹی ربیعہ عامر (مونا) کے ہاں فروکش ہوا۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے روزانہ سلو سے جاتے آتے رہے۔ بعد اس کے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے وقت لیکر ملاقات کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جو فرمایا تھا بتایا اور لندن میں ٹھہرنے کی اجازت چاہی جو آپ نے عطا فرمائی۔ اس کے بعد خاکسار نے خدمتِ دین کیلئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ تین ماہ گزر گئے تو دوستوں نے مشورہ دیا کہ اسائیلم کے لئے درخواست دینی چاہیئے تا کہ قیام قانونی طور پر ہو جائے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اگر مجھے یہاں سٹیٹس مل گیا تو میں تیرے گھر کی زیارت کروں گا، فریضہ حج ادا کروں گا اور آخری سانسوں تک خدمت دین بجا لاتا رہوں گا کیونکہ میں نے وقف زندگی کیا تھا نہ کہ ساٹھ سال کا وقف۔ چنانچہ درخواست دی گئی۔ سٹیٹمنٹ تیار کی گئی۔

ایک دوست نے پڑھی تو کہنے لگا کہ اس میں کچھ نمک مرچ تو لگاؤ۔ ایسے تو بہت کم امید کرنی چاہئے کامیابی کی۔ میں نے کہا جو باتیں سچ ہیں وہ لکھ دی ہیں، انشاءاللہ ان کی بنا پر ہی کامیابی ہوگی اگر غلط بیانی زرا سی بھی ہوتو ایسے ہی ہے جیسے پاک صاف پانی میں پیشاب کے چند قطرے ملا دیئے جائیں۔

چنانچہ حسب معمول چند بار ہوم آفیس نے انکار کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی مرے لئے دُعا کر رہے تھے۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ فیلتھم کی عدالت میں میرا کیس لگے اور ہوم آفس Withdraw کرلے۔ عجیب خدا کا کرنا ہوا کہ میری اپیل کا کیس فیلتھم میں لگا اور ہوم آفس نے Withdraw کرلیا۔ میرے وکیل نے مجھے ای میل بھجوائی تھی مگر میں ''ڈیوز بری'' سے لندن آچکا تھا۔ عدالت میں پہنچا تو میرا وکیل نہ پہنچا۔ مجھے پریشانی ہوئی تو اندر سے ہوم آفس کے وکیل صاحب اٹھ کر آئے مجھے مبارک باد دی اور بتایا کہ ہم نے Withdraw کرلیا ہے۔ میں تمام رات دُعا کرتا رہا تھا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا کہ مجھے تسلی دے رہے ہیں۔ فجر کے بعد نور کا ہالہ سا دیکھا۔ الحمدللہ کامیابی ہوگئی۔ ثم الحمدللہ۔

اس دوران میں Induction Centre میں بھی رہا جو Mill Bank Ashford Kent میں تھا، جہاں 500 افراد کو ہوسٹل بھی رکھا ہوا تھا۔ اور ایک احمدی تھا ہم دونوں نمازیں باجماعت پڑھتے تھے۔ رمضان شروع ہوا تو بہت سخت کوفت ہوئی کیونکہ بظاہر مسلمان کہلانے والے جن علتوں میں پڑے ہوئے تھے اور رمضان کا احترام بھی نہیں کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سخت تکلیف ہوتی تھی۔ ایک جمعہ نہ پڑھ سکے تو بہت دعا کی کہ اللہ اس سے مخلصی دے۔ تو اللہ نے دُعا بھی قبول فرمائی اور اگلے روز ہی ''ڈیوز بری'' جانے اور وہاں جا کر ایک مکان میں NASS کے تحت رہنے کا حکم ہوگیا۔ یہاں ایک گھر میں پانچ افراد کو اکٹھا کیا گیا اور پانچوں ہی احمدی تھے اور تمام نمازیں باجماعت پڑھنے کی

سبیل نکل آئی۔ الحمدللہ علی ذالک۔

میں صرف ۱۷ دن ہی (۰۴۔۱۰۔۸ سے ۰۴۔۱۰۔۲۵) تک ایش فورڈ مل بنک انڈ یکشن سنٹر میں رہا۔ پھر ''ڈیوزبری'' سے ''ہڈرز فیلڈ'' جمعہ کی ادائیگی کیلئے جانے لگ گئے اور رمضان کے دنوں میں ''ڈیوزبری'' میں ہی تراویح پڑھاتا رہا۔ تبلیغ سب جگہ کرتا رہا۔ ''ڈیوزبری'' میں بھی جماعتی انتظام کے تحت تقسیم لٹریچر کا کام کیا جاتا رہا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

پھر جب سٹیٹس مل گیا تو لندن آ گیا اور جامعہ احمدیہ یوکے میں مکرم پرنسپل صاحب لئیق احمد صاحب طاہر کی خواہش کے مطابق یہاں لائبریرین کی ضرورت کے پیش نظر اس کے لئے درخواست دی گئی اور عرض کیا گیا کہ میں رضا کارانہ خدمت سرانجام دینا چاہوں گا۔ چنانچہ یہ درخواست ازراہ شفقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے منظور فرمالی۔ چنانچہ لائبریرین جامعہ احمدیہ مقرر کیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ ان دنوں میں رخصتیں بھی نہیں کیا کرتا تھا اور ۱۲۔ ۱۲ گھنٹے بھی بعض اوقات روزانہ خدمت کی توفیق پائی ہے اور ڈیڑھ سال تک یہ خدمت کی پھر تدریس کے شعبہ میں میری خدمات منتقل کر دی گئیں اور اب اردو پڑھانے کی اور بطور انچارج شعبہ اُردو، تقاریر کی مشق کرانے کی اور تصوف پڑھانے کی ذمہ داری میرے سپرد ہے جو میں بفضلہٖ تعالیٰ بااحسن انجام دے رہا ہوں۔ الحمدللہ علی ذالک۔

چونکہ میں ہومیو پیتھ ڈاکٹر ہوں اور کچھ تھوڑا سا تجربہ بھی ہے اس لئے مکرم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح استاذ الجامعہ سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل کے ساتھ جامعہ احمدیہ یوکے کی ڈسپنسری میں کچھ خدمت سرانجام دینے کی توفیق مل جاتی ہے۔ نیز صداقت ٹیوٹوریل گروپ کا انچارج بھی ہوں۔ الحمدللہ علی ذالک۔

عمرہ اور حج بیت اللہ کی سعادت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''جب انسان حج کیلئے جاتا ہے تو اس کی آنکھوں کے سامنے یہ نقشہ آ جاتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کیلئے قربانی کرنے والے بچائے جاتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ غیر معمولی عزت دیتا ہے اور حج کرنے والے کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اس کی ذات پر یقین ترقی کرتا ہے۔ پھر وہ اپنے آپ کو اس گھر میں دیکھ کر جو ابتدائے دنیا سے خدا کی یاد کے لئے بنایا گیا ہے۔ عجیب روحانی تعلق ان لوگوں سے محسوس کرتا ہے جو ہزاروں سال پہلے سے اس روحانی مسلک میں پروئے چلے آتے ہیں جس میں یہ شخص پرویا ہوا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی یاد اور اس کی محبت کا رشتہ جو سب کو باندھے ہوئی ہے خواہ وہ پرانے ہوں یا نئے۔ اسی طرح بیت اللہ کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کا نقشہ انسانی آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اور اسے احساس ہوتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر چاروں طرف سے لوگوں کو اس گھر کے گرد جمع کر دیا ہے۔ جب انسان بیت اللہ کو دیکھتا ہے اور اس پر اس کی نظر پڑتی ہے تو اس کے دل پر ایک خاص اثر پڑتا ہے اور وہ قبولیت دعا کا ایک عجیب وقت ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ اوّل ؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے حج کیا تو میں نے ایک حدیث پڑھی ہوئی تھی کہ جب پہلے پہل خانہ کعبہ نظر آئے تو اس وقت جو بھی دُعا کی جاتی ہے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ فرمانے لگے کہ اس وقت میرے دل میں کئی دعاؤں

کی خواہش ہوئی۔لیکن میرے دل میں فوراً خیال پیدا ہوا کہ اگر میں نے یہ دعائیں مانگیں اور یہ قبول ہو گئیں اور پھر کوئی اور ضرورت پیش آئی تو پھر کیا ہوگا پھر تو یہ حج ہو گا نہ خانہ کعبہ نظر آئے گا۔تب میں نے سوچ کر یہ حل نکالا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کروں کہ یا اللہ میں جو دعا کروں وہ قبول ہوا کرے تا کہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے۔

میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ سے یہ بات سنی ہوئی تھی۔ جب میں نے حج کیا تو مجھے بھی یہ بات یاد آ گئی جوں ہی خانہ کعبہ نظر آیا......(تو میں نے یہ دُعا کی) کہ تیرا اپنے رسول سے وعدہ ہے کہ اس کو پہلی دفعہ حج کے موقعہ پر دیکھ کر جو شخص دُعا کرے گا وہ قبول ہو گی۔ میری تجھ سے یہی دعا ہے کہ ساری عمر میری دعائیں قبول ہوتی رہیں۔ چنانچہ اس کے فضل اور احسان سے میں برابر یہ نظارہ دیکھ رہا ہوں کہ میری ہر دعا اس طرح قبول ہوتی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۴۵۰۔۴۵۱)

میں نے انگلستان آنے کے بعد سے حج کیلئے اخراجات پس انداز کرنے شروع کر دیئے تھے۔ پاکستان سے تو احمدیوں کو حج کیلئے جانے نہیں دیتے اور یہاں کوئی ایسی روک نہ تھی اور میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ بھی کیا تھا نیز حج اسلام کا پانچواں رکن بھی ہے جو مسلمان پر فرض ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے درخواست کی اور حج پر جانے کیلئے اجازت چاہی جو آپ نے ازراہ شفقت عطا فرمادی۔ پھر خاکسار نے اپنے بلیو پاسپورٹ پر مکرم چوہدری انوارالحق صاحب آف مانچسٹر کے ذریعہ ویزا لگوایا اور مکرم سید شکیل احمد صاحب آف سکائی لنک کے ذریعہ سے ٹکٹ خریدی جو چند گھنٹوں کے نوٹس پر مجھے ملی۔ میں نے نہ کوئی پیکج خریدا اور نہ کوئی ہوٹل بک کروایا۔صرف اللہ کا نام لیکر چل پڑا۔ ۲۲ر دسمبر ۲۰۰۶ کو جمعہ کی ادائیگی کے بعد ایک چھوٹا سا بیگ لیا اور ہیتھرو کے فضائی مستقر پر پہنچ گیا وہاں ہی مجھے ٹوکن دیکر ٹکٹ ملنا تھا۔سو

وہ مل گیا اور رات کو ۵۰ ۔ ۸ پر میری روانگی جدہ کیلئے تھی ۔ میری برسوں کی خواہش دیارِ حبیب کی زیارت کی پوری ہونے جارہی تھی اور میری روح وجد کناں تھی آنکھیں اشکبار تھیں اور دل کی حالت جو تھی اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ چھ گھنٹے کی پرواز تھی اور تین گھنٹے کا وقت کا فرق تھا۔ ۲۳/دسمبر ۲۰۰۶ بمطابق ۳/ذوالحجہ ۱۴۲۷ کو جدہ پہنچا۔ میں نے حج قیران کی نیت کی تھی جس کا ثواب زیادہ بتایا جاتا ہے۔ تمام رات بس چلتی رہی اور فجر کے قریب مکہ معظّمہ پہنچی تمام رات تلبیہ بلند آواز سے پڑھتے رہے اور دعائیں کرتے رہے۔ میں نے جدہ میں گورنمنٹ کے بنک میں جا کر حج پیکج کی رقم بھی جمع کروا دی اور گورنمنٹ کی وزارت حج میں جا کر ویزا دکھا کر رجسٹریشن بھی کروائی جو دفتر ۴۷ میں ہوئی جو یو کے کے حاجیوں کو کنٹرول کر رہا تھا اور اس طرح سے جب خانہ کعبہ کی دہلیز پر پہنچے تو ہمیں ناشتہ کروایا گیا اور خانہ کعبہ کی عمارت میں داخل ہوئے بغیر ہمیں شہر مکہ میں پھر کر اپنے اپنے دفاتر میں تقسیم کر دیا گیا۔ وہاں مجھ سے پوچھا گیا کہ میں نے کون سی قیام گاہ میں جانا ہے ۔ میں نے انہیں کہا کہ مجھے کسی کے ہاں Paying guest کے طور پر بھجوا دیا جائے۔ وہیں پر ایک نوجوان جو گوجرانوالہ کے تھے اور ڈیوٹی کر رہے تھے میرے قریب آئے اپنے گھر لے جانے کی پیشکش کی جو میں نے قبول کی اُن کا گھر خانہ کعبہ کے قریب ہی تھا۔ بس یہی کوئی ۱۵ منٹ کی Walk پر اور غار ثور کے قریب ۔ بڑے اچھے لوگ تھے میرا انہوں نے بہت خیال رکھا اللہ انہیں جزاء خیر عطا فرمائے ۔ آمین ۔ ہر درمیان کی رکاوٹ خود بخود حل ہوتی جاتی تھی ۔ ویزا لگنے سے لیکر مکہ معظّمہ میں رہائش تک ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اذن الٰہی ہے جو پورا ہوتا چلا جارہا ہے۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ جدہ جا کر میں محترم شکیل صاحب کے ایک عزیز سے رابطہ کرلوں تو سب کام ہو جائیں گے مگر وہ رابطہ ہوا جیسا نہ ہوا۔ انہوں نے انٹرنیشنل مستقر پر ایک صاحب کو میری خاطر بھجوایا۔ مگر میں حجّاج کے فضائی مستقر پر تھا اور درمیان میں ۳۰ ۔ ۳۵ کلومیٹر کا فاصلہ حائل تھا۔ نہ وہ صاحب اِدھر آ سکتے تھے کیونکہ حاجی نہیں تھے اور نہ میں

اُدھر جا سکتا تھا کیونکہ میں حاجی تھا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ حکمت تھی جس کا علم بعد میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر میری مدد فرمائی۔ عام حالات میں تن تنہا یہ سب کچھ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ سے سب مشکلیں آسان ہوتی چلی گئیں۔

عمرہ خانہ کعبہ

۲۴ دسمبر ۲۰۰۶ کو بمطابق ۴/ذوالحجہ بروز اتوار خاکسار گھر سے الصبح عمرہ کی غرض سے نکلا اور تلبیہ کے الفاظ کہتا ہوا خانہ کعبہ کی طرف بڑھا **لبیک اللھم لبیک۔ لبیک لا شریک لک لبیک انّ الحمد و انعمة لک و الملک لک لا شریک لک** میں حاضر ہوں اے اللہ میں تیری جناب میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیری (ذات و صفات) میں کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ یقیناً ہر قسم کی تعریف اور نعمت تیرے لئے ہے اور حکومت تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

تلبیہ کے یہ الفاظ دوہراتا ہوا اشکبار دو احرام کی چادروں میں چند لمحوں میں ہی دربارِ ایزدی میں حاضر ہونے کو تھا۔ وہ مقام جہاں ابراہیم علیہ السلام نے عبادت کی وہ خدا کا گھر جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام نے تعمیر کیا۔ جہاں نونہال اسماعیل علیہ السلام پیاس سے ایڑیاں رگڑتا رہا جہاں ایک ماں حضرت حاجرہ علیھا السلام صفا اور مروہ پر دوڑ دوڑ کر چڑھتی اُترتی رہیں اور پانی کی تلاش کرتی رہیں اور عرش معلیٰ سے فرشتہ نازل ہوا اور زمزم کا چشمہ رواں کر دیا گیا...... جہاں ہمارے آقاءِ دوجہاں خدائے قدوس کے سامنے سجدہ ریز ہوا کرتے تھے جہاں آپؐ پر اور صحابہ کرامؓ پر ہر قسم کے ظلم روا رکھے جاتے تھے۔ وہ گلیاں جہاں آپ کے قدم پڑتے تھے، وہ پہاڑ جہاں آپ کی نظریں پڑتی تھیں، وہ غارحرا جو سامنے نظر آ رہا تھا بلندی پر جہاں آپ ۱۵ سال تک عظیم مجاہدہ روحانی کرتے رہے، وہ جگہ جہاں قرآن عظیم نازل ہونا شروع ہوا تھا۔ میرے اردگرد اور میرے گردوپیش میں تاریخ کی سینکڑوں یادیں بکھری ہوئی تھیں جو میری

سسکیوں میں تبدیل ہو رہی تھیں۔اب وہ خانہ کعبہ میرے سامنے ہے جس کے گرد لوگ چادروں میں ملبوس پروانوں کی طرح منڈلا رہے ہیں۔ میں نے ہاتھ اٹھائے اور وہی دعا کی جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے کی تھی، جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کی تھی۔ پھر میں آگے بڑھا دیوانہ وار آگے بڑھا اور پروانہ وار طواف شروع کیا۔حجر اسود کے دائیں جانب جدھر دروازہ ہے ادھر کو چلتے ہوئے قریب ہوا اور قریب ہوا تلبیہ کہتے ہوئے آگے بڑھا۔ایک عجیب عاشقانہ جذبات تھے جو مجھے لئے چلے جارہے تھے۔ یہ طواف قدوم کہلاتا ہے۔حجرِ اسود کے سامنے پہنچا تو استلام کرتا پہلے تین چکروں میں رمل کیا۔ باقی میں معمول کے مطابق قدم اُٹھائے۔رکن یمانی سے لگ کر دعائیں کیں۔حجر اسود کے بالکل قریب سے گزرا حاجیوں کا ریلا اتنا زبردست تھا کہ اور قریب ہونا ممکن نہ تھا۔پھر طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر دو نفل ادا کئے۔شکرانے کے دو نفل اور سنت ابراہیمی علیہ السلام پوری ہوئی۔ پھر خوب سیر ہو کر زم زم کا پانی پیا اور صفا اور مروہ کی طرف چل پڑا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان الصفا و المروۃ من شعائر اللّٰہ (سورۃ البقرہ)

یہ وہ دو پہاڑیاں ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ یہاں پر سعی کی گئی۔ یہ صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر ہیں اور درمیان میں کچھ حصہ بھاگ کر گزارا جاتا ہے۔ یہ حضرت ہاجرہ علیھا السلام کی سعی کی یاد میں ہے۔آپؑ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خانہ کعبہ کے پاس، جہاں زمزم اور مقام ابراہیم ہے،لٹا کر آئی تھیں چونکہ جب آپ دونوں پہاڑیوں کے درمیان میں آئیں تو وہ آپ کو نظر نہیں آتے تھے اسلئے آپ دوڑ کر گزرتی تھیں۔نظر آپ کی اُدھر خانہ کعبہ کی طرف ہی ہوتی تھیں چنانچہ ایک حاجی بھی اُدھر ہی دیکھتا ہے کیونکہ ساری امیدیں اس کی اسی گھر کی مالک سے وابستہ ہوتی ہیں۔ لیجئے میرا عمرہ مکمل ہو گیا۔

چونکہ میں نے نیت حج قیران کی کی ہوئی تھی اس لئے میں نے احرام نہیں کھولا بلکہ اسی احرام میں حج جب شروع ہوا تو وہ بھی کیا۔ اس دن گرمی بہت تھی مگر کہیں سے بادل آ گیا اور بارش ہوگئی جس سے موسم خوشگوار ہو گیا۔ بارانِ رحمت ظاہری تھا اور جو باطنی تھا وہ اس کے سوا تھا۔ ۲۵۔۲۶۔۲۷ دسمبر یعنی ۵، ۶، ۷ ذوالحجہ کے دن مجھے مکہ میں مزید مل گئے تھے۔ میں رات دن کعبہ میں ہی رہ کر عبادات اور دعاؤں میں مصروف رہا۔ وہاں تلاوت کرتا رہا، طواف کرتا رہا اور ذکر الٰہی کرتا رہا۔ جب بھوک لگتی باہر آ کر تھوڑا سا کچھ کھالیتا اور پھر بیت اللہ میں چلا جاتا۔

حج بیت اللہ

۲۵ ردسمبر یعنی ۵ ذوالحجہ کو میں نے رؤیا میں دیکھا کہ مکہ میں بم کا دھماکہ ہوا ہے اور براز یل میں دی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بندوق میرے پاس میرے ہاتھ میں ہے۔ میں نے اس سے یہ اندازہ لگایا کہ کسی غیر معمولی خطرے کا احتمال تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ میری حفاظت فرمائے گا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ سعودی حکومت کے کارندوں نے ایک جگہ پر احمدیوں کو نماز ادا کرتے ہوئے پکڑ لیا تھا، جنہیں بعد میں Depot کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۸ ذوالحجہ کو خاکسار منیٰ گیا اور دفتر نمبر ۷۴ کے تحت بڑے خیمہ میں پہنچا۔ یہاں پر بریڈ فورڈ کے حاجی تھے اور معلم صاحب سے تعارف کرایا گیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں ایم اے اسلامیات ہوں اس لئے انہیں مجھے زیادہ راہنمائی کی تکلیف نہیں کرنی پڑے گی۔

یہاں مسجد الخیف اور مسجد النمرہ تھیں۔ یہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹ رذوالحجہ کی فجر ادا کرنی ہوتی ہے۔ قریبی مسجد میں جا کر نمازیں ادا کرتا رہا۔ ایک حاجی کو ۹ رذوالحجہ کو جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے، وقوف عرفہ کے لئے منیٰ سے نہیں جانا ہوتا۔ چنانچہ ۹ رذوالحجہ کو ظہر سے سورج غروب تک وقوفِ عرفہ کرنا لازمی ہوتا ہے اور کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلا کر دعائیں کرنی ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ ص وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰٮكُمۡ ج وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيۡنَ ٥

(البقرہ:۱۹۹)

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ کہہ رہے ہوتے تھے اور کچھ اللہ کی حمد وثنا اور عظمت بیان کر رہے ہوتے تھے اور کچھ دعائیں دوہرا رہے ہوتے تھے۔ہم میں سے ہر ایک وہاں پر ایک آزادانہ طور پر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔(بخاری)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ٥ (البقرہ ۲۰۰)

عرفات میں ہمہ وقت کھڑے ہو کر دعائیں کی جاتی ہیں۔ یہاں جبل رحمت ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ الوداع ارشاد فرمایا تھا۔اس روز جمعہ بھی تھا اور وقوف عرفہ کا دن بھی تھا۔اس سال بھی حج اکبر تھا۔ یہاں سے ہم نے سورج کے غروب ہوتے ہی مزدلفہ کا رخ کیا۔اس کے بعد شام کی دونوں نمازیں مغرب عشاء مزدلفہ میں ادا کی جاتی ہیں۔رات یہاں قیام کیا جاتا ہے اور کنکریاں چنی جاتی ہیں۔ مجھے یاد ہے یہ رات بہت سخت تھی کوئی خیمے یہاں نہیں ہوتے سخت سردی تھی بس ایک مصلّٰی بچھا کر تمام رات نماز پڑھتا رہا۔صبح کے وقت فجر کے بعد مشعر الحرام پر دعا کی اور ذکر الٰہی کرتا رہا اور روشنی ہونے پر مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانگی کی۔اور منیٰ سے جا کر جمرۂ عقبہ پر سات کنکریاں ماریں۔جب میں مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جا رہا تھا اور پیدل ہی چل پڑا تھا تو میں نے ایک زوردار غیبی آواز سنی ’’السلام علیکم‘‘ اور روشنی دیکھی۔میرا حج قبول ہو گیا تھا۔**الحمدللہ علی ذالک۔ثم الحمدللہ۔**

جمرۃالعقبہ پر کنکریاں مارنے کے ساتھ ہی حاجی کیلئے وہ سب باتیں جو منع ہوتی ہیں، کرنی جائز ہو جاتی ہیں اور تلبیہ کہنا بھی ختم ہو جاتا ہے۔قربانی کی جاتی ہے اور بال کٹائے جاتے ہیں میں نے یہ سب کچھ کیا۔الحمدللہ۔

پھر مکہ میں آ کر خانہ کعبہ کا طواف افاضہ کیا گیا ابھی تو سعودی حکومت نے پہاڑوں میں ٹنل بنادی ہیں جس سے فاصلے کم ہو گئے ہیں جمار سے مکہ یعنی خانہ کعبہ کوئی ۱۵۔۱۶ کلومیٹر رہ گیا ہے۔ چنانچہ طواف افاضہ کرنے کے بعد پھر منیٰ میں آئے اور آنا جانا ۳۰۔۳۵ کلومیٹر بن گیا وہاں پر حج کے دوران بند جوتے نہیں پہنے جاتے بلکہ چپل کھلی ربڑ کی ہی پہنی جاتی ہیں اور جوراب بھی نہیں پہنی جاتی چنانچہ پیروں میں چھالے پڑ جانا عام بات ہے۔طواف افاضہ حج کا لازمی رکن ہے۔ طواف افاضہ کے بعد پھر منیٰ میں قیام کیلئے گیا اور دونوں روز جمار پر جا کر کنکریاں مارتا رہا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ ج وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ لا لِمَنِ اتَّقٰی ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○

(البقرہ ۲۰۴)

پہلے روز ایک جمرۂ عقبہ کو سات کنکریاں ماری تھیں پھر جمرہ اولیٰ اور دو جمار کو کنکریاں۔ سات سات ماری گئیں۔تیسرے دن تینوں جمار کو سات سات کنکریاں پھر ماری گئیں۔کل ۴۲ کنکریاں ماری جاتی ہیں اور یہ ذوالحجہ کی ۱۱ر تاریخ تھی اور دسمبر کی ۳۱ تاریخ تھی۔اور خانہ کعبہ میں آ کر طواف کیا جاتا ہے جو طواف الوداع کہلاتا ہے اس کے بعد مجھے مزید پانچ دن خانہ کعبہ میں عبادت کیلئے مل گئے۔الحمدللہ۔

۶ر جنوری یعنی ۷ر ذوالحجہ کے روز بعد فجر رویاء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو دیکھا کہ خضاب لگایا ہوا ہے اور خوب جوان ہیں اور نماز پڑھانے کیلئے تشریف لائے ہیں نیز مکرم نور محمد

صاحب نسیم سیفی مرحوم مبلغ سلسلہ کو بھی دیکھا کہ تشریف لائے ہیں اور بہت خوش ہیں اور عاجز سے معانقہ کر رہے ہیں۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس لکھتا ہوں جس میں آپ نے حج بیت اللہ کی تشریح فرمائی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

''اصل بات یہ ہے کہ سالک کا آخری مرحلہ یہ ہے کہ وہ انقطاعِ نفس کر کے تعشق باللہ اور محبت الٰہی میں غرق ہو جاوے۔ عاشق اور مُحِبّ جو سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اس قربانی کے واسطے ایک ظاہری نشان ہے جیسا کہ ایک بیت اللہ نیچے زمین پر ہے ایسا ہی ایک آسمان پر بھی ہے۔ جب آدمی اس کا طواف نہ کرے اس کا طواف بھی نہیں ہوتا۔ اس کا طواف کرنے والا تو تمام کپڑے اتار کر ایک کپڑا بدن پر رکھ لیتا ہے لیکن اس کا طواف کرنے والا بالکل نزع ثیاب کر کے خدا کے واسطے ننگا ہو جاتا ہے۔ طواف عشاق الٰہی کی ایک ظاہری نشانی ہے۔ عاشق اس کے گرد گھومتے ہیں گویا ان کی اپنی مرضی باقی نہیں رہی۔ وہ اس کے گرد اگرد قربان ہو رہے ہیں۔''

(تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰۔۲۱)

زیارتِ مدینہ منوّرہ

۱۷رذوالحجہ ۶رجنوری کو مکہ معظّمہ سے رخصت ہو کر مدینہ منوّرہ کیلئے روانہ ہوا۔ تمام رات سفر کرتا رہا۔ وہاں جا کر ایک کمرہ ایک سرائے میں کرایہ پر لیا، جو مسجد نبوی کے قریب تھا۔ یہ اس لئے تا کہ زیادہ سے زیادہ وقت آقاء دو جہاں کے دوارے گنبد خضراء کے سایہ تلے گزار سکوں۔ مکہ اور مدینہ میں ظاہری طور پر یہ محسوس ہوا کہ مکہ چٹیل ہے اور مدینہ سرسبز اور یہاں ہر طرف کھجوروں کے جھنڈ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ مکہ سے نکلتے وقت وہ جگہ بھی دیکھی جہاں اصحابِ فیل کا واقعہ ہوا تھا۔ مدینہ پہنچا تو قرب آقاء دو جہاں کا بہت احساس تھا اور یہ کیوں نہ ہوتا۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

۸ رجنوری ۲۰۰۹ء کی صبح کو فجر کیلئے مسجد نبویؐ میں پہنچ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی پرانی مسجد میں عبادت کا موقع پایا جسے قطعة من الجنة فرمایا گیا ہے۔ جب زیارت آرام گاہ نبویؐ کے کھلنے کا وقت ہوا تو وہاں جا کر اپنی باری کا بڑی ہی بے صبری سے انتظار کرنے لگا۔ باب سلام سے داخل ہوکر اندر آیا مگر منتظمین زیادہ دیر ٹھہرنے نہ دیتے تھے۔ اس کا حل یہ نکالا کہ پیچھے لوگوں میں کھڑے ہوکر سلام عرض کیا اور دعائیں کیں اور ایک جگہ تلاش کی جہاں صرف درمیان میں ایک دیوار حائل تھی۔ چنانچہ تصوّر کیا کہ جیسے کہ وہ درمیان میں نہیں ہے اور لمبی دعائیں کیں درود وسلام بھیجتا رہا اور یہ کہتا رہا کہ

انتَ خیر کل مقربٍ متقدمٍ و الفضل بالخیراتِ و لا بزمانٖ

اور پھر قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھتا رہا

یَا عَیۡنَ فَیۡضِ اللّٰہِ وَ الۡعِرۡفَانٖ

اے اللہ کے فیضان اور عرفان کے چشمے

یَا بَحۡرَ فَضۡلِ الۡمُنۡعِمِ الۡمَنَّانٖ

اے خدائے منعم ومنان کے فضل کے سمندر

یَا شَمۡسَ مُلۡکِ الۡحُسۡنِ وَ الۡاحۡسَانٖ

اے حسن واحسان کی مملکت کے سورج

یَا مَنۡ غَدَا فِیۡ نُوۡرِہٖ وَ ضِیَائِہٖ

کَالنَّیِّرَیۡنِ وَ نَوَّرَ الۡمَلَوَانٖ

اے کہ تو اپنے نور میں آفتاب و ماہتاب کی مانند ہے۔

اے کہ جس نے شب و روز روشن کر دیئے ہیں

یَابَدْرَنَایَااٰیَۃَ الرَّحْمٰنِ

أَھْدَی الْھُدَاۃِوَ اَشْجَعَ الشُّجْعَانِ

اے ہمارے کامل چاند! اے خدائے رحمن کے نشان

اے ھادیوں میں سب سے بڑے ھادی

بہادروں میں سب سے بڑے بہادر

یَالَلْفَتٰی مَاحُسْنُہٗ وَ جَمَالُکَ

کیا جوان ہے کیا حسن ہے کیا جمال ہے

وَجْہُ الْمُھَیْمِنِ ظَاھِرٌ فِیْ وَجْھِہٖ

وَشُئُوْنُہٗ لَمَعَتْ بِھٰذَا الشَّانِ

تیرے چہرے میں خدا کا چہرا نظر آتا ہے

اس کے تمام احوال حسن رُخ یار کے آئینہ دار ہیں۔

سُجُحٌ کَرِیْمٌ بَاذِلٌ خِلُّ التُّقٰی

خِرْقٌ وَّ فَاقَ طَوَائِفَ الْفِتْیَانِ

خوش خلق، کریم النفسی، متقیوں کا دوست فیاض سخاوت شعار

جو اپنے اخلاقِ حمیدہ میں سب جوانوں سے بڑھ کر ہے۔

اِنِّیْ لَقَدْ اُحْیِیْتُ مِنْ اِحْیَائِہٖ

وَاھًا لِاِعْجَازٍ فَمَا أَحْیَانِیْ

مجھے آپ نے ہی زندگی بخشی ہے اور یہ کتنا عمدہ اعجاز ہے

یَارَبِّ صَلِّی عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا

فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانٖ

اے میرے رب! اپنے نبی پر دائمی برکات نازل فرما

اس دنیا میں بھی اور دوسرے جہان میں بھی

یَا سَیِّدِیْ قَدْ جِئْتُ بَابَکَ لَاهِفًا

اے میرے آقا میں تو تیرے در پر ایک فریادی بنکر آیا ہوں

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ وَّ تَحَنُّنٍ

یَا سَیِّدِیْ أَنَا أَحْقَرُ الْغِلْمَان

مجھ پر رحم اور شفقت کی نظر فرما

اے میرے آقا میں تیرا ایک حقیر غلام ہوں۔

یَا حِبِّ اِنَکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّۃً

فِیْ مُھْجَتِیْ وَ مَدَارِکِیْ وَ جَنَانِیْ

اے میرے پیارے! تیری محبت میری روح میں داخل ہوگئی ہے

وہ میری جان اور میرے دل میں رچ بس گئی ہے

مِنْ ذِکْرِ وَ جْھِکَ یَا حَدِیْقَۃَ بَھْجَتِیْ

لَمْ أَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّ لَا فِیْ اٰنٍ

اے میری خوشیوں کے بستان سرا۔

میں تو کسی لحظہ اور کسی لمحہ بھی تیری یاد سے غافل نہیں ہوں۔

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیْکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا

یَا لَیْتَ کَانَتْ قُوَّۃُ الطَّیَرَانٖ

میری روح تو تیرے آستانہ پر ہے اور میرا جسم وفورِ محبت میں تیری ہی طرف مائل پرواز رہتا ہے کاش مجھ میں اسقدر قوت پرواز ہوتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ خلفاء رسول بھی مدفون ہیں ۔ ان کیلئے بھی دعا کی ۔ اسی روز جنۃ البقیع دعاؤں کی غرض سے گیا۔ یہ وہ قبرستان ہے جس میں دس ہزار سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین مدفون ہیں ۔ یہ سب وہ بزرگ ہیں جنہوں نے براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روشنی پائی اور اسطرح سے ایک اور نظارہ دنیا نے نسلِ ابراھیمی میں احیاءِ موتی کا دیکھا۔ یہاں پر ناموں کے کتبے نہیں ہیں صرف پتھر سرہانے کی طرف رکھا ہوا ہے اور دور تک پتھروں کی قطاریں دکھائی دیتی ہیں ۔ چاروں طرف دیوار بنی ہوئی ہے اور بالائی حصہ میں سلاخیں لگی ہیں اور باہر سے کسی طرف سے بھی کھڑے ہوکر دعا کی جاسکتی ہے ۔ شام کو ساڑھے چار بجے دروازے کھولے جاتے ہیں اور نگران بعض مقابر کا تعارف کراتے ہیں ۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ جگر گوشہِ رسول ؐ، حضرت عثمان غنیؓ خلیفۃ الرسولؐ اور حضرت امام حسنؓ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ عشرہ مبشرہ کے مقابر شروع میں ہیں جہاں کثرت سے حاجی دعائیں کر رہے ہوتے ہیں ۔ وہاں پر پھر کر مختلف علاقوں میں کھڑے ہوکر سب کیلئے دعائیں بلندیٔ درجات کیلئے کیں اور انہیں سلام مسنون کرنے کی توفیق ملی ۔ **الحمدللہ علی ذالک** ۔

فجر کے بعد جب مسجد نبوی سے باہر آئیں تو باہر ویگنوں کی قطار بنی ہوتی ہیں اور وہ پھر کر تمام مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کروادیتے ہیں ۔ ۹/ جنوری کو میں پہلے جنگ احد کے مقام پر گیا۔ احد کا پہاڑ بہت بڑا پہاڑ ہے ۔ وہ درّہ دیکھا جہاں صحابہؓ کو متعین کیا گیا تھا۔ تمام جنگ کا میدان دیکھا وہاں شروع میں ایک مسجد ابوبکر بنی ہوئی ہے وہاں ں نوافل ادا کئے اور ایک جگہ جہاں شہداءِ احد کو اکٹھے دفن کیا گیا تھا اس کے اردگرد چار دیواری بنادی گئی ہے اور اوپر کا حصہ لوہے کی سلاخوں سے بند کیا گیا ہے چنانچہ وہاں جو نگران تھے انہوں نے بتایا کہ سامنے جو مقابر ہیں جن پر پتھر لگے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ اور حضرت مصعب بن عمیرؓ جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے اور حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے مقابر ہیں وہاں پر کھڑے ہوکر لمبی دعا کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد مسجد قبلتین دیکھنے گئے یہ وہ مسجد ہے جس جگہ پر وحی قبلہ تبدیل کرنے کیلئے نازل ہوئی تھی اور آپ نے نماز کے دوران ہی قبلہ تبدیل کرلیا تھا۔ یہاں پر بھی نوافل ادا کئے اور دعائیں کیں۔ پھر مسجد قبا دیکھنے گئے جہاں کے دو نوافل کا بے شمار ثواب بتایا جاتا ہے۔ یہ پہلی مسجد تھی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوّل اوّل نمازیں ادا فرمائی تھیں۔ یہاں بھی نوافل ادا کئے۔ اس کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا۔ اور جنگ خندق کے مقام پر جہاں سبع مساجد بنی ہوئی ہیں یعنی مسجد فتح، مسجد سلمان فارسیؓ، مسجد ابوبکرؓ، مسجد عمرؓ، مسجد علیؓ اور مسجد فاطمہؓ پہنچے۔ یہ چھوٹی چھوٹی مساجد ہیں۔ جنگ خندق کے وقت جہاں جہاں صحابہ آن ڈیوٹی ہوتے تھے، نمازیں ادا کرتے تھے، ان کی یاد میں یہ مساجد بنی ہوئی ہیں۔

۱۰ر جنوری تمام دن سفر کی تیاری میں گزرا۔ انتظامات کے ساتھ حج کے دوران میری چند حاجیوں سے کافی واقفیت ہوگئی تھی۔ ایک چکوال کے تھے ایک راولپنڈی کے تھے اور یہ مدینہ میں رہتے تھے۔ ان سے ملاقات کی اور رات کو جدّہ کیلئے بذریعہ بس روانہ ہوئے اور وہاں سے ۱۱ر جنوری کو صبح ۸ بجے بذریعہ ہوائی جہاز لنڈن کیلئے مائل پرواز ہوا۔ ۱۱ بجے لنڈن پہنچا۔ میرے بھائی عزیزم اشتیاق احمد شاکر ناروے سے میرے استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے اور ہمراہ عزیزم رانا محمد عامر صاحب بھی تھے۔ بڑا پرتپاک خیر مقدم ہوا۔ سلو Lagley اپنی بیٹی کے ہاں چند دن قیام کیا۔ ۱۳ کو یہ لوگ Peace کانفرنس منعقد کررہے تھے، اس میں شمولیت کی۔

جنوری ۲۰۰۴ء سے جامعہ احمدیہ یوکے میں تقرری

۱۴ تاریخ بروز اتوار Stretham اپنی قیام گاہ پر آ گیا اور ۱۵ر جنوری ۲۰۰۴ء سے جامعہ احمدیہ یوکے میں اپنی ڈیوٹی ادا کرنی شروع کردی۔ طلباء جامعہ احمدیہ جو مجھے بہت عزیز ہیں انہوں نے یہ فرمائش کی کہ حج کی توفیق پانے کے شکرانے میں کچھ ہونا چاہئے چنانچہ جامعہ احمدیہ کے لان میں سب کیلئے خاکسار نے ایک پارٹی کا بصورت باربی کیو اہتمام کیا۔ چنانچہ سب طلباء اوراساتذہ نے اس میں بخوشی شرکت فرمائی۔ جزاکم اللہ۔ اس قسم کی جامعہ میں یہ پہلی تقریب تھی۔

انفاق فی سبیل اللہ کی ایک سعادت

میں نے ایک دفعہ خواہش کی تھی کہ ربوہ کا مکان فروخت کر کے پرتگالی ترجمہ قرآن کریم کیلئے پیش کردوں۔ مگر اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایسا کرنے سے منع فرمادیا تھا۔ بعد میں اسی مکان پر غیراحمدیوں کا قبضہ ہو گیا اور آٹھ سال تک اس کا کرایہ بھی نہ ملا۔ اور اس کی حالت میں بھی بہت خرابی پیدا کردی گئی چنانچہ مقدمہ کر کے یہ مکان واگزار کرایا گیا۔ جب یہ مل گیا تو اسے فروخت کرنے کے علاوہ چارہ کوئی نہیں تھا کیونکہ میرے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ اس پر خرچ کر کے اسے قابل رہائش بنایا جاتا۔ دکانوں اور جگہ کی بھی اس وقت دس لاکھ کے قریب قیمت لگائی گئی تھی۔ چنانچہ اسے فروخت کیا گیا۔ یہ رقم گویا میرے پاس خالہ جان کی ایک امانت تھی۔ میں دعا کررہا تھا کہ یہ کسی کارثواب میں خرچ ہوتا کہ مرحومہ کو ثواب پہنچتا رہے۔

اسی اثناء میں میں نے رویاء میں دیکھا کہ پرتگال کی مسجد کی جگہ خریدی ہے اور دس ہزار پاؤنڈ اس کیلئے میں نے دیئے ہیں۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہنمائی تھی کہ میں وہ رقم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اس غرض کیلئے پیش کردوں۔ اللہ تعالیٰ نے برازیل سے پہلی خاتون مبلغ سسٹر امینہ ایدل وائز کو بھجوا کر یہاں جماعت اور مشن

رجسٹرڈ کرانے کی توفیق پائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہاں کی مسجد کیلئے بھی رقم میں فراہم کردوں میں نے مکان کی اس رقم سے پریمیم بانڈز یوکے میں خرید کئے ہوئے تھے۔ خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنی رویاء لکھی اور ساتھ ہی دس ہزار پاؤنڈز کے پریمیم بانڈز پیش کردیئے جو آپ نے ازراہ شفقت قبول فرمالئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ اس پر مجھے بے انتہا مسرت ہوئی کہ اس طرح ایک انفاق فی سبیل اللہ کا عمدہ موقع میسر آ گیا اور میری ایک دیرینہ خواہش کی بھی تکمیل ہوئی۔ ثم الحمدللہ علی ذالک۔

۲۰۰۷ء میں میری سپین میں وقف عارضی

جامعہ احمدیہ یوکے کی رخصتوں میں خاکسار نے ۱۱؍اپریل ۲۰۰۷ء تا ۲۴؍اپریل ۲۰۰۷ء سپین میں وقف عارضی کیا۔ اس کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ اس وقف عارضی میں جامعہ احمدیہ کے طالب علم عزیزم مرتضیٰ احمد صاحب بھی آ کر شامل ہوگئے۔ میڈرڈ میں Rastro یعنی سنڈے مارکیٹ میں جا کر تبلیغ کی گئی۔ مشن ہاؤس میں ایک تبلیغی نشست میں شمولیت کی اور ۱۳؍اپریل کا جمعہ پڑھانے کی توفیق ملی اور مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب مبلغ انچارج کے ہمراہ غرناطہ گئے بعض پرانے احمدیوں کی تلاش میں۔ سفر کے دوران آتے جاتے عزیزم مرتضیٰ احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''چشمہ مسیحی'' پڑھائی اور سمجھائی۔ ۱۹؍اپریل کو Valencia کا سفر اختیار کیا۔ جاتے ہی الصبح فجر کی نماز پڑھائی ایک گھر میں احمدی اکٹھے تھے۔ یہاں ۲۰؍اپریل کو جمعہ پڑھایا اور ایک کلاس اطفال میں شمولیت کی۔ اور مکرم ڈاکٹر منصور عطاالٰہی صاحب جو یہاں صدر جماعت ہیں آپ کی والدہ صاحبہ اہلیہ مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر مجاہد اوّل سپین رہتی ہیں، اُن کی دعوت میں شمولیت کی۔ یہاں کی جماعت کے اجلاس عام میں بھی شمولیت کی اور تقریر بھی کی۔ پھر خاکسار ۲۳؍اپریل کو میڈرڈ حاضر ہوگیا۔ جہاں مکرم امیر صاحب سپین مکرم مبارک احمد صاحب کے والد

صاحب مکرم محمد امین صاحب کے گھران کی دعوت میں شمولیت کی۔ نیز یہاں کے صدر مکرم فضل الٰہی قمر صاحب نے ایک ریڈیو میں میرا انٹرویو رکھوایا تھا اس میں شمولیت کی اور اسلام کی پرامن تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نمونہ محبت اور امن کے بارے میں بیان کرنے کا موقع ملا۔ بتایا گیا کہ آپؐ نے کس طرح مسلسل ظلم کرنے والے خون کے پیاسوں کو فتح مکہ کے وقت معاف فرما دیا اور اعلیٰ اخلاق کے اس مظاہرے سے ان کے دل جیت لئے۔ میں نے اپنے تمام خطبات اور اپنی تقاریر میں دعوت الیٰ اللہ کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی جس کی ضرورت کو وہاں عاجز نے محسوس کیا۔

پرتگال اور سپین میں وقف عارضی

۲۱/اگست تا ۱۱/ستمبر ۲۰۰۷ء پھر جامعہ احمدیہ یو کے میں رخصتیں ہوئیں تو اس میں تین ہفتے کا وقفِ عارضی کیا گیا جس کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرحمت فرما دی تھی۔

۲۱/اگست میڈرڈ سپین پہنچا اور اسی روز بذریعہ بس روانہ ہو کر پیدروعبد مسجد بشارت پہنچا۔ کوئی ڈیڑھ بجے رات کے تھے۔ مکرم مشنری انچارج سید عبداللہ شاہ صاحب نے خوش آمدید کہا۔ ان کے ہمراہ ۲۳/اگست کو الصبح پرتگال کیلئے روانہ ہوئے۔ یہاں ۳۵ کے قریب انڈین احمدی ہیں اور ایک سو سے زائد گنی بساؤ کے افریقن احمدی ہیں۔ خاکسار نے جمعہ پڑھایا اور مسجد کی ایک جگہ دیکھنے گئے اور وہاں پر دعا بھی کرائی۔ مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس اطفال الاحمدیہ کا چوتھا اجتماع مقرر تھا۔ مجلس انصار اللہ نے بھی حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اجازت حاصل کر لی۔ جمعہ کے بعد ان سب کے علمی مقابلے ہوئے جن میں گنی بساؤ کے دوستوں کو بھی شامل کیا گیا۔ ساتھ ساتھ میں ہر بات کا پرتگالی میں ترجمہ بھی کرتا رہا۔ پھر درس قرآن کریم و حدیث و ملفوظات بھی دیئے جاتے رہے۔ پرتگالی میں ترجمہ کرتا رہا تا کہ گنی بساؤ کے پرتگالی احمدی بھی سمجھ سکیں۔

بروز ہفتہ سمندر کے کنارے پر جا کر ورزشی مقابلے منعقد کئے گئے اور وہاں پر سب نے دوپہر کا کھانا بھی تناول کیا اور پھر تقسیم انعامات کی تقریب بھی منعقد ہوئی۔ انصاراللہ اور نومبائعین کی تقسیم انعامات مسجد میں منعقد کی گئی اور اختتامی تقریر بھی عاجز نے کی۔ ۲۴راگست کو خاکسار نے نومبائعین کی تربیتی کلاس لی جس میں نماز کا ترجمہ سکھایا گیا۔ جمعہ ہفتہ اتوار احباب کرام مشن ہاؤس میں رہے اور تہجد باجماعت ادا کی۔ تمام نمازیں بھی باجماعت ہوئیں اور قرآن حدیث اور ملفوظات کے درس بھی دیئے گئے۔ اسی طرح ۳۰۔۳۱راگست اور یکم ستمبر کو بھی احباب کرام نے مشن ہاؤس میں قیام کیا اور تربیتی پروگرام منعقد کئے اور مجھے اس طرح وقف عارضی کے تحت خدمت کا موقع ملا۔ یہاں الماریوں اور سٹور میں پرتگالی زبان میں بکثرت لٹریچر دیکھ کر خوشی ہوئی کیونکہ یہ سب وہ کتب ہیں جو ہمیں برازیل میں تیار کرنے کی توفیق ملی تھی۔

کورئین جاپانی اور چینی چرچ کی ایک میٹنگ میں شمولیت

خیر سگالی کے جذبات سے انہوں نے اپنے ہاں ہمیں بلایا تھا جس میں مکرم صدر صاحب پرتگال آصف پرویز صاحب اور چند احباب جماعت کے ساتھ جا کر شمولیت کا موقع ملا۔ خاکسار نے انہیں وہاں جماعت کے تعارف کے ساتھ بتایا کہ ہم ایک لمبے عرصہ سے اس طرز کے پیشوایان مذاہب کے جلسے کر رہے ہیں اس طرز کے نیز ان لوگوں کو بھی اپنے مشن ہاؤس میں آنے کی دعوت دی۔ اس موقع پر اسلام کے پیار اور محبت اور سلامتی کا پیغام انہیں پہنچایا۔

حضرت کرشن علیہ السلام کا یوم پیدائش

لزبن دارالخلافہ پرتگال میں ہندوؤں کا ایک وسیع مندر ہے۔ یہ لوگ حضرت کرشن علیہ السلام کی پیدائش کا دن منا رہے تھے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ پرتگال کو بھی شمولیت کیلئے دعوت دی ہوئی تھی۔ چنانچہ صدر جماعت پرتگال اور خاکسار اور چند احمدی دوست جا کر ان کی

تقریب میں شامل ہوئے۔ پانچ چھ صد سے زائد ہندو جمع تھے اور حضرت کرشن علیہ السلام کا یوم پیدائش منا رہے تھے۔ انہوں نے خاکسار کو بھی درمیان میں بات کرنے کا موقع دیا۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے عاجز نے حضرت کرشن علیہ السلام کا مقام بیان کیا اور بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور اوتار تھے اور انہوں نے دوبارہ آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے وجود میں پوری ہوئی ہے۔

چنانچہ آپؑ کو ۱۹۰۲ء: میں الہام ہوا تھا:

ہے کرشن ردر گوپال تیری مہما ہو۔ تیری استت گیتا میں موجود ہے۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۵ مورخہ ۲۴/اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۸)

جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں۔ وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ

''جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ''

پھر آپ فرماتے ہیں:

''ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک اور کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی نے اُٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی'' (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۷ مورخہ ۶/مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۷)

ایک بار الہام ہوا:

''آریوں کا بادشاہ آیا''

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۷ مورخہ ۶/مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۷)

جب یہ باتیں بیان کیں تو اس پر سب حاضرین اور حاضرات نے خوشی کا اظہار کیا اور میرے اس پیغام حق کے پہنچانے کا شکریہ بھی ادا کیا۔ بعد میں قادیان کے چند ہندو نوجوان ہمیں

ملنے بھی آئے۔

جلسہ سالانہ سپین سلور جوبلی مسجد بشارت میں شمولیت

مسجد بشارت سپین کی تعمیر کو ۲۵ سال ہو رہے تھے اور جماعت احمدیہ سپین نے سلور جوبلی منانے کا پروگرام بنایا تھا۔ مکرم امیر صاحب سپین مکرم مبارک احمد صاحب نے مجھے جلسہ سالانہ یو کے پر شمولیت جلسہ سالانہ سپین کی دعوت دی تھی اور اس موقع پر اپنا پیغام دینے کیلئے اور دعوت الیٰ اللہ پر تقریر کرنے کی لئے بھی کہا تھا۔ چنانچہ بمع صدر صاحب پرتگال اور آٹھ نمائندگان جماعت کے ۶ ؍ستمبر کی رات کو سفر کر کے الصبح ساڑھے تین بجے پہنچے اور ۷۔۸ ستمبر کو جلسہ سالانہ سپین میں شمولیت کی توفیق پائی۔

اس موقع پر سات ممالک کے نمائندے شامل ہوئے اور کل ۲۱۱ جلسہ سالانہ کی حاضری تھی۔ ایک پرانے سپینش احمدی سے تیس سال کے بعد ملاقات ہوئی اور چار دیگر پرانے سپینش احمدیوں سے بھی ملاقات ہوئی، جو میرے زمانہ میں احمدی ہوئے تھے۔ خاکسار نے اپنا پیغام سپینش زبان میں پیش کیا اور اپنی تقریر بھی نصف گھنٹہ کی دعوت الیٰ اللہ پر سپینش زبان میں ہی کی اور حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام جو دعوت الیٰ اللہ کے متعلق تھا اس کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی اہمیت بیان کی۔ نیز بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا طریق دعوت الیٰ اللہ کیلئے اختیار کئے تھے جن کی وجہ سے آپ کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو جلسہ سالانہ سپین سلور جوبلی میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی۔ آخری اجلاس میں پیدروعبد کی میئر Maria Luis Wie نے شرکت کی اور تقریر بھی کی اور ایک اخبار کا اس وقت کا حوالہ بھی بیان کیا جبکہ ۱۱ ؍ستمبر ۱۹۸۲ء کو مسجد بشارت کے افتتاح کے وقت اس نے لکھا تھا کہ ’’کیتھولک سپر میسی کے ہوتے ہوئے پہلی مسجد کا افتتاح عمل میں آرہا ہے۔‘‘ آپ نے کہا کہ ان تمام تبصروں کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق برداشت اور صبر اور خدا تعالیٰ

کی محبت ان فناٹک **مذہبیوں** کو الگ رکھ کر برسروء کار لاتے ہوئے ایک کھانا بھی سرو کیا گیا تھا مسجد میں اور کسی میں کوئی فرق نہیں کیا گیا تھا۔ یہ پرانی یادیں آپ نے بیان فرمائیں۔

یہ اخبار Eldiario De Cordoba کی ۹رستمبر ۲۰۰۷ء کی اشاعت میں ۲۰ صفحہ پر Provincia (ضلع) کی خبروں کے تحت پورے صفحے کی خبر لگائی گئی تھی جس میں انہوں نے سٹیج کی فوٹو دی۔ جس پر مکرم مشنری انچارج صاحب سید محمد عبداللہ شاہ صاحب صدر جلسہ ہیں اور ان کے دائیں مکرم فضل الٰہی صاحب قمر صدر جماعت احمدیہ میڈرڈ بیٹھے ہیں اور مکرم ڈاکٹر عطاء الٰہی منصور صاحب صدر جماعت احمدیہ بالنیا تقریر کر رہے ہیں۔ اس کے پشت میں مسجد بشارت دکھائی گئی ہے۔ اور نیچے مسجد کے اندر محراب کی فوٹو ہے جس میں خاکسار نماز پڑھا رہا ہے اور سجدہ کناں ہے۔

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ

صد سالہ خلافت جوبلی میں شمولیت

اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کروں کم ہے کہ اس نے اس عاجز کمزور انسان پر بیشمار مہربانیاں اور انعامات فرمائے۔ میں اس کا سزاوار ہرگز نہ تھا۔ یہ سراسر اس کا احسان اور بے پایاں اکرام ہے کہ اس نے اس نابکار کو اپنی رحمانیت اور رحیمیت اور مالکیت کے جلوے دکھائے اور اپنی ربوبیت سے حصہ وافر عطا فرمایا۔

ورنہ من آنم کہ من دانم

سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ اپنی ذات پر ایمان اور اپنا عرفان عطا فرمایا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا امّتی بنایا اور ان کا کلمہ نصیب فرمایا اور دیارِ مکہ و مدینہ کی زیارت اور حج اکبر بمع عمرہ کی توفیق عطا فرمائی۔ اور پھر یہ کہ اپنے حبیب کے حبیب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

علیہ رحمت والسلام مہدی دوران اور مسیح الزمان کا ادنیٰ چاکر و غلام بننے کی توفیق عطا فرمائی اور قادیان دار الامان میں پیدا ہوا۔ اور پھر یہ کے آپ کے عظیم خلفاءِ احمدیت کا وفادار اور خادم بنایا۔ اوران ہی کی مہربانیوں سے خدمت اسلام واحمدیت کے مواقع نصیب ہوئے۔

چنانچہ صد سالہ جوبلی کے سال Excel Centre یوکے میں ہونے والی تقریب بتاریخ ۲۷رمئی ۲۰۰۸ء میں شامل ہوکر عظیم عہد خلافت میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمدللہ۔

بعدہ ۲۵۔۲۶۔۲۷ جولائی ۲۰۰۸ء کو ہونے والے جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہوا، اور جلسہ میں شمولیت اختیار کرنے والے حضرات مسیح پاک علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنا، نیز بین الاقوامی مشاعرہ منعقدہ ۱۲رجولائی ۲۰۰۸ء میں ایم ٹی اے کے مینجمنٹ بورڈ اور سٹال کی جانب سے شرکت کی دعوت پر شمولیت کی توفیق پائی۔

ایک لمبے عرصہ کے بعد گوائٹے مالا کا وفد جو جلسہ سالانہ میں شامل ہوا تھا پر مشتمل مسٹر ڈیوڈ گونزالس David Gonzalez اور مسٹر Samuel Cabrera Saravia ان کے ساتھ دو دن جلسہ سالانہ کے گزارے اور خاکسار ان کے ہمراہ جب ان کی ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہوئی تو مکرم وکیل التبشیر عبدالماجد صاحب کے ارشاد کے مطابق ان کے ساتھ جا کر ترجمانی کے فرائض ادا کرتا رہا۔ **الحمدللہ علی ذالک۔**

۱۷رمئی ۲۰۰۸ء کو جامعہ احمدیہ یوکے میں صد سالہ خلافت جوبلی سیمینار کا انعقاد ہوا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء پر مقالے پڑھے گئے۔ خاکسار کے سپرد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ کے حالات سیرت وسوانح اور دورِ خلافت ثالثہ کی مساعی جلیلہ کا بیان کرنا لگایا گیا تھا۔ چنانچہ عاجز نے نصف گھنٹہ کیلئے آپ کی بابرکت حیات کے متعلق اپنا مقالہ پڑھا۔

زیارتِ قادیان کی ایک کوشش

پروگرام تھا کہ قادیان میں دسمبر کے آخر میں حسب معمول جلسہ سالانہ ہوگا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی تشریف لے گئے تھے اور تمام دنیا سے احمدیوں کے پہنچنے کا پروگرام بھی تھا لیکن اچانک حالات ایسے ہوئے کہ سب کچھ کینسل کرنا پڑا۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر کچھ اور طرح ہی ظاہر ہوئی کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن تشریف لے آئے۔ دو ہفتے کا جنوبی ہندوستان کا دورہ کر کے قادیان نہیں گئے بلکہ تمام دنیا کے احمدیوں کو قادیان نہ جانے کی ہدایت بھجوائی گئی اور جلسہ سالانہ قادیان اس سال کا بھی کینسل فرمایا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رویاء ۲۳ دسمبر ۱۹۰۲ء تذکرہ صفحہ ۴۶۳ پر ہے اس طرح سے کہ نماز فجر سے پیشتر حضرت اقدس نے یہ رویاء سنائی۔

”میں کسی اور جگہ ہوں اور قادیان کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ ایک دو آدمی ساتھ ہیں کسی نے کہا راستہ بند ہے۔ ایک بڑا بحر ذخار چل رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ واقع میں کوئی دریا نہیں بلکہ ایک بڑا سمندر ہے جیسے سانپ چلا کرتا ہے۔ ہم واپس چلے آئے کہ ابھی راستہ نہیں اور یہ راہ بڑا خوفناک ہے۔“

(البدر جلد نمبر ۱۰ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷۶)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیریت واپس انگلستان تشریف لے آئے اور آپ نے ۹ دسمبر ۲۰۰۸ء کو بیت الفتوح انگلستان میں عید پڑھائی خاکسار کو بھی اس میں شمولیت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

دوسری کتاب ''صفات باری تعالیٰ'' کی بطور شکرانہ اشاعت

اللہ تعالیٰ نے خلافت جوبلی کے شکرانے کے طور پر خاکسار کو توفیق عطا فرمائی کہ یہ کتاب شائع کرسکوں۔ یہ میرے وہ تحقیقی مضامین تھے جن کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمان پر ہے کہ سورۃ فاتحہ جس طرح ام الکتاب ہے۔اس میں بیان کردہ چار صفاتِ باری تعالیٰ امّ صفات ہیں۔ چنانچہ خاکسار نے تمام دیگر صفات کا ان ماؤں سے ناطہ جوڑنے اوراس کے اظہار کی کوشش کی ہے۔مکرم ملک سیف الرحمن صاحب، مفتی سلسلہ جو میرے استاد جامعہ تھے انہوں نے ان مضامین کو بہت پسند فرمایا تھااور کتابی شکل میں شائع کئے جانے کی خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔ چنانچہ میں نے یہ کتاب جوبلی کے سال شائع کی اوراس کے ساتھ ۱۹۶۷ء ستمبر/اکتوبر میں شائع ہونے والے اپنے مضمون ''عباد الرحمن کی خصوصیات'' کو بھی شامل اشاعت کرلیا۔

اس پر تبصرہ الفضل ربوہ نے لکھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اسے پسند فرمایا۔اسی کی ایک فوٹو کاپی عاجز نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بھی پیش کی تھی اور آپ کو بھی یہ مضامین بہت پسند آئے تھے اور آپ نے بعدہ صفاتِ باری تعالیٰ پر ایک سلسلہ خطبات کا شروع فرمایا تھا جو اب بھی جاری ہے۔

جامعہ احمدیہ انگلستان میں میری مصروفیات

خاکسار کو ازراہِ شفقت اس سال ۲۰۰۹ء میں بھی تدریس کے کام کی توفیق ملی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت عطا فرمائی۔ نیز انتظامیہ جامعہ نے شعبہ اردو کا انچارج بنایا ہے اردو تقاریر کی نگرانی اور صداقت گروپ کی ٹٹوریل خدمات نیز تصوف کی تدریس میرے سپرد ہے الحمدللہ۔اللہ تعالیٰ کی بڑی عنایت ہورہی ہے کہ توفیق پارہا ہوں۔خلافت جوبلی پر ایک سیمینار بھی ہوا تھا جس میں میرے سپرد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے حالات نصف گھنٹہ کیلئے بیان

کرنے سپرد کئے گئے تھے، جس کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈسپلن کمیٹی میں بھی منظور فرمایا ہے۔

امسال ہمارے پرنسپل مکرم عبد السلام ظافرؔ صاحب اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے سبکدوش ہوگئے اور ان کی جگہ پر مکرم مرزا ناصر انعام احمد صاحب کو مقرر فرمایا گیا ہے۔ **اللھم زدفزد**۔ آپ نے اس ادارہ کی خوب خدمت شروع فرمائی ہے۔

اس دوران ایک پکنک حدیقۃ المھدی میں ہوئی جس میں از راہِ شفقت حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی تشریف لائے اور تمام طلباء کو آپ نے دعوت طعام (باربی کیو) کی طرز پر دی اور طلباء کے ساتھ کافی وقت گزارا اُن کے ساتھ کھانا تناول فرمایا ان کی کھیلوں کو ملاحظہ فرمایا اور نشانہ بازی مشاہدہ فرمائی۔ نیز طلباء کے تفریحی پروگرام خاکے بھی سنے اور مفید ہدایات سے نوازا۔

اسی طرح آپ جامعہ احمدیہ میں بھی تشریف لاتے ہیں اور طلباء جامعہ احمدیہ کے ساتھ علمی نشست بھی ہوتی ہے جو ایم ٹی اے پر بھی دکھائی جاتی رہی ہے۔ ملاقات بھی اسی عاجز کی ہوئی اور فوٹو سیشن بھی سب کے ساتھ ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایات ہیں جو ہمیں خلافت کا قرب نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت پر اپنا سب کچھ نچھاور کردینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر پر میں ایک شاعر کی زبانی یہ کہوں گا:

خداءِ کونین ، شکر نعمت کے بار سے سر جھکا ہوا ہے
تیری عطاء کرم کا بادل کفِ طلب میں رکھا ہوا ہے
میرے خدا، حسن بے محابہ کا ایک دفتر کھلا ہوا ہے
میرے قلم کو میرے ہنر کو مذاق نغمہ عطا ہوا ہے

❁❁❁

تبصــرہ

نام کتاب : حضرت مسیح علیہ السلام کا دعویٰ از روئے قرآن و انجیل

نام مصنف : اقبال احمد نجم پروفیسر جامعہ احمدیہ لندن

سن اشاعت : 2009ء

تعداد صفحات : 278

ملنے کا پتہ :

Jamia Ahmadiyya U.K
8, South Gardens Collierswood
London, SW 19, 2 NT U.K
E-Mail: ianajam@yahoo.co.uk, innajam@hotmail.com
iqbalnajamuk@gmail.com

مذکورہ کتاب، جس کا دیباچہ محترم منیر الدین صاحب شمس ؔایڈیشنل وکیل التصنیف لندن نے تحریر فرمایا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے تفصیلی واقعات ان کا حقیقی دعویٰ اور دعویٰ کے بعد ان پر گزرنے والے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ تصویر پیش کی گئی ہے جس کو قرآن مجید نے پیش فرمایا ہے اور عیسائیوں کے ان غلط عقائد کا بطلان کیا گیا ہے نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا یا خدا کے بیٹے تھے یا وہ انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ہو کر صلیب پر چڑھ گئے تھے۔

کتاب میں بہت تفصیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب نامہ اور آپ کے خاندانی حالات، آپ کی ولادت آپ کے مقام پیدائش اور تاریخ پیدائش اور آپ کی شادی، آپ کا دعویٰ نبوت، صلیبی موت سے آپ کا بچ جانا، آپ کی ہجرت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق کی روشنی میں سری نگر کشمیر محلہ خانیار میں آپؑ کی قبر کا ذکر کیا گیا ہے۔

کتاب میں جا بجا تحقیقی انداز میں اور با دلائل حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق انجیلوں کی غلطیوں کو ثابت کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جو باتیں قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پیش فرمائی ہیں وہی برحق ہیں۔ کتاب میں دلیل اور عقل کے ترازو کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کو بھی پرکھا گیا ہے جو انجیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بے ثبوت مشہور کردئے اور جن کا ان کے پاس کوئی عقلی ثبوت نہیں ہے۔ بہرحال ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام حالات و واقعات کو قرآن مجید کی روشنی میں اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر قرآن کی روشنی میں پرکھا گیا ہے۔ موازنہ مذاہب کے طلباء خاص طور پر وہ طلباء جو عیسائیت اور اسلام پر ریسرچ کررہے ہیں ان کیلئے یہ مفید کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم اقبال صاحب نجم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور خوشنودی خداوندی انہیں حاصل ہو۔ یہ ان کی طرف سے ایک بہترین صدقہ جاریہ ہے۔ (ادارہ بدر)

(ہفت روزہ بدر قادیان ۱۰ ستمبر ۲۰۰۹ء صفحہ ۱۲)